من سمجھاون

مرتبہ

ڈاکٹر سیّدہ جعفر

سلسلہ مطبوعات: ابوالکلام آزاد اورینٹل ریسرچ انسٹی ٹیوٹ حیدرآباد (آندھرا پردیش)

Collection of Prof. Muhammad Iqbal Mujaddidi
Preserved in Punjab University Library.

پروفیسر محمد اقبال مجددی کا مجموعہ
پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں محفوظ شدہ

Marfat.com

Marfat.com

سلسلہ مطبوعات ابوالکلام آزاد اورینٹل ریسرچ انسٹی ٹیوٹ نمبر (۵)

من سمجھاون

از

شاہ تراب چشتی

مرتبہ

ڈاکٹر سیدہ جعفر

Marfat.com

130516

مطبوعہ

انتخاب پریس — جواہر لال نہرو روڈ — حیدرآباد (اے - پی)

★

ملنے کا پتہ

ابوالکلام آزاد اورینٹل ریسرچ انسٹی ٹیوٹ
خیرت آباد - حیدرآباد - ۴

بار اول پانچ سو (۵۰۰)

دسمبر سنہ ۱۹۶٤ ع

Marfat.com

جدِ شفیق مہدی نواز جنگ
کے نام

Marfat.com

Marfat.com

ترتیب

سلسلہ	مضامین	صفحہ
۱	نام	۱
۲	تخلص	۳
۳	لقب گنج الاسرار	۳
٤	وطن	٥
٥	پیدائش	۷
٦	خاندان	۸
۷	اولاد	۱۱
۸	واقعات زندگی اور تعلیم	۱۳
۹	غیب دانی	۱٥
۱۰	علم کی لگن	۱٦
۱۱	خلافت	[illegible]
۱۲	فرانسیسوں کا حملہ	۲۰
۱۳	سفر	۲٤

Marfat.com

سلسلہ	مضامین	صفحہ
۱٤	سلسلہ بیعت	۲۸
۱۵	شاہ تراب کے مرشد	۳٦
۱٦	مذہب	۳۸
۱۷	شاگرد	٤۱
۱۸	ہمعصر شعراء	٤۳
۱۹	تصانیف	٤۳
۲۰	ظہور کلی	٤۳
۲۱	گلزار وحدت	۵۲
۲۲	گنج الاسرار	٦۲
۲۳	قصہ مہ جبیں و ملاّ	٦۸
۲٤	نظم گیان سروپ	۷۸
۲۵	غزلیں	۸۱
۲٦	آئینہ کثرت	۸۵
۲۷	حجت الاسلام اور مجموعہ کلام شاہ تراب	۸۷
۲۸	من سمجھاون کے مختلف نسخے	۸۹
۲۹	مخطوطہ الف	۸۹
۳۰	مخطوطہ ب	۹۰

Marfat.com

صفحہ	مضامین	سلسلہ
۹۱	مخطوط ج	۳۱
۹۲	مخطوط د	۳۲
۹٤	مخطوط ہ	۳۳
۹٤	مخطوط و	۳٤
۹۵	من سمجھاون بحیثیت نظم	۳۵
۹۸	من سمجھاون کی بحر	۳٦
۹۹	من سمجھاون اور مناچے شلوک کی ہیئت کا اختلاف	۳۷
۹۹	شری مناچے شلوک	۳۸
۱۰٦	مناچے شلوک اور من سمجھاون	۳۹
۱۱٦	من سمجھاون کے حوالے	٤۰
۱۱٦	رام داس	٤۱
۱۱۸	تصانیف	٤۲
۱۲۰	کیسو سوامی یا کیشو سوامی	٤۳
۱۲۲	کیسو سوامی کی شہرت	٤٤
[illegible]	کیسو سوامی کے شاگرد	٤۵
۱۲۳	رام داس اور کیسو سوامی کی خط و کتابت	٤٦
۱۲٦	من سمجھاون میں کیسو سوامی کا حوالہ	٤۷

Marfat.com

صفحه	مضامین	سلسله
۱۲۸	بهیما سوامی	۴۸ ـ
۱۳۰	راجه پرتاب سنگهه	۴۹ ـ
۱۳۳	ستو با مهاراج یا ستو با سوامی	۵۰ ـ
۱۳۵	تنجور	۵۱ ـ
۱۳۷	من سمجھاون کی ادبی اہمیت	۵۲ ـ
۱۵۷	زبان	۵۳ ـ
۱۶۲	من سمجھاون کے مختلف مخطوطوں کی بعض خصوصیات	۵۴ ـ
۱۶۴	طرز ادا	۵۵ ـ

حصہ نظم

صفحه ۱ تا ۵۰	من سمجھاون	۵۶ ـ
صفحه ۱ تا ۱۱	فرہنگ	۵۷ ـ

★

Marfat.com

مندرجات

پیش لفظ	ڈاکٹر مسعود حسین خاں صاحب پروفیسر صدر شعبۂ اُردو جامعہ عثمانیہ	الف - د
دیباچہ	ڈاکٹر سیدۂ جعفر لکچرار اُردو نظام کالج	ھ - و
شاہ تراب کے حالات زندگی		۱ - ۴۳
تصانیف		۴۳ - ۸۸
من سمجھاون		۸۹ - ۱۶۸

حصہ نظم

من سمجھاون	۱ - ۵۰
فرہنگ	۱ - ۱۱

Marfat.com

Marfat.com

پیش لفظ

ڈاکٹر مسعود حسین خاں صاحب پروفیسر و صدر شعبہ اُردو جامعہ عثمانیہ

Marfat.com

Marfat.com

پیش لفظ

(ڈاکٹر مسعود حسین خاں صاحب پروفیسر و صدر شعبۂ اُردو جامعہ عثمانیہ)

⋆⋆

ازمنہ وسطیٰ کے سیاسی زیر بم کے پس منظر میں روحانی سطح پر جو سمجھوتا دو تہذیبوں میں ہوا تھا۔ شاہ تراب کی «من سمجھاون» اسی کا ایک اہم ادبی نقش ہے جو "دور دکن" (تنجور) میں ایک سیلانی صوفی کے قلم نے تحریر کیا تھا۔ روحانی سطح کے اظہار و ابلاغ کے اس زمانے میں ایک سے زائد لسانی وسیلے رہے ہیں۔ شمالی ہندوستان میں کبھی یہ برج بھاشا کا روپ دھار لیتی ہے تو کبھی اودھی کا۔ پنجابی، متھلی اور راجستھانی بولیاں سب نے اُس نئی «ہند لسانی» آتما کے اظہار میں مدد دی جو کبھی سگن بھگتی کی شکل اختیار کر لیتی ہے اور کبھی نرگن بھگتی کی کبھی یہ گیان مارگ کی رہرو بن جاتی ہے اور کبھی یہ پریم مارگ کی رہبر۔ یہ تلسی کی آتما ہے اور سورداس کی آتما ہے، کبیر کی بھی ہے نانک کی بھی اور پریم مارگی ملک محمد جائسی کی بھی۔ اسی فضاء میں صوفیوں نے اسلامی تفہیمات کا آغاز کیا اور اس نئی تفسیر کے نکات و نکاتیات بیان کرنے کے لئے ایک نئی زبان اور اسالیب بیان کی تلاش و ضرورت کو محسوس کیا۔ ان انسانیت کے علمبرداروں کو اس بات کی فکر

Marfat.com

ہوئی کہ وہ اسلامی تصورات و عقائد کو ہندی اور ہندوی مصطلحات میں اس طرح پیش کریں کہ وہ طبقہ بھی جو عربی فارسی اصطلاحات سے نا آشنا تھا اسلام کی روح تک پہنچ سکے۔ "من سمجھاون" کے مصنف شاہ تراب ان ہی صوفیاء کے سلسلے کی ایک آخری کڑی ہیں۔ اٹھارویں صدی کے وسط میں انہوں نے مرہٹی کے نامور سنت شاعر رام داس کی تصنیف سے متاثر ہوکر یہ اخلاقی نظم تصنیف کی جو "اصطلاح ہندی مسلمانی ملا" کا ایک نادر نمونہ ہے۔

اٹھارویں صدی کے وسط کا دکن نئے سیاسی انقلابات اور نو وارد نبرد آزماؤں کی کش مکش کا جولان گاہ بنا ہوا تھا۔ سنہ ۱۷۲۴ع میں سلطنت آصفیہ جنم لے چکی تھی گو اس کا مرکز ہنوز اورنگ آباد میں ہی تھا۔ تنجوؔر کے علاقے پر ایک مرہٹہ خاندان قابض تھا جس کا چوتھا حکمران بر سر تخت تھا جب شاہ تراب وہاں پہنچتے ہیں۔ انگریز اور فرانسیسی آپس میں دست و گریباں تھے۔ سلطنت گولکنڈہ اور بالخصوص بیجاپور کی تباہی کے بعد "دکنی" خاندان جوق در جوق میسور اور تامل ناڈ کا رخ کر رہے تھے اور اس طرح دکنی اُردو کی تامل کے علاقے میں توسیع ہو رہی تھی۔ ان علاقوں میں صوفی اپنے نئے مرکز اور تکیے قائم کر رہے تھے۔ دکنیوں اور دکنی اُردو کی ان علاقوں میں کم و بیش وہی حیثیت و حالت تھی جو حضرت امیر خسرو کی "زبان دہلوی" کی تین سو برس قبل دکن میں ہوئی تھی۔ عالم گیر کی فتح دکن کے بعد جب شمال کے لسانی اثرات ایک نئی رو میں آنے لگے تو

Marfat.com

اورنگ آباد اور حیدرآباد کا ادبی محاورہ بدلنے لگا لیکن قطب شاہی اور عادل شاہی دکنی اردو "دورِ دکن" کے ان علاقوں میں اپنے اصل رنگ میں قائم رہی۔ ازمنہ وسطیٰ کی ہندمسلمانی تہذیب کا سنگم یہاں اور گہرا ہو گیا اس طرح کہ "رام اور رحیم" کا فرق مٹ کر شاہ تراب کے یہاں صرف "رام" رہ گیا۔

صفت کر اول اوس کی جو رام ہے گا
اوسی رام سوں ہم کوں آرام ہے گا
سدا رام کے نام سوں کام ہے گا
ہمن دھیان اوس کا صبح و شام ہے گا

مذہبی فکر کی سطح پر "رام اور رحیم" کو اس طرح مدغم کرنے کی جرأت شاید ہی کسی دوسرے صوفی نے کی ہو۔ "رام اور رحیم" کبیر کی اصطلاح میں ایک ہی ذات کے دو نام ہیں لیکن صوفیانہ واردات میں دونوں کے فرق کو مٹا کر صرف "رام" کے نام سے یاد کرنا متصوفانہ تصورات کی دنیا میں محض ایک قدم آگے کا معاملہ نہیں بلکہ ایک زبردست جست و جسارت ہے!

شاہ تراب کے فکری و لسانی رشتے دبستانِ بیجاپور کے صوفی شعراء برہان الدین جانم اور شمس العشاق سے جا ملتے ہیں۔ بلکہ وہ ایک طرح سے شاہ علی جیو گام دھنی گجراتی کے معتقد ہیں اس لئے کہ ہندو اور ہندوی مصطلحات کا [illegible] سب سے پہلے انہوں نے بڑے پیمانے پر اپنی تصنیف "جواہر اسرار اللہ" میں برتا ہے، ہر چند ان کی زبان پر برج بھاشا کا لہجہ لگا ہوا ہے۔

Marfat.com

یہ اردو زبان کی بدقسمتی ہے کہ ہمارے محققین نے اس سلسلہ کے ادب پاروں کی ترتیب و تدوین کی جانب توجہ کم دی ہے ۔ اس کی کچھ وجہ شاید یہ بھی ہے کہ اِن کو صحت کے ساتھ پڑھنے اور مرتب کرنے کے لئے نہ صرف دکنی اُردو کے محاورے بلکہ سنسکرت اور پراکرت سے کم از کم کام چلاؤ واقفیت کا ہونا ضروری ہے ، جسکا ہمارے محققین میں فقدان رہا ہے ۔

ڈاکٹر سیدہ جعفر کی اس بار آور کوشش پر میں اُنہیں مبارک باد دیتا ہوں اور ایک رفیق شعبہ کی حیثیت سے فخر محسوس کرتا ہوں کہ اُنہوں نے جامعہ عثمانیہ کے شعبہ اُردو میں ، مرحومین پروفیسر وحیدالدین سلیم ، مولوی عبدالحق اور ڈاکٹر محی الدین قادری زورکی قایم کردہ روایات تحقیق کا پوری طرح بھرم رکھا ہے۔ ڈاکٹر سیدہ اس سے قبل اپنے شگفتہ ادبی اسلوب اور متوازن نقطۂ نظر کی بدولت دنیائے ادب میں مقام پیدا کرچکی ہیں ۔ زیر نظر تالیف میں اُنہوں نے جس محنت اور دقت نظر کے ساتھ چھ قلمی نسخوں کا مطالعہ اور مقابلہ کرکے اس کا متن تیار کیا ہے اس سے اُن کی تحقیقی صلاحیتوں کا پتہ چلتا ہے ۔ جس تلاش و جستجو اور جامعیت کے ساتھ اُنہوں نے شاہ تراب کی سیرت و سوانح کے نقوش کو اُبھارا ہے اور "من سمجھاون" کے ماخذوں کا پتہ چلاتے ہوئے مرہٹی کے سنت کوی رام داس کی تصنف "مناچے شکوک" سے اس کا مقابلہ کیا ہے اس سے بھی ان کے تحقیقی سگھڑ پن کا اندازہ بخوبی کیا جاسکتا ہے ۔

میں شعبۂ اُردو جامعہ عثمانیہ کی جانب سے اہل نظر کی خدمت میں ایک ادبی تحفہ اور علمی چیلنج پیش کرتا ہوں ۔

مسعود حسین خان (صدر شعبۂ اُردو جامعہ عثمانیہ)

دسمبر سنہ ۱۹٦٤ع

Marfat.com

دیباچہ

زور صاحب مرحوم کی فرمائش پر یہ کتاب میں نے سنہ ۱۹۶۱ء ہی میں مکمل کرلی تھی لیکن بعض ناگزیر وجوہات کی بناء پر اس کتاب کی اشاعت عمل میں نہ آسکی تھی ۔

شاہ تراب دکن میں چشتیہ سلسلے کے وہ آخری شاعر تھے جنھوں نے شعری تخلیقات کا ایک گران قدر سرمایہ اپنی یادگار چھوڑا ہے ۔ شاہ تراب نے " من سمجھاون " مہاراشٹرا کے عظیم فلسفی اور مشہور شاعر سمرتھ رام داس کی مقبول تصنیف " شری مناچے شلوک " سے متاثر ہوکر لکھی تھی ۔ دکنی ادب میں اس قسم کے شعری کارناموں کی تعداد زیادہ نہیں ہے ۔ شاہ تراب بڑے پُرگو شاعر گزرے ہیں ۔ اُن کے شعری کارنامے خاصی تعداد میں موجود ہیں ۔ شاہ تراب کے حالات زندگی اور ادبی کارناموں پر تحقیقی کام کرنے اور اُنہیں منظر عام پر لانے کی ضرورت تھی ۔

میں پروفیسر مہندر راج سکسینہ صاحب [illegible] ابوالکلام آزاد اورینٹل ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کی ممنون ہوں جن کی توجہ اور دلچسپی کے باعث یہ کتاب طبع ہوسکی ہے ۔ آپ نے اپنے مفید مشوروں سے اشاعت کی مختلف منزلوں میں میری رہنمائی

Marfat.com

فرمائی ہے ۔ پروفیسر مسعود حسین خاں صاحب صدر شعبہ اُردو جامعہ عثمانیہ کا میں خاص طور پر شکریہ ادا کرتی ہوں جنہوں نے اپنی بے پناہ مصروفیات کے باوجود اس کتاب کا پیش لفظ تحریر فرمایا ۔ میں پروفیسر کالکرنی صاحب ۔ صدر شعبۂ مراہٹی جامعہ عثمانیہ اور خاص طور مسز تھتے صاحبہ لکچرار مراہٹی نظام کالج کا شکریہ ادا کرتی ہوں جنہوں نے مراہٹی ادب سے متعلق مفید معلومات بہم پہنچائیں ۔ ڈاکٹر حفیظ قتیل صاحب ریڈر شعبہ اُردو جامعہ عثمانیہ اور جناب احمد خاں صاحب درویش کی بھی میں ممنون ہوں جنہوں نے اس کتاب سے دلچسپی کا اظہار کیا اور میری رہنمائی فرمائی ۔

سیدہ جعفر

دسمبر سنہ ۱۹٦٤ع
حیدرآباد ۔ اے ۔ پی

★

Marfat.com

جنوبی ہند اُجالوں کا دیس ہے - یہاں کی فضاؤں میں صدیوں صوفیوں کا سرمدی نغمہ گُھلتا رہا اور ہدایت کی شمعیں جگمگاتی رہیں - اولیاء اور اصفیاء نے اسی سر زمین پر اخوت کے ابدی نقش چھوڑے ، صداقت کے امر گیت گائے اور « عشق » کا پرچار کیا - ان بزرگوں نے تبلیغ و اشاعت کی لگن میں دور دراز مقامات کا سفر کیا اور جس پستی اور بلندی سے گذرے وہاں پھول کھلائے اور موتی بکھیر دئیے - اسی طرح کے ایک جہاں گشت صوفی شاہ تراب بھی تھے جنہوں نے مدراس ، تنجور اور کرناٹک کے بہت سے مقامات کی جادہ پیمائی کی اور رشد و ہدایت کے لئے اپنی ساری زندگی وقف کردی -

نام | شاہ تراب کا اصلی نام تراب علی تھا - صوفی اور باخدا شخص ہونے کے اعتبار سے وہ شاہ تراب کے نام سے موسوم تھے - شاہ تراب کی تصانیف پر کہیں تراب علی شاہ اور کہیں صرف شاہ تراب لکھا ہوا ملتا ہے - مثال کے طور پر شاہ تراب کی مثنوی « ظہور کلی » کی ابتداء میں لکھا ہوا ہے :-

« ایں کتاب ظہور کلی است تصنیف حضرت تراب علی شاہ قدس اللہ سرہ[1] » - « گنج اسرار » کے دو نسخے حیدرآباد میں موجود ہیں جن میں سے ایک اسٹیٹ لائبریری اور دوسرا سالار جنگ لائبریری میں دستیاب ہوتا ہے - ایک ہی کتاب کے ان دو نسخوں میں شاعر کا نام مختلف طریقوں سے لکھا ہوا ملتا ہے اول الذکر میں شاہ تراب اور موخر الذکر میں تراب علی شاہ تحریر کیا گیا ہے -

---

۱ - ظہور کلی - سالار جنگ لائبریری - تصوف ۱۵۶ .

Marfat.com

سی طرح « گلزار وحدت » کا جو نسخہ اسٹیٹ لائبریری میں موجود ہے اس پر « تراب دکھنی » تحریر کیا ہوا ملتا ہے اور اسی مثنوی کا جو دوسرا نسخہ علی گڈھ میں انجمن ترقی اُردو کی لائبریری میں موجود ہے اُس پر شاعر کا نام شاہ تراب لکھا گیا ہے ۔ شاہ تراب کی « من سمجھاون » کے مختلف نسخوں پر بھی اُن کا نام مختلف طریقوں سے تحریر کیا ہوا ملتا ہے ۔ اسٹیٹ لائبریری میں « من سمجھاون » کا ایک ایسا نسخہ موجود ہے جس پر شاہ تراب ، تراب شاہ اور میاں تراب تینوں طریقوں سے شاعر کا نام لکھا گیا ہے ۔ ادارۂ ادبیات اُردو میں « من سمجھاون » کا جو نسخہ موجود ہے اُس پر شاہ تراب لکھا ہوا ہے اور جامع مسجد بمبئی کے نسخے میں صرف « تراب » تحریر کیا ہوا ملتا ہے ۔

شاہ تراب کے نام کے بارے میں جامع مسجد بمبئی کے کتب خانے کی وضاحتی فہرست کے مرتب کو غلط فہمی ہوئی ہے ۔ اُنہوں نے اُن کا نام « برہمن حسینی » بتایا ہے ۔[1]

اِسی نام کے بعض دوسرے بزرگ بھی گزرے ہیں جن میں پربھنی کے سید تراب الحق[2] ، شاہ تراب علی قلندر کاکوروی[3] ، شاہ ابو تراب یا ابو تراب[4] ، اور شاہ تراب[5] ، متوفی سنہ ۱۳۰۰ھ قابل ذکر ہیں ۔

---

۱ ۔ آئندہ صفحات میں اس کی تفصیل پیش کی جائے گی ۔

۲ ۔ سید تراب الحق کا عرس پربھنی میں ۲۶ ۔ شعبان کو بڑی دھوم دھام سے منایا جاتا ہے ۔

۳ ۔ تراب علی قلندر کاکوروی « شرائط الوسائط » اور « مطالب رشیدی » کے مصنف ہیں ۔

٤ ۔ ابوتراب کا ذکر « تذکرہ ریاض اعظم » میں موجود ہے ۔ ملاحظہ ہو تذکرہ قلمی ۲٤۳ از سید محمد علی موسوی ۔ اسٹیٹ لائبریری ۔ حیدرآباد ۔

٥ ۔ شاہ تراب متوفی سنہ ۱۳۰۰ھ درگاہ یوسفین حیدرآباد میں مدفون ہیں ۔ وہ شاعر تھے ۔ اُن کی مشہور غزل جس کا مطلع « بنایا پیر مجھکو پیر نے میں پیر کے قربان » ہے اب بھی حیدرآباد کی بعض قوالیوں میں سنائی جاتی ہے ۔

Marfat.com

تخلص | شاہ تراب ، تراب تخلص کرتے تھے - کہیں کہیں ترابی اور بو ترابی بھی ملتا ہے - « گنج الاسرار » کی اہمیت بتاتے ہوئے اس کے متعلق ایک جگہ لکھتے ہیں :—

عجب ہے گنج الاسرار ترابی — کہ ہر ایک بیت ہے اُو انتخابی

یا ایک اور موقعے پر کہتے ہیں : —

ترابی بول اُو تمثیل نادر
کہ ہوے سرِ مخفی جس سوں ظاہر

« گلزار وحدت » میں تصوف کے بعض اسرار و رموز کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں :—

تو بس حق و حقیقت کا بیان بول
تو اب اے بوترابی سب عیاں بول

اسی طرح ایک اور جگہ شاہ تراب اس طرح اپنا تخلص لاتے ہیں :—

جو ہے بو طالبی او بو ترابی
ہوا شیرازہ بند ختم کتابی

لقب - گنج الاسرار | شاہ تراب تصوف، فلسفہ اور علم [illegible] انہوں نے اپنی غیب دانی کے بعض واقعات منظوم شکل میں بھی بیان کئے ہیں - شاہ تراب کے اس علم و فضل سے متاثر ہو کر ان کے مرشد

Marfat.com

پیر پاشاہ حسینی نے انہیں «گنج اسرار» کا لقب بخشا تھا۔ «ظہور کلی» میں اس واقعے کی طرف یوں اشارہ کرتے ہیں :—

روز جمعہ ماہ رجب وقت شام — دی خلافت گنج الاسرار بخشے نام
بھی تخلص اور ملقب ہے تراب — گنج الاسرار شاہ فرمائے خطاب

حضرت پیر پاشاہ حسینی اپنے مرید کو گنج الاسرار ہی کے «لقب» سے پکارا کرتے تھے جیسا کہ ان اشعار سے ظاہر ہوتا ہے۔

کہے سن اے تراب گنج الاسرار — رمل جو کچھ کہ سیکھا تونے اک بار
رسالہ اک بنا اس علم کا تون — کہ تون ہے معدن اسرار بیچون

شاہ تراب کی کتاب «گنج اسرار» کے اختتام پر جو عبارت لکھی گئی ہے اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے لقب سے بھی مشہور تھے چنانچہ اس مخطوطے کے کاتب سید حسن علی نے «گنج اسرار» کے آخر میں لکھا ہے :—

«مرتب شد کتاب گنج الاسرار از تصنیف تراب گنج الاسرار»[1]

شاہ تراب کے شاگرد اور مرید، شاہ معین تجلی بھی اپنی تالیف «ترجمہ دکھنی شرح جام جہاں نما الموسوم بہ فتح المعین و کلام المبین» میں انہیں «گنج اسرار شاہ تراب چشتی» ہی لکھتے ہیں۔[2]

---

١ ۔ گنج الاسرار ۔ مخطوطہ نمبر ٢٣٢٧ ۔ جدید ۔ اسٹیٹ لائبریری ۔ حیدرآباد ۔

٢ ۔ ملاحظہ ہو ۔ ادعیہ قلمی ۔ ١٧٣ ۔ صفحہ ١ ۔ اسٹیٹ لائبریری ۔ حیدرآباد ۔

Marfat.com

وطن | اُردو یا فارسی کے کسی تذکرے سے شاہ تراب کے حالات اور اُن کے وطن کا پتہ نہیں چلتا ۔ کسی ادبی تاریخ یہاں تک کہ "مدراس میں اُردو" میں بھی ایسے کثیرالتصانیف اور پرگو شاعر کا ذکر موجود نہیں ہے ۔ البتہ داخلی شہادتوں سے ہمیں شاہ تراب کے متعلق بہت سی معلومات حاصل ہو جاتی ہیں ۔ شاہ تراب مدراس کے علاقے ترنامل کے رہنے والے تھے اور ترنامل میں اُن کا تکیہ بھی تھا ۔ ترنامل پلا پورم یا ولاپورم کڈپڈی لائین پر ساوت انڈین ریلوے کا ایک اسٹیشن ہے جو آگ کے لنگا کی پوجا کیلئے مشہور ہے ۔ یہ مقام "۱۲۰۱۵ طول بلد اور ۷۰۰۰۷ عرض بلد پر واقع ہے اور سطح سمندر سے تین ہزار فٹ بلند ہے ۔ ترنامل میں ایک اونچے پہاڑ کے قریب ایک مندر بنا ہوا ہے جس میں شیوا کی پوجا ہوتی ہے ۔ سمجھا جاتا ہے کہ یہیں پاروتی نے شیوا کو حاصل کیا تھا ۔ اس مندر میں ایک بہت بڑا گنبد ہے جس کی تعمیر وجے نگر کے راجا کرشنا دیوا رایا نے ۱۵۱۶ء میں آغاز کی تھی اور جس کی تکمیل تنجور کے راجا سی وپا نائک نے کی تھی ۔ کرشنا دیوا رایا نے اس مندر میں جو گیارہ منزلہ ہے ہزار ستونوں کا ایک منڈپ بھی تعمیر کروایا تھا ۔ کہا جاتا ہے کہ ارناجری نتھور نامی ایک مشہور سنت نے یہاں قیام کیا تھا ۔ اس مندر کے مشرقی حصے میں ارناچل یا اناجری[1] کا بھی مجسمہ تراش کر رکھا گیا ہے ۔[2] "گیان سروپ" میں شاہ تراب

۱ ۔ ترنامل کی دو پھکت بہت مشہور ہیں ایک تو ارناچل ... متعلق اکیا ... ما المعروف ... ایک مستقل تصنیف ... کتاب نمبر ۱۸۱٤ ۔ عثمانیہ یونیورسٹی لائبریری ۔

۲ ۔ ملاحظہ ہو ... شمالی ... حکومت ... صفحہ ۱۹۰ ... مسٹ اینڈ کو مدراس ۔ ۱۹۲۲ء

Marfat.com

اپنے وطن ترنامل ، اس کے مشہور مندر اور سنت ارناجل کے مجسمے کی طرف اس طرح اشارہ کیا ہے

اَئے یاران طرفہ سنو نقل
ہے ارکاٹک میں ترنامل
ہن مشہور ہے جس کا دیول
ہور دیول کا دیو ارناجل
اس ارناجل کون مار کھنڈل
او بخش دیوے گا منجے عمل

اسی نظم میں ایک اور جگہ اپنے وطن کے بارے میں لکھتے ہیں :—

ہے ترنامل میں میرا مقام ارناجل ہے کٹھن اصنام

« اے بک آف ساوت انڈیا » کے مصنف جے مارس مالونی نے بھی اس کا ذکر کیا ہے وہ لکھتے ہیں کہ ہر سال جاترا کے موقعے پر ہزاروں کی تعداد میں زائرین یہاں جمع ہوکر پوجا کرتے ہیں[1]

« گنج الاسرار » اور « ظہور کلی » کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ ترنامل میں شہر سے کچھ فاصلے پر اُن کا تکیہ تھا جہاں اُن کے فرزند غلام مرتضی جس کو وہ فریدالدین کہہ کر یاد کرتے ہیں[2]، تکیہ نشین تھے ۔ « گنج الاسرار » کی سولہویں حکایت میں ایک جگہ شاہ تراب لکھتے ہیں :—

ہے تکیہ جو کہ ترنامل میں میرا وہاں یاراں کئے سب اپنا پھیرا

---

۱ ۔ اے بک آف ساوت انڈیا ۔ جے مارس مالونی ۔ صفحہ ۱۹۶ ۔ مطبوعہ منجون اینڈ کو ۔ لندن ۱۹۲۶ء ۔

۲ ۔ اس کی تفصیل آگے آئے گی ۔

Marfat.com

اسی طرح « ظہور کلی » میں « حکایت ترنامل و خرابی فوجدار عالم آزار » کی سرخی کے تحت بیان کرتے ہیں کہ کس طرح ترنامل پر حملہ ہونے کی وجہہ سے اُنہیں یہ مقام چھوڑ کر پریشانی اٹھانی پڑی تھی : —

ین میرا تکیہ شہر کے بھار تھا
واں فریدالدین تکیہ دار تھا
. . . . روز سوم چڑھ کے ترنامل کوں آئے
دور سوں آ کر او اپنا داب بھائے
کیا کہوں اپنی خرابی کی خبر
سر بصحرا ہو پھرے جھاڑی بھیتر

پیدائش شاہ تراب کی صحیح تاریخ پیدائش کا علم نہیں ہوسکا۔ اُن کی ایک تصنیف « گیان سروپ » کی کتابت سنہ ۱۱۲۱ ھ میں ہوئی ہے[۱]۔ اس میں ایک جگہ شاہ تراب لکھتے ہیں کہ میں نے " گیان سروپ » میں حیات کے رموز و عوامض کی بڑی اچھی طرح وضاحت کی ہے حالانکہ میں ایک کم عمر بھولا بھالا لڑکا ہوں : —

جیون کنکر چاول ڈھولا ہوں بور بھید ابھید سب کھولا ہوں
پھر بالک بالا بھولا ہوں کن پستک جیو کے تولا ہوں

" گیان سروپ » کا سنہ کتابت ۱۱۲۱ھ ہے اس لئے ہم یہ سمجھ سکتے ہیں کہ یہ نظم سنہ ۱۱۲۱ھ یا اس سے چند سال قبل کی تصنیف ہے ۔ اگر سنہ ۱۱۲۱ھ میں بھی شاہ تراب نے " گیان سروپ » لکھی تھی اور وہ خود کو « بالک » کہتے ہیں تو ہم قیاس کر سکتے ہیں کہ وہ سنہ ۱۱۰۰ھ یا سنہ ۱۱۰۵ھ میں پیدا ہوئے ہونگے ۔ ان مندرجہ بالا اشعار کے مطالعے

---

۱ ۔ ملاحظہ ہو ۔ مخطوطہ نمبر ۷۷۲ ادارہ ادبیات اُردو ۔

سے ہم اس نتیجے پر بھی پہنچ سکتے ہیں کہ شاہ تراب نے عنفوان شباب ہی سے شعر گوئی شروع کر دی تھی -

خاندان | شاہ تراب ایک صوفی خاندان سے تعلق رکھتے تھے اور اُن کے آبا و اجداد بھی صوفی اور « عشق پیشہ » تھے جیسا کہ وہ « ظہور کلی میں ایک جگہ لکھتے ہیں : —

جد و آبا صوفیاہ میرے ہیں سب تھی محبت پاک اُو از فضل رب

شاہ تراب نے اپنے والد کا نام عبداللطیف خان بتایا ہے اور اپنے بچوں کو اپنے دادا کے نقش قدم پر چلنے کی ہدایت کرتے ہوے اُن کے متعلق لکھتے ہیں : —

پدر میرا مشہور جون آفتاب او عبداللطیف خان عالی جناب

امیر کرم بخش ابن کریم سخی و جوان مرد روشن ضمیر

ان اشعار سے یہ مترشح ہوتا ہے کہ عبداللطیف نے اپنے زمانے میں کافی شہرت پائی تھی اور بڑا نام پیدا کیا تھا - دوسرے یہ کہ وہ بڑے سخی، نیک اور روشن ضمیر انسان تھے غالباً عبداللطیف نے بحیثیت ایک صوفی اور خدا پرست دیندار کےبھی یہ شہرت اور نیک نامی حاصل کی تھی - شاہ تراب کے اس قول کی روشنی میں کہ ان کا تمام خاندان صوفی تھا - یہ خیال غلط نہیں معلوم ہوتا - غالباً شاہ تراب مغل تھے کیونکہ ایک جگہ اُنہوں نے اپنے بھائی کے نام کے ساتھ مرزا کا لفظ بھی استعمال کیا ہے - اس کا ذکر آگے آئےگا -

Marfat.com

شاہ تراب کی مثنوی « آئینہ کثرت » کے مطالعہ سے اُن کے خاندان کے متعلق بہت سی معلومات حاصل ہوتی ہیں ۔ وہ کہتے ہیں کہ اُن کے والد عبداللطیف سبزواری تھے اور یہ کہ وہ اپنے عقائد کے اعتبار سے نصیری تھے[1]۔ شاہ تراب « آئینہ کثرت » میں اپنے والد کے بارے میں لکھتے ہیں: —

نصیری دیکھو سبزواری تھے او
بہ دردِ حسین اشک جاری تھے او
نہ مذہب نہ ملت سے رکھتا تھا کام
تھا مشغول در یادِ حق صبح و شام[2]

ان اشعار سے واضح ہوتا ہے کہ شاہ تراب کا آبائی وطن سبزوار تھا۔ دوسرے یہ کہ اُن کے والد عبداللطیف کو اہل بیت اطہار سے بے حد محبت تھی اور غمِ حسین میں اُن کی آنکھیں ہمیشہ اشکبار رہتی تھیں۔ عبداللطیف مذہبی معاملات میں بہت کشادہ قلب اور وسیع النظر واقع ہوئے تھے اور صوفیوں کی طرح « مذہب و ملت » کی قیود سے آزاد تھے۔ وہ ہر وقت اعمالِ نیک اور « یادِ حق » میں مشغول رہا کرتے تھے۔

« آئینہ کثرت » میں شاہ تراب نے لکھا ہے کہ عبداللطیف کا انتقال سنہ ۱۱۱۴ھ میں ہوا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ عبداللطیف نے عیش و آرام ترک کر کے فقیری اختیار کر لی تھی۔ اُن کے نام کے ساتھ شاہ تراب نے جو « خانِ عالی جناب » لکھا ہے اس سے اس خیال کی تائید ہوتی ہے کہ وہ ایک عزت و اقتدار رکھنے والے شخص تھے۔ خان غالباً اُن کا خطاب تھا اور وہ پٹھان نہیں تھے۔ عبداللطیف شہر کے ایک نامور امرا سے ایک تھے اور وہ بڑی قدر و عزت کی نگاہوں سے دیکھے جاتے تھے۔

۱۔ نصیری حضرت علی کو خدا سمجھتے ہیں۔

۲۔ « آئینہ کثرت » ۔ تصوف ۔ نمبر ۹۷ ۔ صفحہ ۱۲ ۔ کتب خانہ انجمن ترقی اردو، علی گڑھ۔

Marfat.com

شاہ تراب نے « ظہور کلی » میں اپنے چھوٹے بھائی کا بھی ذکر کیا ہے ۔ اُن کے اصلی نام کا علم نہیں ہوسکا لیکن اتنا ضرور معلوم ہوتا ہے کہ فال میں ان کا نام مرزا محمد نکلا تھا اور وہ اس نام سے بھی پکارے جاتے تھے ۔ شاہ تراب کا یہ بھائی بڑا خوبصورت ، سرو قد اور جری تھا ۔ اس نے عین عالم جوانی میں قضاء کی تھی ۔ شاہ تراب کو اپنے اس بھائی سے بہت محبت تھی ۔ شاہ تراب یہ تمام باتیں اپنے بیٹے سے بیان کرتے ہوے کہتے ہیں :—

تھا برادر خورد میرے پیار کا
ہو گیا ھے وفات اُس یار کا
فال کا مرزا محمد نام اتھا
مثل رستم صاحب صمصام اتھا
خوبصورت سرو قد تھا نوجوان
سو اُسے لئے گی قضاء آسمان
سب جہاں تاریک میرے پر ہوا
جب برادر نوجواں مرا موا
اُو تیرے دادا کا روشن نور تھا
مجھکو بھی پیارا بہت مغفور تھا

شاہ تراب کے بھائی مدراس کے علاقے ایلور میں سکونت پذیر تھے اور ایلور ہی سے شاہ تراب کے پاس اُن کے انتقال کی خبر خط کے ذریعہ سے پہنچی تھی ۔ شاہ تراب لکھتے ہیں :—

اک بیک آیا جو خط ایلور سوں
قاصد ماتم زدہ لے دور سوں
خط نہ تھا اُو تیر آہ غم اتھا
لفظ ھر اس کا سپاہ غم اتھا

Marfat.com

اولاد | شاہ تراب «ظہورِ کلی» میں اپنے فرزند غلام مرتضی کا ذکر کیا ہے اور یہ مثنوی اُنہوں نے اپنے بیٹے ہی کو مخاطب کر کے لکھی ہے چنانچہ «ظہورِ کلی» کی تیسری سرخی «در مذاکرہ سبب نظم کتاب کہ برائے برخوردار غلام مرتضی تصنیف نمودہ» ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ شاہ تراب نے یہ کتاب اپنے فرزند کی رہبری اور رہنمائی کے لئے لکھی تھی ۔ شاہ تراب کے بیٹے کا اصلی نام غلام مرتضی تھا لیکن اپنی کتابوں میں اُنہوں نے غلام مرتضی کو فریدالدین کے نام سے یاد کیا ہے اور اس کا سبب بتاتے ہوئے شاہ تراب کہتے ہیں کہ میرا بیٹا اس لئے بھی فریدالدین کہلانے کا مستحق ہے کہ وہ اپنے اوصاف کے اعتبار سے ایک دُرِ یکتا ہے دوسری بات وہ یہ کہتے ہیں کہ میں غلام مرتضی کو اس لئے فریدالدین کہتا ہوں کہ وہ فریدالدین گنج شکر کی طرح سچا صوفی اور عارف باللہ ثابت ہو اور اس کا دل فریدالدین گنج شکر کی طرح محبت الٰہی سے معمور ہوجائے چنانچہ «ظہورِ کلی» میں اس کے متعلق شاہ تراب کہتے ہیں:—

ہے غلام مرتضی معروف نام
میں فریدالدین کہا ہوں در کلام
جو فریدالدین شکر گنج کے سبب
او پسر پیدا کرے رب کا طلب
ہور دُرِ یکتا کدں کہتے ہیں فرید
ہے دُرِ یکتا او فرزند رشید

شاہ تراب کہتے ہیں کہ جس طرح مولانا روم کو حسام الدین سے خلوص تھا ۔ اسی طرح مجھے اپنے فریدالدین سے محبت ہے اور میں

Marfat.com

نے اپنے بیٹے کا نام حسام الدین کی مناسبت سے فرید الدین رکھا ہے ۔ غلام مرتضیٰ کو فرید الدین کہنے میں غالباً یہ تصور بھی شامل ہوگا کہ جس طرح مولانا روم نے حسام الدین کی درخواست پر اپنی مشہور مثنوی لکھی تھی[1] اسی طرح میں بھی فرید الدین کی استدعا پر یہ مثنوی « ظہور کلی » لکھ رہا ہوں[2] چنانچہ وہ کہتے ہیں : —

مولوی کون جوں حسام الدین ھے　　　یوں مجھے فرزند فرید الدین ھے

آگے چل کر فرید الدین کو حسام الدین کا شیوہ اختیار کرنے کی تلقین کرتے ہوے کہتے ہیں : —

اے غلام مرتضیٰ جان تراب
ہے فرید الدین ترا عالی خطاب
معرفت میں بس کہ فرد خاص ہے
تب فرید الدین با اخلاص ہے
تجھ میں شیوہ ہو حسام الدین کا
میں لقب تیرا فرید الدین کہا

غلام مرتضیٰ شاعر بھی تھے ۔ « خلافت نامہ » میں ان کا تخلص شریف بتایا گیا ہے ۔ جب شاہ تراب کے چھوٹے بھائی کا انتقال ہوا تو وہ بڑے دل شکستہ اور غمگین ہوگئے ۔ شاہ تراب لکھتے ہیں کہ اس زمانے میں وہ بہت آزردہ خاطر رہنے لگے تھے ۔ « ظہور کلی » میں ایک

۱۔ ملاحظہ ہو سوانح مولانا مولوی روم از شبلی نعمانی ۔ صفحہ ۲۳ ۔ روز بازار الکٹرک پریس بال بازار ۔ امرت سر ۔

۲۔ شاہ تراب نے ظہور کلی فرید الدین ہی کی فرمائش پر لکھی تھی اس کا ذکر آگے آئے گا ۔

Marfat.com

جگہ وہ اپنے بیٹے کو مخاطب کرکے کہتے ہیں کہ تیرے چچا کی موت نے مجھے بڑا صدمہ پہنچایا ہے اب تو اپنی شاعری کا شغل ترک کرکے میری دلجوئی کر اور میرا غم دور کرنے کی کوشش کر :—

درد دل مج کوں تیرا عمّو دیا
عشرت دل چھین کر سارا لیا
چھوڑ دے اب توں خیال شاعری
کر دل غمگین کوں میری دلبری

شاہ تراب نے "آئینہ کثرت" میں اپنی ایک لڑکی فخر النساء کا بھی ذکر کیا ہے۔

واقعات زندگی شاہ تراب کی تعلیم و تربیت ایک صوفی گھرانے میں اور تعلیم [illegible] ہوئی تھی۔ وہ علم رمل، تصوف، حکمت، نجوم و ہیئت اور فلسفے کے ماہر تھے اور ان علوم سے انہیں فطری لگاؤ اور ایک خاص شغف تھا۔ علم رمل پر شاہ تراب نے ایک مستقل کتاب "گنج الاسرار" تصنیف کی تھی۔ اس علم پر شاہ تراب کے عبور کو دیکھ کر ان کے مرشد پیر پاشاہ حسینی نے انہیں "گنج الاسرار" کے لقب سے سرفراز کیا تھا۔ "گلزار وحدت"، "گنج الاسرار" اور "ظہور کلی" میں اکثر جگہ شاہ تراب نے علم رمل سے اپنی غیر معمولی دلچسپی کا ذکر کیا ہے۔ ان کا خیال ہے کہ رمل تمام علوم میں ایک ممتاز مقام [illegible] کی علوم متداولہ میں بڑی اہمیت ہے :—

اگر ہے علم تو علم رمل ہے [illegible]
رمل پیغمبروں کا یہ عمل ہے [illegible]

Marfat.com

شاہ تراب نے پیر پا شاہ حسینی سے علم رمل سیکھا تھا اور اس کی طرف اُنہوں نے اکثر جگہ اشارے کئے ہیں۔ «گنج الاسرار» میں شاہ تراب لکھتے ہیں کہ میرے استاد علم رمل میں کامل تھے اور انھوں نے ہی مجھے یہ «پیغمبروں کا علم» سکھایا ہے۔

رمل میں تھے میرے استاد ممتاز رکھے اعجاز پیغمبر کا سب راز

شاہ تراب نے لکھا ہے کہ پیر پا شاہ حسینی کے علاوہ اس علم کی تحصیل میں وہ شاہ دانیال سے بھی مستفید ہوئے تھے۔ شاہ تراب نے «گنج الاسرار» میں اکثر جگہ شاہ دانیال سے فیضیاب ہونے کی طرف اشارہ کیا ہے۔ شاہ دانیال چشتی کا انتقال بقول غلام سرور مصنف «خزینۃ الاصفیاء» سنہ ٩٩٤ھ میں ہوا تھا اور «گنج الاسرار» ١١٧٩ھ کی تصنیف ہے یعنی یہ کتاب شاہ دانیال کے ایک سو پچاسی (١٨٥) سال بعد لکھی گئی تھی۔ اس صورت[١] میں شاہ تراب کے شاہ دانیال سے براہ راست فیض حاصل کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ یہاں یہ قیاس غلط نہیں کہ تراب نے شاہ دانیال کے رسائل سے ضرور استفادہ کیا تھا۔ تراب شاہ دانیال کے علم رمل کو بہت سراہتے ہیں اور وہ اُنہیں اس علم کا ماہر سمجھتے ہیں شاہ تراب خود کو «منشی اسرار دانیال» کہتے ہیں: —

تراب منشی اسرار دانیال حکایت نہیں لکھنا ہے فی الحال

★

تراب رازدار دانیال ہوں رمل کے علم میں صاحب خیال ہوں

١۔ شاہ دانیال چشتی سید محمد جونپوری کے اُستاد و مرشد اور سید حامد شاہ کے مرید و خلیفہ تھے۔ انہیں سید حامد شاہ کی صحبت میں رہنے کا شرف حاصل تھا اور فیض باطنی میں وہ خواجہ بزرگ معین الدین چشتی سنجری کے رہین منت تھے۔ ملاحظہ ہو خزینۃ الاصفیاء از غلام سرور۔ مطبوعہ ثمر ہند لکھنو۔ ز ٩ ١٦ فارسی۔ جلد اول صفحہ ٤٤٣۔ اسٹیٹ لائبریری۔ حیدرآباد۔

Marfat.com

«گنج الاسرار» کے آخر میں شاہ تراب لکھتے ہیں کہ میری یہ تصنیف شاہ دانیال ہی کے فیضان کا نتیجہ ہے :—

بفضل حضرت دانیال یارب
شدہ ایں تازہ تصنیفم مرتب
چو شد اتمام ایں منظوم دل شاد
باامداد تُفضل ہائے اُستاد

غیب دانی شاہ تراب نے اپنی اکثر تصانیف میں اپنی غیب دانی کے بھی واقعات بیان کئے ہیں ۔ «گنج الاسرار» میں یہ واقعہ بیان کیا ہے کہ کس طرح ایک دفعہ فقراء کی جماعت اُن کے تکیے واقع ترنامل میں آ کر مقیم ہوئی تھی اور کس طرح اُنہوں نے اس کے سرگروہ فضل علی اور دوسرے فقراء سے (بزور رمل) آئندہ کے واقعات بیان کئے تھے ۔ اسی طرح «ظہور کلی» میں شاہ تراب بیان کرتے ہیں کہ ایک دن ایک شخص کا شملہ جس میں موتی اور لعل ٹکے ہوئے تھے کھو گیا تھا شاہ تراب نے اس شخص کی پریشانی پر رحم کیا کر اُسے بتا دیا تھا کہ چور کس طرف دال لیکر گیا تھا اور اس طرح اس شخص کو اسکا شملہ مل گیا تھا ۔ اپنی اس غیب دانی کی طرف شاہ تراب نے اکثر جگہ اپنے اشعار میں اشارے بھی کئے ہیں :—

اے تراب واقف راز نہاں
حال و قال سب کا ہے تیرے پر عیاں

★

ہوں تراب مظہر غیب الغیوب
دفتر اسرار ستار العیوب

★

تراب راز دار عالم غیب
آگے بغیر بول حکمت بانے لاریب

Marfat.com

شاہ تراب نے اپنے مرشد پیر پا شاہ حسینی سے منطق ، فلسفہ ، تصوف اور دوسرے علوم متداولہ کی تحصیل کی تھی ۔ اُنہوں نے اپنے علوم کا مبداء اپنے مرشد کو بتایا ہے اور کہتے ہیں : —

مجھے حاصل ہوا علم حسینی کیا تحصل سب رسمی و عینی

علم کی لگن : شاہ تراب کو علم حاصل کرنے کا اتنا شوق تھا کہ اُنہوں نے اپنے وطن ترنا مل سے « ملک کرناٹک » کا سفر کیا اور وہاں پہنچ کر اپنے زمانے کے مشہور ولی اور عالم (جو چشتیہ سلسلے کی ایک کڑی تھے) کے آگے زانوے ادب تہ کیا ۔ شاہ تراب « گنج الاسرار » میں لکھتے ہیں کہ جب میرے مرشد پیر پاشاہ حسینی نے « ملک کرناٹک » میں قیام کیا اور وہیں « قدم رنجا » فرمایا تو میں علم کی لگن میں اپنا وطن چھوڑ کر راستے کی صعوبتوں کو سہتا ہوا اُن کی خدمت میں حاضر ہوا اور اُن سے فلسفہ ، منطق ، تصوف ، نجوم و ہئیت اور رمل کے علوم سیکھے ۔ شاہ تراب کہتے ہیں کہ بزرگوں اور عالموں کی صحبت میں رہنے کی مجھے ابتداء ہی سے آرزو تھی : —

دکھن میں ملک کرناٹک کو روشن
کئے ہور وانچہ فرمائے اُو مسکن
بزرگان کی مجے صحبت سون تھا شوق
ہمیشہ اُن کی صحبت کا رہا ذوق
فصوص و منطق و علم رمل سب
تصوف کا دیگر بخشے علم سب
کیا مرشد نے سب ظاہر سون ماہر
ہی علم باطنی بخشا ظواہر
حسینی مرشد ہر دو جہان بار
کیا ہے علم ظاہر سون خبردار

Marfat.com

شاہ تراب کہتے ہیں کہ میرے علم و فضل ہی کی وجہ سے لوگ میری قدر کرتے ہیں اور میں سب کا "منظورِ نظر" [illegible] یہ [illegible] مرشد ہی کی رہبری کا نتیجہ ہے

یہی صورت مرشد راہبر ہے [illegible] سب کی [illegible] منظور نظر [illegible]

شاہ تراب کے اشعار سے پتہ چلتا ہے کہ [illegible] اور یہ کہ عربی اور فارسی [illegible] انہوں نے اپنی تصانیف میں مولانا روم کی [illegible] اور اقوال [illegible] اپنے خیالات کی [illegible] اکثر جگہ پیش کئے ہیں [illegible] واقف تھے [illegible]

خلافت | شاہ تراب [illegible] اپنے مرشد سے [illegible] ابو الحسن [illegible] ۱۱۵۰ھ میں [illegible] کے [illegible] شاہ تراب [illegible] شاہ [illegible]

Marfat.com

مجھے خلوت میں بلایا اور کہا کہ اے تراب تو میرا سچا مرید اور فرزند ہے - تیری عقلمندی اور علم و فضل کو دیکھتے ہوئے میں سمجھتا ہوں کہ "معرفت میں کوئی تیرا ثانی" نہیں ہے اس لئے میں تجھکو اپنا خلیفہ بناتا ہوں - مجھے تجھ سے بڑی محبت ہے اور تو میرا "خلیفۂ خاص الخاص" ہے میں تجھے اپنے تمام مریدوں سے افضل سمجھتا ہوں یہ کہہ کر پیر پاشاہ حسینی نے سر سے پشت تک ہاتھ پھیرا اور خلافت بخشی - اس واقعے کو شاہ تراب اس طرح بیان کرتے ہیں :-

حضرت پیر پاشاہ عالی جناب
ایک دن خلوت میں اے آفتاب
اس غلام کمترین کے تئیں بلائے
سر سوں تا پشت اپنا دست قدرت پھرائے
یوں کہے تو سچ میرا فرزند ہے
عاقل و ہوشیار و دانشمند ہے
تجھ کو کرتا ہوں خلیفہ اب میرا
معرفت میں کوئی نہیں ثانی تیرا
تو ہے میرا خلفاء خاص الخاص ہے
مجھکوں تیرے سوں بہت اخلاص ہے
جو ہیں خلفاء سب مرے اولیا
پر تجھے سب سوں کیا ہوں [illegible]
سب کے پر [illegible] سب اولیاء
[illegible]

Marfat.com

او ولی عصر مرشد با [illegible]
در سن پنجاہ و یک صد یک [illegible]
روز جمعہ ماہ رجب وقت شام
دی خلافت گنج الاسرار بخشے نام

اسی سال یعنی سنہ ۱۱۵۰ھ میں انہیں مرشد کی [illegible] چھوڑنا پڑا - پیر پاشاہ حسینی نے انہیں [illegible] کرناٹک جانے کا حکم دیا - شاہ تراب [illegible] کرناٹک روانہ ہوئے - شاہ تراب پیر پاشاہ حسینی کے [illegible] موقعے پر ان کی گفتگو کو یوں پیش کرتے ہیں

جو تیری خدمت [illegible]
[illegible]
جا کے کرناٹک میں [illegible]
[illegible]
جس سے دل [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

Marfat.com

باہم بندھے ہوتے ہوئے ہیں۔ شاہ تراب نے حسب ذیل اشعار میں اس مکالمے کو اس طرح بیان کیا ہے :—

تب کیا سجدہ کہا اے عالی جناب
کیوں جدا کرتا ہے مجکوں از رکاب
میں تیری صورت کا عاشق پاک ہوں
غم ہجرت سن کے سینہ چاک ہوں
کیوں مجھے کرتا ہے اپنے سوں جدا
روز و شب رہتا ہوں تجھ پر میں فدا
تجھ زلف قد پر بلا گردان ہوں
ہجر کا سن نام دل بریان ہوں
پھر کہے فرمائے کیا وسواس ہے
تو بظاہر دور دل سوں پاس ہے

فرانسیسیوں کا حملہ

شاہ تراب کے حالات زندگی پر "ظہور کلی" سے بڑی کافی روشنی پڑتی ہے۔ "ظہور کلی" میں شاہ تراب نے ایک جگہ لکھا ہے کہ پلا پتھر، پلاپلی اور قلعہ چیت پیٹ پر حملہ ہونے کی وجہ سے انہیں بڑی پریشانی اٹھانی پڑی تھی۔ وہ لکھتے ہیں کہ ان کے مقام رہائش ترنامل اور اس کے اطراف و اکناف کے چھوٹے چھوٹے مقامات پر فوجوں نے حملہ کر دیا اور قلعہ چیت پیٹ کا محاصرہ کر لیا۔ یہاں کئی دنوں تک ... محمد خان کو گرفتار کر لیا۔ شاہ تراب کو ترنامل چھوڑ کر جنگل کی راہ لینی پڑی۔ ان کی بڑی دوڑ چھ

Marfat.com

بھی اُن کے ہمراہ جنگلوں میں مارے مارے پھرتے تھے اور بڑی مصیبتیں اُٹھائی تھیں ان واقعات کی طرف شاہ تراب نے یوں اشارہ کیا ہے :—

ہم سنے جو حال خان یوں ہے تباہ
چھوڑ او جا گاٹے جھاڑی کی راہ
کیا کہوں اپنی خرابی کی خبر
سر بصحراء ہو پھرے جھاڑی بھیتر
بارے افتاں ہور خیزاں دور سوں
جا کے پہنچے قریہ ایک ارر کون
با عیال اطفال اس جھاڑی بیچ
جا پڑے تھے ڈھونڈ اک بوڑ چھوڑ

اس جنگل میں ایک دن شام کے وقت کسی نے خبر پہنچائی کہ دشمن کو گرفتار کر کے شہر سے باہر نکال دیا گیا ہے اور ترمن میں پھر سے امن و امان قائم ہو گیا ہے ۔ اس خبر کو سن کر شاہ تراب پھر ترمن لوٹ آئے :—

[illegible]
پھر اسی وقت سوں آئے گھر کو [illegible]

لیکن اب یہاں [illegible]

Marfat.com

بیٹے غلام مرتضیٰ کے سپرد کیا ۔ ان واقعات کی طرف وہ یوں اشارہ کرتے ہیں :—

ملک سارا او فرنگستان ہوا
پلا پلی ملک کفرستان ہوا
جا مسلمانان فرنگی سوں ملے
دین عیسی پر تو اکثر او چلے
پن مرا تکیہ شہر کے بہار تھا
وان فریدالدین تکیہ دار تھا
جا ایس تکیے منے گوشہ لیا
ترک عالم کا تو سب ملنا کیا
گنج عزلت کرکے بیٹھا اختیار
دین عیسی کا دسیا جب کاروبار
کر غلام مرتضیٰ کو تکیہ دار . . . .
گوشہ تنہائی کیتا اختیار

شاہ تراب نے ترمامل پر فوج کشی کا جو حال بیان کیا ہے اس کا ذکر «اختصار انور نامہ» اور «تاریخ والا جاہی» میں بھی موجود ہے ۔ یہ ۱۱۶٤ھ مطابق ۱۷۵۱ع کا واقعہ ہے ۔ جب حسین دوست خان نے پھنجری کے مقام سے آگے بڑھنا شروع کیا اور ارکاٹ پر چڑھائی کردی تھی ۔ حسین دوست خان کے ساتھ اُن کے بعض اور حامی مثلاً یحیی خان ، ذکریا خان اور فرانسیسی فوج کے دستے بھی تھے ۔ حسین دوست خان نے عالم علی خان کو ایک مصلح فوج کا دستہ دے کر انہیں حکم دیا کہ

130516

Marfat.com

وہ تنھرنگر اور دوسرے مقامات پر قبضہ کرلیں چنانچہ عالم علی خان نے ترنامل، مدورا اور اسکے اطراف و اکناف کے علاقوں کو فتح کرلیا۔ "تذکرہ والا جاهی" میں لکھا ھے کہ حسین دوست خان کی یہ فوجی کاروائی جمادی الاول سنہ ١١٦٤ھ میں شروع ہوئی تھی اور جمادی الثانی سنہ ١١٦٤ھ میں وہ ارکاٹ پر قابض ہوگئے[1]۔ ان کے ساتھ ٦٠ ہزار سپاہی اور سوار موجود تھے اسکے علاوہ دو ہزار فرنگی اور دس ہزار حبشی بھی تھے۔ یہ فوج اپنے ساتھ ایک سو فرانسیسی توپیں لیکر حملہ آور ہوئی تھی۔ فرانسیسی دستے کا سردار ایم۔ لاس [illegible] تھا۔ یہ تمام فوجیں چیت پیٹ، تمری اور پلار سے ہوتی ہوئی ترنامل پہنچ کر ٹھہر گئیں[2] اب اسی واقعے کو شاہ تراب کی زبانی سنئے۔

اک یہ [illegible] فرنگی [illegible] خصال
چیت پیٹ کے تئیں لگایا مور چال
کاردی اور کافری تھے جتے کار
کوئی کمندان کوئی امیر صوبیدار
قلعہ چیت پیٹ کے تئیں گھیرا کئے
مار توپوں کا تو روز و شب دھرے
کوئی مسلمان نین کمک ہرگز کئے
آخرش قلعہ [illegible] فرنگی [illegible]

[illegible] اور چیت پیٹ کے قلعوں کا ذکر [illegible]
کے مصنف لکھتے ہیں کہ [illegible]

١۔ [illegible] تذکرہ والا جاهی۔ حصہ [illegible] ترجمہ [illegible]
٢۔ [illegible] نامہ [illegible] صفحہ ٢٧٨

کیلئے زیادہ موزوں نہیں تھے چنانچہ حسین دوست خاں نے انہیں بہت کم عرصے میں فتح کرالیا۔

«کاوری پاک و تمری و چیت پیٹ وغیرہ مواس ندارند و حربی نیند۔ اگر توپ کلان و مردم جنگی چالاک باشند زود خالی می شود چنانچہ حصار ہائے مذکور در یک روز حسین دوست خان و فرانسیسی نمودند۔ قلعداران برآمدند قلعہ حوالہ مردم گاردی و حسین دوست خاں و فرانسیسی نمودند»[1]

«توزک والا جاہی» جلد دوم صفحہ ۲۱۰ پر مورخ نے عنوان قائم کیا ہے «لشکر کشیدن بر قلعہ چیت پیٹ و تسخیر نمودند آن را» اور یہی تفصیلات بیان کی ہیں ان تاریخوں کے علاوہ «ہسٹری آف دی فرنچ ان انڈیا»[2] میں بھی اس حملے کا ذکر موجود ہے۔ «سوت انڈین شرائنس» کے مصنف پی وی جگدیش ایر نے بھی اس کی طرف اشارہ کیا ہے[3]۔

سفر | «ظہور کلی» کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ سنہ ۱۱۵۰ ھ میں جب پیر پاشاہ حسینی نے اُنہیں اپنا خلیفہ بنایا اور کرناٹک میں تبلیغ و اشاعت کی غرض سے بھیجا تو شاہ تراب ترنامل سے کرناٹک چلے آئے۔ لیکن شاہ تراب کا سفر یہیں ختم نہیں ہوا۔ کرناٹک کے مختلف علاقوں میں گھومتے ہوئے آخر کار وہ تنجور پہنچے مختصر یہ کہ

۱۔ اختصار انور نامہ۔ قلمی۔ مخطوطہ نمبر ۲۵۰۱۔ اسٹیٹ لائبریری۔ حیدرآباد۔
۲۔ ہسٹری آف دی فرنچ ان انڈیا۔ از کرنل جی۔ بی۔ میالی سن۔ صفحہ ۲۷۰۔ وملن اینڈ کو لندن ـــ ۱۸۹۳۔
۳۔ سوت انڈین شرائنس۔ صفحہ ۱۹۳۔ مطبوعہ ویسٹ اینڈ کو ۱۹۲۲ء۔

Marfat.com

شاہ تراب کی زندگی کا ایک قابل لحاظ حصہ جادہ پیمائی میں گذرا ، انہوں نے کئی مقامات کا سفر کیا اور اپنے رشد و ہدایت کے کام کو جاری رکھا جیسا کہ اُن کے اس شعر سے بھی مترشح ہوتا ہے :—

سکل ملک کے بیچ میرا ہے پھیرا
برت کا اہے درد مجھ میں گھنیرا

"من سمجھاون" میں بھی اکثر جگہ شاہ تراب نے اپنی سیاحی اور جادہ پیمائی کا ذکر کیا ہے ۔ "من سمجھاون" کا سنہ تصنیف انجمن ترقی اردو کے کتب خانے کی وضاحتی فہرست میں سنہ ۱۱۷۱ھ درج کیا گیا ہے اور جب وہ اس نظم میں بار بار اپنی غریب الوطنی کا ذکر کرتے ہیں تو اس سے یہ مترشح ہوتا ہے کہ سنہ ۱۱۵۰ھ سے لے کر سنہ ۱۱۷۱ھ تک یعنی تقریباً اکیس سال تک اُن کا سفر جاری رہا اور پتہ نہیں اس کے بعد بھی وہ کب تک تبلیغ و اشاعت کی غرض سے مختلف مقامات میں پھرتے رہے ۔ "من سمجھاون" میں شاہ تراب اپنے سفر اور [illegible] غریب الوطنی [illegible] اس طرح اشارہ کرتے ہیں :—

حال ان کا [illegible]
وطن سے [illegible]

ایک اور جگہ کہتے ہیں :—

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

Marfat.com

« من سمجھاون » میں ایک جگہ لکھتے ہیں کہ ہم قلندروں کا کوئی ٹھکانہ نہیں ہم تو ترک وطن کر کے « عشق کی راہ » میں تن کو خاک لگا کر نکل جاتے ہیں اور اس طرح سفر کرتے ہیں کہ کفن کے لئے ہمارے پاس کوڑی بھی موجود نہیں ہوتی :—

جو باندا لنگوڑہ لگا خاک تن کوں
دیا چھوڑ اک بار حب الوطن کوں
جلا عشق کی باٹ میں مال و دھن کوں
رکھے پاس نہ کاس ہرگز کفن کوں

ارے من اُسے کیا ہے دنیا کا جھانسہ
لیا ہات میں بھیک کا جن نے کاسہ

جس زمانے میں شاہ تراب نے تنجور کا سفر کیا ، اُس زمانے میں وہاں مرہٹہ راجا پرتاپ سنگھ حکمراں تھے (۱۷۳۹ء تا ۱۷۶۳ء) ۔ شاہ تراب نے سنہ ۱۷۵۸ء میں تنجور کا سفر کیا تھا اور یہیں اُنھوں نے رام داس کی « تمری مناچے شکوک » کے جواب میں « من سمجھاون » لکھی تھی[1]

ایسا محسوس ہوتا ہے کہ تنجور کے لوگوں نے شاہ تراب کی زیادہ آؤ بھگت نہیں کی ۔ « من سمجھاون » میں وہ لکھتے ہیں کہ تنجور میں میری قدر نہیں ہوئی اور کسی نے یہ سمجھ کر کہ میں کبیر کی طرح ایک گیانی قلندر ہوں اپنے گھر نہیں بلایا :—

سمج کر ھندو راج آیا تنجاور
سکل جگ کے منہ سے دھرم راج سن کر
ولیکن مجھے کوئی بلایا نہیں گھر
سمج کر کبیرا سا گیانی قلنـــدر

---

۱ ۔ اس کا تفصیلی ذکر آگے آئے گا ۔

Marfat.com

تنجور میں شاہ تراب کا قیام کافی عرصے تک رہا جیسا کہ ان کے اس شعر سے ظاہر ہوتا ہے —

تراب اس شہر سیتی جلدی نکل توں
بہت دن رہیا اب اتا اٹھ کے چل توں

تنجور میں بھی شاہ تراب کا مستقل قیام نہیں رہا - وہ اس مقام کو بھی خیر باد کہہ کر آگے بڑھتے ہیں - غالباً وہ جنوب کی طرف نکل گئے ہوں گے کیونکہ " من سمجھاون " کے آخر میں تراب کہتے ہیں کہ میں اب اس کتاب کو ختم کرکے اور تنجور کی سکونت ترک کر کے دریائے کاویری کے کنارے کنارے سفر کرتے ہوئے آگے بڑھ رہا ہوں - کاویری کے پاس جو مقامات واقعے ہیں ان میں سری رنگم (رامانجا چاری کی جائے رہائش) ناگا پٹنم ، ناگور ، ترچنا پلی اور مدورا وغیرہ ہیں - قیاس کیا جا سکتا ہے کہ وہ ترچنا پلی کی طرف سے جنوب کو روانہ ہو گئے ہوں گے -

تراب کے حالات زندگی کسی تذکرے یا ادبی تاریخ میں موجود نہیں ہیں ، صرف داخلی شہادتوں کی روشنی ہی میں ہمیں ان کے واقعات زندگی کا علم ہو سکتا ہے - کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ان شعرا اور مصنفین کے حالات ہم کو نسبتاً آسانی سے مل جاتے ہیں جو کسی دربار سے وابستہ رہے ہوں یا کسی امیر کبیر سے متمسک رہے ہوں لیکن درباروں اور امیروں کی صحبت سے ہمیشہ دور رہ [illegible] کے جاہ و حشم اور مال و دولت کی پرواہ نہیں [illegible] میں شاہ تراب کہتے ہیں کہ نہ میں کسی امیر کے پاس جاتا ہوں [illegible]

Marfat.com

وہ میرے تکیے پر آتے ہیں کیونکہ مجھے کسی سے اپنی قدر و منزلت تسلیم کروانی مقصود نہیں ہے اور نہ میں کسی قسم کی داد و دہش کا خواہاں ہوں :—

نہ کوئی اہل دول مج پاس آتا
نہ میں کس پاس جا شیخی جتاتا
نہ قدر و منزلت کس پاس چنداں
نہ ہے داد و دہش کا آس چنداں
بہر صورت گذر جاتی ہے اوقات
اپس قسمت او پر شاکر ہوں دن رات
نہ میرے راز کا ہمراز کوئی
نہ مج سا عاشق جانباز کوئی

شاہ تراب کی تاریخ وفات کا پتہ نہیں چل سکا لیکن اتنا یقین کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ وہ ۱۱۸۷ھ تک بقید حیات تھے اسی سنہ میں انہوں نے "آئینہ کثرت" لکھی تھی :—

سلسلہ بیعت : شاہ تراب حضرت پیر پاشاہ حسینی کے مرید تھے جو چشتیہ سلسلے کی ایک کڑی تھے ۔ شاہ تراب نے اپنی نظم "گیان سروپ" اپنے مرشد و رہبر کی تعریف میں لکھی ہے ۔ شاہ تراب پیر پاشاہ حسینی اور ان کے پردادا امین الدین اعلیٰ کی مدح کرتے ہوئے اپنی عقیدت کا اس طرح اظہار کرتے ہیں :—

پیر پاشاہ صاحب بڑے ولی
ہے دادا جن کے ولی علی
جیوں خوشبو پھول کی کلی کلی
یوں مشہور ہیں وو گلی گلی
سب ان کی کیلی وہاں کھلی
اب بھی ذکر ہے خفی جلی

جو پیر حسینی ہمارا ہے
اے تراب اسی ہمارا ہے

Marfat.com

"گیان سروپ" کی تصنیف کا مقصد یہ معلوم ہوتا ہے کہ [illegible] سے عقیدت اور مودت کا اظہار کیا جائے اور ان کی تعریف [illegible] جائے۔ شاہ تراب نے اپنی مثنوی "مہ جبین و ملا" میں "در بیان [illegible] حقیقی [illegible]" کے زیر عنوان، عشق کی اہمیت واضح کرتے ہوئے اپنے مرشد کی [illegible] غزل کی طرف اشارہ کیا ہے جس میں عشق حقیقی کی [illegible] کا [illegible] مذکور ہے۔ وہ لکھتے ہیں:—

میرے مرشد کی یہ [illegible] غزل ہے
کہ جس مرشد کا [illegible] ہے
بہت دل [illegible] کی [illegible]
جو کوئی [illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

Marfat.com

اس سے یہ واضح ہوتا ھے کہ پیر پاشاہ حسینی تراب کے مرشد تھے ۔ جن اشعار کو تراب نے اپنے مرشد کے اشعار بتائے ہیں اُن ہی کو امین الدین علی ثانی پیر پاشاہ حسینی کے اشعار بتاتے ہیں ۔ امین الدین علی ثانی کا بیان اس لئے بھی قابل قبول اور مستند ہوسکتا ھے کے وہ اِسی خاندان کے ایک فرد تھے ۔ امین الدین علی ثانی پیر پاشاہ حسینی کو اپنا جد بتاتے ہوئے کہتے ہیں :—

« حضرت مرشد برحق و پیشوائے مطلق حضرت پیر پاشاہ حسینی قدس اللہ سرهٔ العزیز کہ جد فقیر اند بہ زبان دکنی می فرمایند[1] »

اسی طرح ایک اورجگہ « مخزن الامین » میں امین الدین علی ثانی ، پیر پاشاہ حسینی کے اس شعر کا حوالہ دیتے ہیں :—

سرودی کا عجب نازک گاہ ھے
کہ جس پر جملہ عالم مبتلا ھے

اس شعر کو شاہ تراب نے « قصہ مہ جبین و مـلا » میں اپنے مرشد کا شعر بتایا ھے اور کہتے ہیں :—

اگر نیں اعتبار ھے تجھ کوں پیاری
تو سن غزل حسینی ہور ساری
سرودی کا عجب نازک گاہ ھے
کہ جس پر جملہ عالم مبتلا ھے
حسینی جس کے تئیں آواز کہتے
سو ہی اچھر ستی اُونر ملا ھے

---

۱ ۔ مخزن الامین از امین الدین علی ثانی ۔ صفحہ ٦٦ ۔ مخطوطہ نمبر ۱۷۲۲ ۔ تصوف ۔ اسٹیٹ لائبریری ۔ حیدرآباد ۔

Marfat.com

ایسے اور بہت سے اشعار ہیں جو « مخزن الامین » اور « مکشوف الامین » میں پیر پاشاہ حسینی کے اشعار بتائے گئے ہیں اور انہیں اشعار کو شاہ تراب نے بڑی عقیدت اور احترام کے ساتھ اپنی تصانیف میں مثالی اشعار کے طور پر پیش کیا ھے اور وہ ان اشعار کو اپنے مرشد کے اشعار کہتے ہیں۔

حسینی تخلص کے ایک اور شاعر کا کلام اسٹیٹ لائبریری حیدرآباد میں موجود ھے[1] لیکن وہ بہت بعد کے شاعر ہیں جیسا کہ اُن کے اس شعر سے معلوم ہوتا ھے :—

اس تیرھویں صدی میں غفلت بڑی بُری ھے
دنیا کی طمع دیکھو عقبیٰ بری کری ھے

اسی تخلص کے ایک اور شاعر کا کلام جامع مسجد بمبئی کے کتب خانے میں بھی موجود ھے جو رفاعی تھے۔

زمین پور آسمان اوپر طبل بجتا رفاعی کا
ھر اک شہران و بستی میں طبل بجتا رفاعی کا
حسینی کمترین خادم سدا خدمت منے قائم
اوسے ہونا موں دائم طبل بجتا رفاعی کا[2]

لیکن یہ دونوں حسینی شاہ تراب کے مرشد پیر پاشاہ حسینی سے [illegible] مختلف ہیں۔ سخاوت مرزا صاحب نے ان کا نام سید شاہ حسینی [illegible] ھے یہاں نام کے اجزاء کی ترتیب میں ذرا فرق پیدا ہوگیا [illegible] کے مرشد کا اصل نام پیر پاشاہ حسینی تھا تراب نے انہیں [illegible] حسینی پیر کہکر یاد کیا ھے لیکن یہ اُن کا اصل نام [illegible]

---

۱ ۔ ملاحظہ ہو ۔ مثنویات ۔ نمبر ۲ ٤ ٥ ۔

۲ ۔ ملاحظہ ہو ۔ [illegible] ادب ۔ جولائی لاہور ۔ سنہ ۱۹۵۱ ء ۔ صفحہ [illegible]

Marfat.com

پیر باد شاہ حسینی ، علی پیر حسینی کے فرزند تھے جو بابا شاہ حسینی کے بیٹے اور امین الدین اعلیٰ کے پوتے تھے ۔ علی پیر صاحب تصنیف تھے ۔ اُن کے ایک " رسالۂ تصوف " کا ذکر " پنج گنج " مولفہ شاہ فاضل بیاباانی میں ملتا ہے ۔ جس کے متعلق مولف نے لکھا ہے کہ یہ رسالہ افضل شاہ بیابانی کہ جو ان دنوں اشٹی میں مقیم تھے ، خود علی پیر نے اصلاح کے لئے دیا تھا جیسا کہ حسب ذیل بیان سے معلوم ہوتا ہے :—

" علی پیر صاحب در قصبہ اشٹی بود و من فاصی گفتہ بہ ہمراہ
مرشدی شاہ افضل صاحب ملاقات او نمود و رسالہ کہ در
تصوف علی پیر ساختہ بود بدست حضرت شاہ افضل بیابانی
صاحب داد و گفت کہ در این مسودے بینید اصلاح دہند[1] "

شاہ تراب اپنے مرشد کی مدح کرتے ہوئے ایک جگہ ان کے والد علی پیر کا اس طرح ذکر کرتے ہیں :—

حسینی پیر دو جگ میں ولی ہے ۔ خدا ہے نور محمد نور علی ہے
ہے جس کا باپ نور ہادی علی پیر ۔ کریں سب اس کوں سجدہ پیر نور میر

" مخزن الامین " سے بھی ہمیں اس کا ثبوت ملتا ہے کہ پیر پا شاہ حسینی کے مرشد اور اُن کے والد علی پیر تھے ۔ امین الدین علی ثانی " مخزن الامین " میں پیر پاشاہ حسینی کے جن اشعار کا حوالہ دیتے ہیں وہ یہ ہیں :—

جب ہوا اُس کوں اس کی آفرینش کا گمان
با گمان تھا یا کیا یک بار میں کہہ سب کُن فکان
سب سوں پایا رمز خاص کے معنی کے تئیں
جب حسینی پر ہوئے حضرت علی پیر مہربان[2]

---

۱ ۔ پنج گنج مولفہ شاہ فاضل بیابانی ۔ صفحہ ۹۴ ۔ مطبوعہ دستگیری پریس حیدرآباد ۔

۲ ۔ مخزن الامین ۔ از امین الدین علی ثانی ۔ صفحہ ۵۱ ۔ مخطوطہ نمبر ۱۷۲۲ ۔ آصفیہ اسٹیٹ لائبریری حیدرآباد ۔

Marfat.com

ان اشعار سے پتہ چلتا ہے کہ پیر پاشاہ حسینی اپنے والد علی پیر کے مرید تھے ۔ علی پیر کے والد کا نام بابا شاہ حسینی تھا جو امین الدین اعلیٰ کے فرزند تھے ۔ مولوی عبدالحق اُن کا عرف پیر پا شاہ بتاتے ہیں لیکن ان کا یہ خیال غلط ہے کہ بابا شاہ حسینی ، « علی جیو گام دھنی کے مرید تھے بابا شاہ حسینی ، امین الدین اعلیٰ کے بیٹے اور اُن ہی کے مرید و خلیفہ تھے ۔ « تذکرہ ریاض اعظم » میں سید محمد موسوی علی پیر کے ایک اور پوتے شاہ چشتی پیر کے متعلق یہ لکھتے ہوئے کہ وہ امین الدین اعلیٰ کی درگاہ کے سجادہ نشین تھے ۔ علی پیر کے والد کا نام بابا شاہ حسینی ہی بتاتے ہیں اُنہوں نے لکھا ہے : ــــ

> « در آن زمان سجادہ نشین درگاہ حضرت خواجہ امین الدین
> علی قدس سرہ حضرت شاہ چشتی پیر بن حضرت برہان الدین
> بن حضرت علی پیر بن حضرت شاہ بابا حسینی خلف الصدق
> حضرت خواجہ بود[1]

« مشکوۃ النبوت » کی ایک عبارت سے بھی ہمیں اس کا ثبوت مل جاتا ہے کہ بابا شاہ حسینی کے بیٹے علی پیر تھے اور بابا شاہ حسینی کے والد امین الدین اعلیٰ تھے یہ عبارت ملاحظہ ہو جس میں سید شاہ غلام علی ، شاہ اعظم کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں : ــــ

> « ایشان مرید شاہ اولیاء و ایشان مرید شاہ وصی علی
> و ایشان مرید شاہ عرف علی و ایشان مرید حضرت
> علی پیر حسینی بن بابا شاہ حسینی بن حضرت امین الدین علی
> بودند »[2]

« ظہور کلی » میں خود شاہ تراب نے اس سلسلے کو یوں بیان کیا ہے [illegible]

---

۱ ـ تذکرہ ریاض اعظم ـ از سید محمد علی موسوی ـ صفحہ ۵ قلمی نمبر ۲۴۱ ـ اسٹیٹ لائبریری ـ

۲ ـ مشکوۃ النبوت ـ از سید شاہ غلام علی ـ صفحہ ۶۲۸ ـ تذکرہ قلمی ـ مخطوطہ نمبر ۱۹۲ ـ اسٹیٹ لائبریری ـ حیدرآباد

Marfat.com

برہان الدین جانم کے فرزند امین الدین علی اور ان کے بیٹے بابا شاہ حسینی ہیں جن کے فرزند کا نام علی پیر ہے :—

بادشاہ وو جہان ہادی دین
یعنی بابا شاہ شمس العارفین
قرۃ العین امین الدین علی
یعنی بابا شاہ حسینی مہلی
ہے نبیرا حضرت برہان کا
او ہوا ہادی میرے ایمان کا
تھا علی پیر کا فرزند رشید
ہند ہور دکن ہے جس شہہ کا مرید

اس طرح شاہ تراب ، پیر پاشاہ حسینی بن علی پیر حسینی بن بابا شاہ حسینی بن امین الدین اعلی کے مرید تھے ۔ خود اُنہوں نے « گلزار وحدت » میں اس سلسلے کی وضاحت یوں کی ہے جو اس ساری بحث کا نچوڑ ہے :—

اتھے برہان الدین برہان ناطق
سراپا بلکہ تھے قران ناطق
بھی اون کا نور دیدہ او ولی ہے
کہ جس کا نام امین الدین علی ہے
امین الدین علی کے نور عینی
شہنشاہ یعنی بابا شاہ حسینی
بھی فرزند اُن کے ہیں حضرت علی پیر
کریں سجدہ جسے سب پیر ہور میر
اتھا حضرت علی کا نور دیدہ
او حضرت پیر پاشاہ حق رسیدہ
تراب نقش پائے آن ولی ہے
کہ جس کا جد امین الدین علی ہے

Marfat.com

اس طرح شاہ تراب کا سلسلہ بیعت یہ ہے —

شاہ میران جی شمس العشاق

|

برہان الدین جانم

|

امین الدین اعلی

|

بابا شاہ حسینی

|

علی پیر حسینی

|

پیر پاشاہ حسینی

|

شاہ تراب

مرید

|

غلام مرتضی

(فرزند و مرید)

شاہ تراب نے اپنے بیٹے غلام مرتضی کو اپنا خلیفہ اور جانشین منتخب کیا تھا۔ "خلافت نامہ" میں انہوں نے اپنا سلسلہ بیعت جس طرح بیان کیا ہے اس سے بھی مندرجہ بالا بیان کی تصدیق ہوتی ہے۔ یہ اشعار ملاحظہ ہوں۔

ان کے ہمراز و شہرۂ آفاق شاہ میران جی یعنی شمس العشاق
ان کے لخت جگر و نور بصر شاہ برہان ہادی رہبر

Marfat.com

اُن کے فرزند و جانشین ولی — شاہ شاہان امین الدین علی
اُن کے فرزند و جانشین برحق — ہیں علی پیر ہادی مطلق
اُن کے فرزند جانشین ہمراز — پیر پاشاہ مرشد ممتاز
ہے حسینی تو نام جد اُن کا — تھا علی کا تو کل جسد اُن کا
اُو خلافت اُو خرقہ اُو مطالب — شاہ بخشے تراب کے تئں سبب
کر تو نام حسینی پو قرباں — اے تراب سین صدق اپس کا جان
نورالابصار مرتضا نے شریف — او خلافت فقیر کا تشریف
فضل حق سوں تجے مبارک باد — بہ محمد و الہ الامجاد

شاہ تراب کے مرشد | جیسا کہ اس سے پہلے بھی کہا جا چکا ہے، شاہ تراب کے مرشد پیر پاشاہ حسینی تھے - سنہ ۱۰۷۳ھ عہد عادل شاہ میں بیجا پور میں پیدا ہوئے تھے[۱] - حسینی پیر نے اپنے دادا اور والد یعنی بابا شاہ حسینی اور علی پیر حسینی کے ہاتھوں تربیت پائی تھی - وہ فارسی اور عربی زبانوں میں مہارت رکھتے تھے اور علم متداولہ کے ماہر سمجھے جاتے تھے - شاہ تراب نے اپنے مرشد پیر پاشاہ حسینی کے متعلق « گنج الاسرار » اور « گلزار وحدت » میں لکھا ہے کہ وہ رمل نجوم، منطق، فلسفہ، تصوف اور حکمت وغیرہ میں غیر معمولی قابلیت رکھتے تھے[۲] -

پیر پاشاہ حسینی کی تاریخ وفات کا پتہ نہیں چلتا لیکن ہم اتنا یقین کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ وہ سنہ ۱۱۵۰ھ تک بقید حیات تھے

---

۱ - دیوان سید شاہ حسینی پیر - از سخاوت مرزا - رسالہ اردو ادب، شمارہ نمبر ۱، ۲
سنہ ۱۹۶۰ع - صفحہ ۴۰ -
۲ - اس کا ذکر آگے آئے گا -

Marfat.com

کیونکہ اسی سال اُنہوں نے اپنے « خاص الخاص » خلیفہ شاہ تراب کو خلافت بخشی تھی[1] جیسا کہ شاہ تراب « ظہور کلی » میں بیان کرتے ہیں ۔ پیر پاشاہ حسینی کے صاحبزادے امین الدین اعلیٰ ثانی بھی صاحب تصنیف گذرے ہیں ۔ اِن کی دو تصانیف « مخزن الامین[2] » اور « مکشوف الامین[3] » دستیاب ہوتی ہیں ۔

پیر پاشاہ حسینی اپنے زمانے کے اچھے شاعروں میں شمار کئے جاتے تھے ۔ اُن کا دیوان « دیوان حسینی » اسٹیٹ لائبریری حیدرآباد میں موجود ہے ، جس کے مطالعے سے اُن کی قادر الکلامی اور اُن کی شعری صلاحیتوں کا پتہ چلتا ہے ۔ اُن کی بعض غزلیں سراج اورنگ آبادی ، ولی ، عاجز اور یقین کی یاد دلاتی ہیں ۔ پیر پاشاہ حسینی کی غزلوں میں بڑی سلاست ، روانی ، گھلاوٹ ، شگفتگی اور بیسا ختگی پائی جاتی ہے یقین کی مشہور غزل جس کا مطلع ہے : —

زنجیر میں اس دل کے پھنس جانے کو کیا کہئے
کیا کام کیا دل نے دیوانے کو کیا کہئے

کے مصرعہ ثانی پر پیر پاشاہ حسینی نے جو مخمس کہا ہے اس کے چند شعر ملاحظہ ہوں جن سے پیر پاشاہ حسینی کے رنگ سخن کا اندازہ ہوسکتا ہے : —

بیخود ہوں سجن سیتی دل لانے کوں کیا کہئے
تجہ دید کے سودے کے مستانے کوں کیا کہئے
مشہور ہو شاہد ہو دکھلانے کوں کیا کہئے
بینش میں محیط ہوکر مل جانے کوں کیا کہئے
کیا کام کیا دل نے دیوانے کوں کیا کہئے

---

۱ ۔ اس کا ذکر آگے آئے گا ۔

۲ ، ۳ ۔ یہ دونوں مخطوطات اسٹیٹ لائبریری حیدرآباد میں موجود ہیں

Marfat.com

تجہ عشق کے سودے سوں آرام نہیں مجکوں
بیکل ہوں تڑپتے بن کچھ کام نہیں مجکوں
انکھیاں کے بجز مسکن بسرام نہیں مجکوں
جز شاھدی شاھد کے انجام نہیں مجکوں

کیا کام کیا دل نے دیوانے کو کیا کہیئے

جب نور کے دریا میں یکرنگ ہوجاوے گا
امواج نمن سر کون ہستی سوں اوچاوے گا
سقہ اہے مولی چڑ آپس کون سزا دے گا
تب راز حسینی گنج مخفی کا بتادے گا

کیا کام کیا دل نے دیوانے کوں کہیئے

« کلمۃ الحقائق » میں پیر پا شاہ حسینی کا نام درست نہیں لکھا گیا ہے - پیر پا شاہ حسینی کے والد کے نام کے سا تھ ان کا نام غلط ملط کردیا گیا ہے اور « شاہ علی پیر پا شاہ حسینی بتایا گیا ہے[۱] » دوسری غلطی یہ ہے کہ پیر پا شاہ حسینی کے والد کا نام مرتب نے بابا شاہ لکھا ہے جو صحیح نہیں - بابا شاہ حسینی ، پیر پا شاہ حسینی کے دادا تھے جن کے بیٹے (یعنی پیر پا شاہ حسینی کے والد) کا نام علی پیر حسینی تھا -

مذہب | شاہ تراب سنی المذہب تھے - اُنہوں نے « ظہور ركاں » اور «گنج الاسرار» « گلزار وحدت »میں خلفائے اکرام کی شان میں اشعار لکھے ہیں -

۱ - ملاحظہ ہو « کلمۃ الحقائق » مرتبہ اکبرالدین صدیقی - صفحہ ۷ -

Marfat.com

«گنج الاسرار» میں خلفائے اکرام کی مدح کرتے ہوئے لکھتے ہیں :—

عجب تھے او نبی کے چار یاران
ہے قائم جن سون سارا جسم انسان
ستون دین اون چارون کو جانو
ظہور کائنات حق پہچانو
نہیں کچھ اختلاف ان چار میں ہے
محبت روز و شب ہر یار میں ہے

شاہ تراب نے اپنی ہر تصنیف میں حضرت علی کی شان میں بہت سے مدحیہ اشعار لکھے ہیں - حضرت علی سے اُنہیں اتنی عقیدت تھی کہ وہ اپنے آپ کو اکثر جگہ «تراب بو ترابی» اور «بوطالبی» یا «نقش پائے ہشت و چار» اور «نقش نعلین علی» کہتے ہیں - حضرت علی کی منقبت لکھتے ہوے کہتے ہیں :—

کل شئی میں ہے محیط اسم علی
پھر رہا ہے تحت و فوق اسم علی
رکھ علی کی دوستی دل سے تراب
کہ اہے او شافع یوم الحساب

«گلزار وحدت» میں شاہ تراب نے لکھا ہے کہ وہی سچا صوفی بن سکتا ہے جس کا دل «حُب علی» سے «معمور» ہو - اُن کا خیال ہے کہ اسی محبت کے ذریعہ سے ہم «حق» کو «پا سکتے» ہیں جیسا کہ حسب ذیل اشعار سے ظاہر ہوتا ہے :—

او ہی پاوے گا حق کون اے برادر
اہے جس دل کے درمیان حُب حیدر
اگر او حب نہیں ہے مرد مان کون
نہیں پائیں گے او نور خدا کون

Marfat.com

اسی مثنوی کے اختتام پر خدا سے دعا کرتے ہیں کہ اے خدا! مجھے دنیا کی دولت و ثروت کی ہوس نہیں، میری تو صرف یہ تمنا ہے کہ تو عمر بھر مجھے علی کی یاد میں مشغول رکھ اور میری آل اور اولاد کے دل میں بھی اس محبت کا جوش پیدا کر۔ اس دعا کے بعد وہ اپنی تصنیف کو ختم کر دیتے ہیں یہ اشعار ملاحظہ ہوں: —

الہی حب حیدر میں مجھے رکھ
ہمیشہ یاد صفدر میں مجھے رکھ
میری جان اگ اچھے گی آل اولاد
رکھ اُن کو حب اہل بیت سوں شاد
اگر قالب سوں جی تک لے گا ایکبار
بیاد حیدر صفدر مجھے مار
کہوں کیا حالت دل ریش پُر خون
جواہر خانۂ ہو طالبی ہوں

اسی طرح «گنج الاسرار» اور «ظہور رکاہی» کے اختتام پر بھی خدا سے دعا کرتے ہیں کہ بحق پنجتن میرے فرزند غلام مرتضیٰ کو علم اور ادراک عطا کر۔ «قصہ مہ جبین و ملا» میں تیسری سرخی «در نعت مرتضیٰ علی گوید» کے تحت لکھتے ہیں: —

علی کی تیغ کوں سب مانتے ہیں
علی کو شیر حق سب جانتے ہیں
خدا ہور مصطفی حیدر ہے میرا
سچا مشکل کشا صفدر ہے میرا
جدا اک جسم کو جو کوئی کرے گا
نبی سے تو مخالف اُو مرے گا
سدا جس دل منے بغض علی ہے
نپٹ اُو خارجی ملعون لعین ہے

Marfat.com

شاہ تراب نے اپنی تصانیف میں اہلبیت اطہار سے بھی اپنی مودت اور عقیدت کا اظہار کیا ھے چند شعر ملاحظہ ہوں :—

پیش عُقلا اس قدر ایمان ہے بس
حب اہل بیت بس باقی ہوس
ذرے ذرے میں ظہور پانچ ہے
دیکھ لیو سانچ کو کیا آنچ ہے
حب اہل بیت کوں ایمان بوجھ
جس کوں ہے ایمان سو انسان بوجھ

صوفی ہونے کی حیثیت سے شاہ تراب بڑے وسیع النظر اور روشن خیال تھے - وہ تمام انسانوں کو ایک ہی سطح سے دیکھتے تھے - « من سمجھاون » اور « گلزار وحدت » میں شاہ تراب نے اکثر جگہ اس خیال کا اظہار کیا ہے کہ ہم نے اصطلاحیں وضع کرکے عشق کے مذھب کو محدود کردیا ہے ورنہ سب انسان ایک ہی خالق کی مخلوق ہیں اور اس طرح سب ایک ہی " صنم » کے « پرستار » ہیں - ایک وسیع المشرب صوفی کی طرح رسومات اور ظاھرداری کی پابندیوں سے بلند ہوکر شاہ تراب کہہ دیتے ہیں :—

مذھب و ملت ستی بے قید ہوں
دام زلف مہ جبین کا صید ہوں

شاگرد | شاہ تراب کے متعلق اُن کے فرزند غلام مرتضیٰ کہتے ہیں :—

معرفت کے علم میں تو ن طاق ہے
نام تیرا شہرۂ آفاق ہے
اس عصر میں تو نہیں ثانی تیرا
میں تو ہوں فرزند ہور جانی تیرا

Marfat.com

اس بیان کو پیش نظر رکھتے ہوئے ہمارا یہ قیاس کرنا غلط نہیں معلوم نہیں ہوتا کہ شاہ تراب کے بہت سے شاگرد اور مرید رہے ہونگے - شاہ تراب کے ایک مشہور شاگرد اور مرید شاہ معین علی تجلی[1] تھے شاہ معین تجلی باغ خلیل خاں بیرون دروازہ علی آباد میں مدفون ہیں - معین علی تجلی کی ایک تصنیف « کلام المعین شرح دوا ثر جام جہاں نما الموسوم بہ « فتح المعین » ہے جس میں اُنھوں نے اپنے آپ کو شاہ تراب کا تربیت یافتہ کہا ہے - وہ اپنی کتاب میں لکھتے ہیں : —

« این فقیر خاکسار تربیت یافتہ حضرت گنج الاسرار شاہ تراب چشتی خلیفہ حضرت پیر پاشاہ حسینی قدس سرہ جانشین حضرت امین الدین علی قدس سرہ این رسالہ بزبان فارسی تصنیف کردہ است[2] » -

انجمن ترقی اُردو کے کتب خانے کی وضاحتی فہرست میں « کلام المعین » کا سنہ تصنیف ١١٧٤ ھ بتایا گیا ہے - حیدرآباد کی اسٹیٹ لائبریری میں اس کا جو نسخہ موجود ہے اس پر سنہ تصنیف درج نہیں ہے - شاہ معین تجلی کے شاگرد شاہ تجلی علی نے حیدرآباد میں بڑی شہرت پائی تھی - ان کے متعلق تاریخ « گلزار آصفیہ » کے مصنف لکھتے ہیں کہ وہ اپنے اُستاد شاہ معین علی تجلی کے طرز تحریر کا چربہ اُتار لیتے تھے[3] -

---

١ - تجلی علی نامی ایک اور بزرگ حیدرآباد کے محلے پنجہ شاہ میں رہتے تھے - تجلی علی شیعہ تھے -

٢ - کلام المعین شرح دوا ثر « جام جہاں نما » از شاہ معین تجلی - صفحہ ١ - ادعیہ ١٧٣ - اسٹیٹ لائبریری - حیدرآباد -

٣ - تاریخ « گلزار آصفیہ » - غلام حسین - صفحہ ٢٨٢ - مطبع محمدی -

Marfat.com

ہمعصر شعراء | شاہ تراب کے ہم عصر شعراء میں « روضۃ الشہداء » (۱۷۰۷ء) اور مثنوی « رتن پدم » کے شاعر ولی ویلوری ، فراخی ، طالب ، ندیم تمیم احمد ، بیچارہ اور مثنوی « دیپک و پتنگ » کے شاعر عشرتی شامل ہیں ۔ ولی ویلوری نہ صرف شاہ تراب کے ہمعصر تھے بلکہ اُن کے ہم وطن بھی تھے ۔ شاہ تراب ترناملی کے موضعے چیٹ پیٹ میں رہا کرتے تھے اور یہی چیٹ پیٹ ولی ویلوری کی جاگیر تھی[1] جہاں اُنہوں نے اپنی زندگی کے آخری ایام گذارے تھے ۔ لیکن شاہ تراب نے کہیں ولی ویلوری کا ذکر نہیں کیا ہے اور نہ ولی ویلوری کے اشعار میں کہیں شاہ تراب کا کوئی حوالہ ملتا ہے ۔ شمالی ہند میں شاہ تراب کے ہمعصر شعراء میں میر ، سودا ، سوز ، مظہر اور یقین کے نام آسکتے ہیں ۔

تصانیف | شاہ تراب کی تصانیف کی تعداد کم نہیں ہے « ظہور کلی » ، « گنج الاسرار » ، « گلزار وحدت » ، « گیان سروپ » ، « آئینہ کثرت » ، « مثنوی مہ جبین و ملا » اور « من سمجھاون » یا بارہ بحر » ان کی ایسی تخلیقات ہیں جن کے مجموعی اشعار کی تعداد ہزاروں تک پہنچ جاتی ہے ۔ ان مخطوطات کے مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ شاہ تراب کثیر گو اور کثیر التصانیف شخص تھے ۔

ظہور کلی | یہ کتب خانہ سالارجنگ کا مخزونہ ہے ۔[2] یہ مخطوطہ ... کاغذ پر نستعلیق خط میں لکھا گیا ہے اور اس میں (ایک ... صفحات ہیں اور ہر صفحے پر تیرہ تا پندرہ سطریں ...

۱ ۔ دکن میں اردو ۔ از نصیرالدین ہاشمی ۔ صفحہ ...

۲ ۔ ظہور کلی ۔ تصوف ۱۵۶ ۔ کتب خانہ سالارجنگ ۔ حیدرآباد

Marfat.com

سائز $\frac{1}{2} \times 5 \frac{1}{2}$ ہے - یہ مخطوطہ اس اعتبار سے بھی اہمیت رکھتا ہے کہ اس سے ہمیں شاہ تراب کی زندگی کے متعلق بہت سی داخلی شہادتیں دستیاب ہوتی ہیں -

« ظہور کلی » شاہ تراب نے اپنے فرزند غلام مرتضٰی کی فرمائش پر لکھی تھی جیسا کہ وہ ایک جگہ کہتے ہیں :—

اک دن آکر پسر نکو شعار
منجھ سوں بولا قبلہ گاہ نامدار
عرض جو کچھ میں کروں سو کر قبول
مرشدان ہوتے مریدان میں رسول
اک رسالہ تم کہو دکھنی میں صاف
تا عیان ہووے جہان میں رمز کاف
اس کی خاطر داشت کو کہتا ہوں اب
مرتبہ ھر اک عناصر کا تو سب

سخاوت مرزا صاحب نے اپنے ایک مضمون « دیوان سید شاہ حسینی بیجاپوری » میں لکھا ھے کہ یہ کتاب پیر پا شاہ حسینی کی فرمائش پر لکھی گئی تھی - مندرجہ بالا اشعار کے مطالعے سے معلوم ہوتا ھے کہ انہیں یہاں غلط فہمی ہوئی ھے[1] -

(۳۲)

« ظہور کلی » میں بتیس مختلف ابواب ہیں - ھر ایک باب میں فلسفیانہ اور متصوفانہ نکات کی وضاحت کی گئی ھے - ابتداء میں حمد و ثنا کے بعد

---

۱ - اُردو ادب - ج ۹ - شمارہ ۱ و ۲ ، سنہ ۱۹۶۰ ع - صفحہ ٤١ -

Marfat.com

اپنے مرشد پیر پاشاہ حسینی اور ان کے خاندان کی مدح لکھی ہے اور اس کے بعد سبب تالیف بیان کیا ہے جس کے بعد مستقل ابواب کی ابتداء ہوتی ہے - پہلا باب « پنج عناصر » ، دوسرا « نفس طبعی » ، تیسرا « نفس حیوانی و حواس ظاہری » ، چوتھا « حواس باطنی و غضب شہوت » ، پانچواں « نفس ناطقہ اور عقل » ، چھٹا « روح اور جسم » ، ساتواں « موجودات اور امتزاج عناصر اور حیات ممات » ، آٹھواں « واجب الوجود اور ممکن الوجود » ، نواں « خواص عناصرات خمسہ » اور دسواں باب « عشق صوری و معنوی » سے متعلق ہے - عشق حقیقی کی تعریف اور اس کے محیر العقل کارناموں کو سراہتے ہوئے شاہ تراب گیارھواں باب حضرت علی کی منقبت سے شروع کرتے ہیں - بارھواں باب قوس اور بروجات کے ذکر پر مشتمل ہے اور ان کی وضاحت کرتے ہوئے شاہ تراب لکھتے ہیں کہ صرف شیخ کامل کے وسیلے اور واسطے ہی سے ہم ان اسرار و رموز کی تہ تک پہنچ سکتے ہیں اس کے بعد تیرھویں باب میں انہوں نے شیخ کامل اور شیخ ناقص کا فرق بتایا ہے اور کہتے ہیں :—

پیر ناقص رہزن ایمان ہے
رہزن ایمان جیون شیطان ہے
جستجو توں مرشد کامل کا کر
آرزو توں عارف واصل کا کر
صحبت کامل کمال عین ذات
صحبت ناقص زوال ہر صفات
جس کا رہبر مرشد کامل ہوا
او سراپا عارف و واصل ہوا

Marfat.com

« ظہور کلی » کا چودھواں باب عرش و کرسی و ملائک کے ذکر پر مشتمل ھے اور اسی طرح پندرھویں باب میں روئے نبانی کی وضاحت کی گئی ھے ۔ شاہ تراب نے سولھویں اور سترھویں باب میں منازل علوی و سفلی کی وضاحت کی ھے اور عربی اور سنسکرت اصطلاحوں کی بھی تشریح کی ہے جیسا کہ « گلزار وحدت » میں خود شاہ تراب نے « ظہور کلی » کے متعلق لکھا ھے کہ اس میں سنسکرت اصطلاحوں کے ذریعہ سے مطالب کی وضاحت کی گئی ھے :—

ظہور کلی میں اکثر بیان ھے
تمامی اصطلاح ہندی عیان ھے

شاہ تراب نے نہایت دلچسپ انداز میں اس واقعے کا ذکر کیا ھے کہ کس طرح پیر پاشاہ حسینی نے اُنہیں خرقۂ خلافت عطا کرکے اور اپنا خلیفہ بنا کر تبلیغ و اشاعت کی غرض سے کرناٹک روانہ کیا تھا ۔

« ظہور کلی » کے بیسویں باب کا عنوان ھے « در مذاکرہ ملاقات کردن خضر و سیر نمودن نہ فلک » اس باب کے بعد پھر حضرت علی کی شان میں منقبت لکھی ہے ۔ اسی طرح بائیسویں باب میں نعت اور تئیسویں باب میں اصحاب اکرام کی منقبت لکھی ھے ۔ چوبیسواں باب نماز باطنی اور پچیسواں قلب المومنین اور چھبیسواں کوہ و دریا و کواکب و سیر خورشید اور ستائیسواں باب اربعہ عناصر اور عقل کل کی توضیحات پر مشتمل ھے ۔ اس کے بعد کے دو باب بہت دلچسپ ہیں ۔ ان میں چشم و لب ، زلف ، خط خال ، چشم اور لب کے استعاروں میں حسن حقیقی اور

Marfat.com

عشق الٰہی کے بعض اسرار و رموز کی وضاحت کی گئی ہے ۔ شاہ تراب کے یہ دو ابواب وجہی کی « سب رس » کی یاد دلاتے ہیں جس میں اسی طرح تمثیلی انداز میں حسن ، عشق ، زلف اور چشم و ابرو کی علامات میں وجہی نے « مشاہدہ حق کی گفتگو » کی ہے ۔ اس کے بعد « بت و زنار » کے بیان میں ایک باب لکھا گیا ہے اور اس میں « در مذاکرہ خاتمہ کتاب » کے زیر عنوان شاہ تراب نے کتاب کے نام اور سنہ تصنیف کی وضاحت کرتے ہوئے اس کے موضوعات پر اس طرح روشنی ڈالی ہے :—

ہے ظہور کلی نام این کتاب
جس کوں با تاریخ کہا ہاتف خطاب
. . . . . . مثنوی میں بیشتر ہیں نقلیات
ہے ظہور کلی میں کل وصف ذات
اس رسالے کو لکھو با آب زر
کر اچھے شوق الٰہی دل بھیتر

آخر میں « ظہور کلی » ختم کرتے ہوئے شاہ تراب خدا سے دعا کرتے ہیں کہ میرے فرزند غلام مرتضیٰ کو خدا کا عشق عطا ہو اور میری یہ کتاب مقبول خاص و عام ہو جائے :—

اے خداوندا بحق پنجتن
توں میرا مقبول عالم کر سخن
ہو رسالہ جس کی خاطر سب کہا
اس کے دل میں شوق تیرا دے سدا
راز تیرا اے خدا ے بحر و بر
توں غلام مرتضیٰ پر کشف کر
یا رسول اللہ بحق بو تراب
رکھ سدا مقبول عالم یو کتاب

Marfat.com

شاہ تراب نے «ظہور کلی» کے بعض ابواب میں بر سبیل تذکرہ حکایتیں بھی بیان کی ہیں جن کا مقصد کسی خاص خیال کی مزید وضاحت و تشریح کرنا معلوم ہوتا ہے ۔ اس طرح کی نو حکایتیں «ظہور کلی» میں بیان کی گئی ہیں جن کے عنوانات حسب ذیل ہیں :—

(۱) حکایت بادشاہ و وزیر عاقبت اندیش ۔
(۲) حکایت ترناملی و خرابی فوجدار عالم آزار ۔
(۳) حکایت عاشق شدن کنیزک بادشاہ ۔
(٤) حکایت آزمائش خلق محمدی و کرم مرتضی علی
(۵) حکایت نکاح کردن زاہد
(٦) حکایت زن حجام
(۷) حکایت دنیا دوئی
(۸) حکایت آغاز کردن و آزردہ شدن مجنون و کیفیت کنیزک لیلی
(۹) حکایت گوز دن

«ظہور کلی» کا سنہ تصنف شاہ تراب نے ۱۱۷۱ھ بتایا ہے جیسا کہ اس شعر سے ظاہر ہوتا ہے :—

سال تاریخ کتاب منجلی
گفت ظہور کلی مولانا علی
اُو مقرر پھر کیا نام کتاب
جب ہوا میرے پو فضل بو تراب

کتب خانہ سالار جنگ کے مخطوطات کی وضاحتی فہرست میں جناب نصیر الدین ہاشمی نے «ظہور کلی» کا سنہ تصنیف ۱۱٦۵ھ بتایا ہے جو صحیح نہیں ہے ۔

Marfat.com

"ظہور کلی" کے متعلق شاہ تراب لکھتے ہیں کہ یہ کتاب دو مرتبہ اُنہیں ادھوری چھوڑنی پڑی تھی - لیکن مختلف مشکلات کے باوجود اُنہوں نے کتاب مکمل کردی تھی - ایک دفعہ شاہ تراب کو "ظہور کلی" کی تصنیف اس لئے موقوف کرنی پڑی تھی کہ اُن کے چھوٹے بھائی کا انتقال ہو گیا تھا اور اس غم میں وہ اتنے حیران و پریشان تھے کہ ایک عرصہ تک انہوں نے اس طرف توجہ نہیں کی تھی - دوسری مرتبہ ترناملی پر انگریزوں کے حملے کی وجہ سے انہیں اپنا وطن چھوڑ کر دوسرے گاؤں کو جانا پڑا تھا جس کے باعث "ظہور کلی" دوبارہ ادھوری چھوڑنی پڑی تھی -

"ظہور کلی" میں شاہ تراب نے اکثر جگہ مولانا روم کے اشعار نقل کئے ہیں - کہیں اُن کو مخاطب کرکے شعر کہتے ہیں [illegible] اپنے اشعار کی داد طلب کرتے ہیں - ایسا محسوس ہوتا ہے کہ شاہ تراب کو مولانا روم سے بیحد عقیدت تھی - وہ اُنہیں "شاہ [illegible]" [illegible] "شاہ روم" "بادشاہ عرفانی" "معدن اسرار" "معرفت [illegible]" [illegible] "مولوی بستان راز" [illegible] کا [illegible] کرتے ہیں -

جناب سخاوت مرزا صاحب نے اپنے مقدمہ "دیوان [illegible]" [illegible] میں برسبیل تذکرہ "ظہور کلی" کا بھی ذکر کیا ہے [illegible] علم رمل سے متعلق ہے اور اس میں [illegible] یہ بیان صحیح نہیں - "ظہور کلی" [illegible] کی ایک اور تصنیف "گنج الاسرار" [illegible] ڈالی گئی ہے اور "ظہور کلی" میں [illegible]

Marfat.com

« ظہور کلی » کے حاشیے پر مظہر علی شاہ قادری کے چند اشعار درج ہیں اور خود شاہ تراب کی ایک غزل لکھی ہوئی ملتی ہے ۔ « ظہور کلی » کے بعض حصوں سے چند اشعار اس تصنیف کے طرز تحریر کا اندازہ کرنے کے لئے ذیل میں پیش کئے جاتے ہیں : —

کرتوں پر نام استسی اونکار کا
کہ ہوا باعث بت و زنار کا
کچ نہ تھا پر کاش تب سون سن اتھا
ناؤں « الاحد » کا سراپا دھن اتھا

باب اول در مذاکرہ پنج عناصر کہ در اصلاح اہل ہند پنچ بہوت نامیند

پانچ گیانی ہیں ظہور پنجتن ان سون ظاہر ہیں یو اور پنجتن
پر تھمی پیدا ئش آکاش ہے جس کے باعث سوں یو مل بماس ہے
پانچ گن آکاش کے ظاہر ہوئے جوعدم میں تھے سو سب باہر ہوئے

باب سیوم در مذاکرہ نفس حیوانی و خادمان نفس انسانی و حواس ظاہری

روح قدسی عارفاں کہتے تمام ہور نفس ناطقہ اس کا ہے نام
ناطقہ او نفس رحمانی اہے اومل الروح امر ربانی اہے

باب پنجم در مذاکرہ قوت خادمان نفس ناطقہ و عقل فطری و عملی

کل حواس و قوتاں باقی تمام نفس انسانی کے خادم جیوں غلام
ایک ہر قوت ہے انضال خدا یوں کہے ہیں مولوی بحر سخا
نفس انسانی کہ ہے روح رواں ناطقہ ہے اوسے روح القدس سون سابقہ

Marfat.com

باب دہم در مذاکرہ عشق صوری و معنوی

عشق جانان میں تمامی عمر کھو　　اصل جانان کا ہے بہتر جستجو
جو کہ عاشق عاقبت اندیش ہے　　عشق کا سودا او سے در پیش ہے
عشق کوں اول خدا پیدا کیا　　عاشق بیباک کوں شیدا کیا

باب یازدہم در مذاکرہ انا و علی من نور واحد

لا یقین و احدیت ہے لا مثال　　نور نفس اولین وحدت [illegible]
آفتاب واجب و ممکن مہتاب　　[illegible] ہے عارف کوں [illegible]
مصطفی واجب علی ممکن پچھان　　واجب و ممکن میں دونوں یک [illegible]
کہے محمد میں علی ایک نور ہوں　　[illegible] علی [illegible]

باب بستم - حکایت ملاقات کردن [illegible] کردن

ایک دن میں سیر گلشن کوں گیا　　[illegible]
ایک زن خوش رو برہنہ تن ملی　　دیکھ [illegible]
آکری مجھکر کہ ہے تیرا [illegible]　　[illegible]

باب ست و ہشتم در مذاکرہ [illegible] و بیان چشم [illegible]

تیغ اسباب اجل چشم [illegible]　　ہے [illegible]
چشم سوں بربادی عاشق پچھان　　[illegible]
چشم میں جانان کے ہے جادو تمام　　[illegible]

باب ست و نہم در مذاکرہ زلف [illegible]

زلف دلبر کے عجب زنجیر ہے　　[illegible]
ہے پشیمان [illegible] رنگ [illegible]　　[illegible]
شب ہے اس کا [illegible]　　زلف [illegible]

Marfat.com

گلزار وحدت «گلزار وحدت» کا ایک قلمی نسخہ اسٹیٹ لائبریری حیدرآباد میں موجود ہے اس کے علاوہ انجمن ترقی اردو علی گڈھ کے کتب خانے میں بھی اس کا ایک نسخہ موجود ہے ۔ اسٹیٹ لائبریری میں اس کا جو نسخہ دستیاب ہوا ہے اس پر کسی نے سبز روشنائی سے «چہاردہ گلزار ترابی» لکھ دیا ہے ۔ لیکن یہ غلط نام ہے ۔ چونکہ «گلزار وحدت» چودہ حصوں میں منقسم ہے اور ہر حصہ کو شاہ تراب نے «گل» کا نام دیا ہے (مثلاً گل اول گل دوم اور گل سوم وغیرہ) غالباً اسی لئے غلط فہمی ہوئی ہوگی اور مخطوطے پر «چہاردہ گلزار ترابی» لکھ دیا گیا ہوگا ۔ اس مخطوطے کے کاتب نے یہ نام نہیں لکھا ہے کیونکہ یہ تحریر بدلی ہوئی ہے اور دوسرے رنگ کی روشنائی میں لکھی گئی ہے ۔ اس نسخے کو دیکھنے سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مخطوطے کا سر ورق ضائع ہوگیا ہے جس پر کاتب نے صحیح نام لکھا ہوگا اور اس طرح سر ورق کی عدم موجودگی کی وجہ سے کسی نے پورے مخطوطے کا مطالعہ کئے بغیر محض چودہ حصوں کو دیکھ کر «چہاردہ گلزار ترابی» لکھ دیا ہے ۔ انجمن ترقی اردو علی گڈھ کی فہرست مخطوطات میں اس کا صحیح نام یعنی «گلزار وحدت» درج ہے ۔

«گلزار وحدت» «ظہور کلی» کی طرح ضخیم نہیں ہے یہ تینتیس (۳۳) صفحات پر مشتمل ہے جس میں ۵۴۸ اشعار موجود ہیں ۔ ہر سطر میں سترہ شعر ہیں ۔ آخر میں کاتب کا نام اور سنہ تصنیف درج نہیں ہے ۔ یہ نسخہ خط نسخ میں لکھا گیا ہے ۔ مخطوطے کی سائز ۱۲ × ۸ ہے ۔

ابتداء میں حمد کے چند اشعار لکھے گئے ہیں اور اس کے بعد شاہ تراب نفس مضمون کی ابتدا کرتے ہیں ۔ جیسا کہ اوپر کہی بات

Marfat.com

کیا گیا ہے "گلزارِ وحدت" چودہ حصوں پر مشتمل ہے جس کے ہر حصہ کو اُنہوں نے "گل" کی سرخی دی ہے ۔ شاہ تراب نے اس کا التزام رکھا ہے کہ ہر گل کے آخر میں تخلص لائیں بعض حصوں میں تو ابتدائی اشعار میں بھی تخلص لایا گیا ہے ہر گل کے آخری شعر میں شاہ تراب نے آنے والے "گل" کے موضوع کا بھی تعارف کروایا ہے "گل ششم" میں جاہل و پرفن اور مکار روحانی رہبروں اور شیوخ پر تنقید کی گئی ہے اور اُن کی ریاکاری کا پول کھولا گیا ہے اس کے متعلق شاہ تراب نے "گل پنجم" کے آخر میں لکھا ہے :—

تراب جاں نثار پیر کامل
اتا کہہ تو بیان شیخ جاہل

اسی طرح "گل نہم" میں جو کہ عہد الست کے تذکرے سے متعلق ہے ، "گل دہم" کا مختصراً تعارف کروایا ہے اور اس کی تمہید اس طرح بیان کرتے ہیں :—

وہی اللہ وہی [illegible] ہم [illegible]
ہے اک محبوب ہیں جس کے [illegible]

اس کے بعد "گل دہم" میں اس اجمال کی تفصیل یوں بیان کی ہے :—

کہیں بلبل کہیں گل ہو کہیں مل
کہیں شیشہ کہیں [illegible] قلقل
کہیں ساقی کہیں ساغر کہیں [illegible]
کہیں عاشق کہیں معشوق [illegible]

"گلزارِ وحدت" میں بھی شاہ تراب نے [illegible]
کی طرح حواس باطنی ، عناصر [illegible]

Marfat.com

وغیرہ سے بحث کی ہے ۔ « گلزار وحدت » میں شاہ تراب نے اس نکتہ پر زور دیا ہے کہ خدا واحد ہے اور اُس کا ظہور ہر شئی میں جھلک گیا ہے لیکن کثرت کے نظاروں میں وحدت کو بھول نہ جانا چاہئے ۔ « گل دوم » میں « در تمثیل موم و صفت موم » میں اُنہوں نے وحدت کے تصور کی وضاحت کی ہے اور عام فہم انداز میں اُس کو سمجھانے کی کوشش کرتے ہیں ۔ آگے چل کر شاہ تراب کہتے ہیں کہ موم سے مختلف شکل کی چیزیں بن سکتی ہیں لیکن موم کی اصلیت اور خصوصیت باقی رہتی ہے اسی طرح اُنہوں نے سونے کی مثال دی ہے کہ سونا تو اصل میں ایک ہی چیز ہوتی ہے لیکن مختلف زیورات میں اس کی شکل مختلف ہو جاتی ہے ۔ شکل کوئی بھی ہو سونے کی اصلیت میں فرق نہیں آتا ۔ شاہ تراب نے ان مثالوں کے ذریعہ سے نظریہ ہمہ اُوست کی تشریح کرنے کی کوشش کی ہے ۔

« گل سیوم » میں « سبعہ صفات » اور « گل چہارم » میں وعدۂ الست کا بیان ہے کہ کس طرح انسان نے اُس بار امانت کو قبول کرنے کا عہد کیا تھا جو دوسری مخلوقات کے امکان سے باہر تھا :—

کیا انساں کوں حق نے اپنی صورت
اُٹھائے تا کہ اُو بار امانت
جو عرش و فرش میں نہ کوئی قبولا
قبولا اُو ظلوماً ہور جہولا

آخر میں شاہ تراب نے انسان کو اُس کے فرائض یاد دلائے ہیں ۔ وہ کہتے ہیں کہ انسان امانت کا بار قبول کرکے « بیہوش » اور « مجہول » ہوگیا ہے ۔

Marfat.com

اس نے انسانیت کے آئین بھلا دیئے ہیں ۔ یہ تساہل اور تجاہل اشرف المخلوقات کو زیب نہیں دیتا جو زمین پر خدا کی نمائندگی کرنے کے لئے بھیجا گیا ہے ۔ شاہ تراب کہتے ہیں :—

اپس سوں او اپی ہو مست کاہل
دیکھو ہوتا ہے مہجور ان میں داخل
ارے اے بیخبر بے ہوش مجہول
امانت داری کیوں اپنی گیا بھول

شاہ تراب کہتے ہیں کہ بعض لوگ غفلت اور جہل دور کرنے کے لئے صرف و نحو ، حکمت ، نجوم اور فلسفے و منطق کا علم حاصل کرتے ہیں لیکن ان تمام علوم پر عبور حاصل کرنے کے باوجود وہ بیخبر اور جاہل ہوتے ہیں کیونکہ وہ [illegible] عرفان کے علم سے [illegible] حالانکہ یہی علم تمام علوم سے افضل اور [illegible] ہے :—

یہی پڑھتے علم سب صرف و نحو کا
بسر گئے شوق [illegible] عرفان کا
خیال [illegible] فاعل و مفعول [illegible]
کمال [illegible] صیغہ [illegible]

"گل‌شہ" میں شیخان مجہول اور "گل بھتہ" میں [illegible] بڑی خوبی سے کیا گیا ہے ۔ "گل‌شہ" میں [illegible] کی کیفیتیں بیان کی ہیں اور اسی طرح "گل [illegible]" [illegible] کی تشریح کی ہے ۔ یہ موضوعات [illegible] کے موضوعات ہیں [illegible]

Marfat.com

کر چکے ہیں ۔ « گل دھم » کا عنوان « در ذکر کلُ شئ محیط » ھے ۔ « گل یاز دھم » میں رسول کی اہمیت بتاتے ہوے آنحضرت کی نعت لکھی ھے اور اُس کی سرخی « در اسماء محمدی و آدم حقیقی » قایم کی ہے ۔ رسول اکرم کے اسماء مبارک بیان کرتے ہوے شاہ تراب کہتے ہیں —

اوسے جبروتیان احمد کہتے سب
کہا ملکوت میں محمود اُسے رب
محمد نام ہے ناسوتیان میں
احد پھر نام ہے لاہوتیان میں

« گل دھم » کا عنوان « در ذکر آئنہ نور » ھے ۔ « گلزار وحدت » کے آخری حصے یعنی « چہار دھم » میں شاہ تراب نے کتاب کے نام اور اُس کی تاریخ تصنیف پر بھی روشنی ڈالی ھے ۔ وہ کہتے ہیں کہ « گل سیز دھم » مکمل کرنے کے بعد سے مجھے اس « رسالے » کے نام کی فکر تھی ۔ تمام رات اسی پریشانی میں گذر گئی کہ اُس کا کیا نام تجویز کیا جائے ۔ صبح ہاتف کی آواز میں نے سنی کہ اس رسالے کا نام « گلزار وحدت » رکھو کیونکہ اس میں تو نے وحدت باری تعالی کے رموز و غوامض کی تشریح کی ھے :—

مجھے نام رسالے کا فکر تھا
تمامی شب یہی دل میں ذکر تھا
دیا آواز ہاتف صبح ایکبار
کہ ہے گلزار وحدت گنج الاسرار
یکایک جو سنیا ہاتف کا آواز
رکھا گلزار وحدت اسم ممتاز

Marfat.com

واقعات اور مختلف زائچوں کی صداقت بیان کی گئی ہے۔ ان حکایات میں رمل کے نکات بھی سمجھائے گئے ہیں۔ ہر حکایت میں اشعار کی تعداد مختلف ہے لیکن اس کا التزام رکھا گیا ہے کہ ہر حکایت کے آخری شعر میں تخلص لایا جائے اور اس کے بعد دوسری حکایت کی ابتدا کی جائے۔ ہر حکایت میں تعارف کے چند اشعار کے بعد شاہ تراب اصل مقصد کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔

شاہ تراب نے اکثر حکایتیں بیان کرتے ہوئے درمیان میں [illegible] موسموں اور مقامات کے بڑے خوبصورت مرقعے پیش کئے ہیں [illegible] حکایتوں میں سراپا نگاری کے بھی اچھے نمونے مل جاتے ہیں [illegible] "حکایت دوازدہم" میں یہ سراپا ملاحظہ ہو :—

نکو اُجلا بڑی آنکھیں [illegible]
جو دیکھے نرگس کوں بھاری [illegible]
دیکھو غنچہ [illegible]
دیکھو پستہ [illegible]
سفید جامہ [illegible]
[illegible]
مرصع کا [illegible]
[illegible]

سولھویں یعنی آخری حکایت میں [illegible]
ایک واقعہ بیان کیا ہے [illegible]
چھوٹے چھوٹے حصے ہیں اور ہر حصے [illegible]

Marfat.com

«کیفیت شاخ دوم» اور «کیفیت شاخ سوم» کی سرخیوں سے مزین کرتے ہیں «شاخوں» کے «حواص» بیان کرنے سے پہلے شاہ تراب نے یہ دو شعر بطور تمہید لکھے ہیں :—

بنایا ہوں چمن کے درمیان شجر ہے
کہ سولہ شاخ سوں اُو بار ور ہے
حواص شاخہا کرتا ہوں ظاہر
سنو سب ہو گوش گلچین ظواہر

سولہا شاخوں کا بیان ختم ہونے کے بعد سولہا گلوں کا بیان ہے - ہر حصے کو «گل» کی سرخی دی گئی ہے - سولہویں حکایت کو ختم کرنے کے بعد دائرے کی خصوصیات کی توضیح کی گئی ہے اور بعض زائچوں کی دوری تاثیر اور ان کی حیرت انگیز صداقت کا بیان ملتا ہے -

«گنج الاسرار» میں شاہ تراب کہتے ہیں کہ اُنھوں نے شاہ دانیال سے بھی علم رمل حاصل تھا - (اس کا ذکر پچھلے صفحات میں آچکا ہے) اور اس کے علاوہ خود ان کے مرشد پیر پاشاہ حسینی سے بھی شاہ تراب نے استفادہ کیا تھا -

«گنج الاسرار» کا سنہ تصنیف شاہ تراب سنہ ۱۱۷۹ ھ بتاتے ہیں - «گنج الاسرار ترابی» کے حروف سے یہ اعداد نکالتے ہیں :—

حروف تاریخ نظم انتخابی
بگفتا گنج الاسرار ترابی

Marfat.com

« گنج الاسرار » کے آخر میں شاہ تراب [illegible] دعا کی ہے کہ اُن کے [illegible] غلام مرتضیٰ کو «ادراک» عطا ہو اور وہ علم حاصل کر کے اپنی دانشمندی کے نور سے دنیا کو روشن کر دے ۔ اختتام پر شاہ تراب یہ بھی دعا کرتے ہیں کہ « گنج الاسرار » کو خدا لازوال شہرت عطا کرے ۔

کلام تازہ ام را [illegible]

الٰہی تا بود چرخ [illegible]

اسٹیٹ لائبریری کے اس مخطوطے کے کاتب سید حسین [illegible] دوسری ذی الحجہ بروز جمعہ سنہ ۱۹۲ [illegible] ھ میں « گنج الاسرار » کی کتابت ختم کی ہے ۔

« گنج الاسرار » کا اسلوب [illegible] کی طرح سلیس رواں اور بےساختہ ہے [illegible] « گنج الاسرار » میں بھی شاہ تراب [illegible] ہیں حسب ذیل سراپا ملاحظہ ہو جس میں [illegible]

الف قامت [illegible]

غلامی [illegible]

بلال [illegible]

[illegible]

اگر [illegible]

[illegible]

Marfat.com

قصہ مہ جبین و ملا یا مثنوی تراب بزبان دکھنی

اسٹیٹ لائبریری حیدرآباد میں اس مثنوی کا ایک نسخہ موجود ہے[1] اور دوسرا نسخہ حیدرآباد کے ایک کتب فروش علیم الدین صاحب کے یہاں مل سکتا ہے ۔ اور تیسرا کتب خانہ سالار جنگ کا مخزونہ ہے ۔ یہ مثنوی چھ سو اٹھائیس (٦٢٨) اشعار پر مشتمل ہے ۔ اسٹیٹ لائبریری حیدرآباد میں اس مثنوی کا جو نسخہ موجود ہے اس کا سنہ کتابت ٢٥ ۔ رجب ١٢٥٥ ھ ہے اور کاتب ابراہیم علی خاں ہیں ۔ ان دونوں نسخوں میں کوئی اختلاف نہیں ۔ سرخیوں یا اشعار میں بھی فرق نہیں ہے لیکن مثنوی کا نام بدلا ہوا ملتا ہے اسٹیٹ لائبریری حیدرآباد کے نسخے پر اس کا نام " مثنوی تراب بزبان دکھنی " لکھا ہوا ہے ۔ نصیر الدین ہاشمی، " کتب خانہ آصفیہ کی وضاحتی فہرست " میں اس کے متعلق لکھتے ہیں " اس مثنوی کا کوئی نام نہ ملا ۔ مضمون کے لحاظ سے میں نے " عشق صادق " نام رکھا ہے " ۔ علیم الدین صاحب کے نسخے پر " مثنوی مہ جبین و ملا " تحریر کیا ہوا ملتا ہے ۔ مثنوی کا یہ نام زیادہ صحیح معلوم ہوتا ہے کیونکہ اس مثنوی کی ہیروین کو شاہ تراب اکثر جگہ مہ جبین ہی کہتے ہیں یعنی مہ جبین کی ترکیب اسم خاص کے طور پر بھی مستعمل ہوئی ہے ۔ اس مثنوی کا جو تیسرا نسخہ کتب خانہ سالار جنگ میں موجود ہے اس پر کوئی نام لکھا ہوا نہیں ملتا ۔ مخطوطات کی فہرست میں نصیر الدین ہاشمی نے اس کا نام " قصہ ملا " رکھ لیا ہے ۔ اس کی سائز ٩ × ٦ ہے ۔ یہ دیسی کاغذ پر نستعلیق میں لکھا گیا ہے ۔ اور ہر صفحے پر تیرہ سطریں تحریر کی گئی ہیں ۔ مخطوطے کے آخر میں سنہ کتابت یا کاتب کا نام موجود نہیں صرف " خاتمہ ماہ صفر بتاریخ نہم بروز سہ شنبہ وقت عصر مقام بنگلور تمام شد ۔ " لکھا ہوا ملتا ہے ۔

١ ۔ مثنوی تراب بزبان دکھنی ۔ شاملات ٢٧ ۔

Marfat.com

یہ مثنوی پندرہ حصوں پر مشتمل ہے۔ سب سے پہلے حمد ہے اس کے بعد نعت اور پھر صحابہ اکرام کی منقبت ہے۔ اس کے بعد حضرت علی کی منقبت کے اشعار الگ لکھے گئے ہیں۔ " در نعت مرشد گوید " کی سرخی کے تحت تیرہ اشعار لکھے گئے ہیں جن میں شاہ تراب نے اپنے مرشد پیر پاشاہ حسینی اور اُن کے ابا و اجداد کا ذکر کیا ہے کہ یہ سب بزرگ صاحب کشف اور صاحب حال صوفی گزرے ہیں۔ تراب کی اس مثنوی میں بڑا رس، حسن اور رنگینی ہے جہاں اُنہوں نے اپنے مرشد کی مدح میں بھی اسی انداز کو برقرار رکھے ہوئے بڑے پُرکیف اور دلنشیں اشعار لکھے ہیں۔ یوں تو شاہ تراب نے اپنی ہر تصنیف میں اپنے مرشد پیر پاشاہ حسینی کی مدح کی ہے لیکن " مثنوی مہ جبین و ملا " کی منقبت کا طرز زیادہ موثر اور رسیلا ہے۔ تراب اپنے مرشد کو " ثانی حیدر " بتاتے ہوئے لکھتے ہیں کہ وہ صرف میرے مرشد ہی نہیں میرے دلربا محبوب بھی ہیں۔ اس کے چند شعر ملاحظہ ہوں :—

ولی افکار کا برحق ہے مرہم
جسے دیکھت سر جاتا ہے سب غم
پیارا ہے میرا او چھلا لال
ہوا قربان دیکھ اس لال کی چال
دیوانہ او میرا من کوں کیا
او ایسا صاحب کشف اولیا

چوتھی سرخی " در نعت عاشق و معشوق کے حال میں " چھبیس (۲۶) شعر

Marfat.com

ملتے ہیں ۔ ان اشعار میں شاہ تراب عشق کی اہمیت بتاتے ہوئے اس کے ہمہ گیر اور ہر جہتی اثر کی تعریف کرتے ہیں :—

لگن ہے یا ستم ہے یا بلا ہے
جدھر دیکھو تو اُس کا غلغلا ہے
ہر اک کوں دام میں ڈالا ہے لا کر
رکھیا ہے عاشقاں کوں مبتلا کر
بپا ہے عشق کا غوغا جہاں میں
اہے شور لگن کون و مکاں میں

ایک اور سرخی قائم کرنے کے بعد شاہ تراب اصل قصے کی ابتداء کرتے ہیں، کہ گلشن آباد (یہ مقام سرنگا پٹم سے کچھ فاصلے پر واقع ہے یہاں جرنل ہارس اور ٹیپو سلطان کا مقابلہ ہوا تھا[1]) میں ایک پارسا عورت رہتی تھی ۔ یہ عورت بڑی حسین و جمیل تھی اور اس کے حسن کا گلشن آباد کی تمام عورتوں میں چرچا تھا ۔ شاہ تراب نے مہ جبین کا سراپا بڑے دلکش انداز میں پیش کیا ہے ۔ چند اشعار ملاحظہ کیجئے :—

و لیکن سرو قد نازک بدن تھی
مکل خوباں منے جادو نین تھی
کماں ابرو کہ ہے خنجر پلک تیر
ادا سیف دو دھارا زلف زنجیر
سراپا نازنیں دلدار دلبر
بلا تھی ظلم تھا ظالم ستمگر

---

[1] ملاحظہ ہو تاریخ سرنگاپٹن ۔ صفحہ ۷۵ ۔ مخطوطہ ق ز ۳۷ ۔ اسٹیٹ لائبریری حیدرآباد ۔

Marfat.com

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ مہ جبین کا شوہر کسی کام سے پردیس چلا گیا اور کئی دن تک اُس کے پاس سے خیریت کا کوئی خط وصول نہیں ہوا۔ مہ جبین بیقرار ہوگئی اور اُس نے سوچا کہ شوہر کو خط لکھ کر سارا حال دریافت کرنا چاہئے کہ وہ اب تک وطن واپس کیوں نہیں آیا۔ اس کام کے لئے مہ جبین نے شہر کے مُلّا کا انتخاب کیا جو بڑا عالم و فاضل مشہور تھا۔ مہ جبین نے اپنی ماما کو ملا کے گھر بھیجا اور اُس سے درخواست کی کہ وہ اس کے شوہر کو خط لکھ کر ایک کارِ خیر میں حصہ لے۔ ملاؔ راضی ہوگیا اور دوات اور قلم لے کر مہ جبین کے گھر آیا۔ پردہ کروایا گیا اور مہ جبین خط کا مضمون قلمبند کروانے لگی۔ مُلا خط لکھ رہا تھا کہ یکایک دونوں کی نظریں چار ہوگئیں اور مُلّا مہ جبین کے مسحورکُن حسن کو دیکھ کر حیران رہ گیا۔ اس واقعے کا تراب نے اس طرح ذکر کیا ہے:—

پوچھا اُسے بات میں مُلّا نے [illegible]
حقیقت کیا لکھوں سو بول [illegible]
دیکھا تو اُو پری اُدھر جھانکتی تھی
غرور حسن میں مدماتی تھی
ہوئی اک بار جو جھک چار انکھیں
رہی حیرت سوں ہو لاچار انکھیں
یکایک دیکھ [illegible]
لگا کہنے کہ بول [illegible]
کہی مہ نازنیں [illegible]
نہ سمجھوں اُدھر [illegible]

Marfat.com

مــلا «کیا لکھوں» کہتا ہوا گھر سے باہر نکل گیا۔ اب وہ دیوانہ وار گلیوں میں چاک گریباں کئے پھرتا تھا اور ہر راہ گیر سے سوال کرتا تھا «کیا لکھوں ؟» ۔ اسی حالت جنون میں ایک طویل عرصہ گذر گیا ۔ مــلا کے شاگردوں نے اس کو بہت سمجھایا اور اپنی شہرت اور عزت و وقار کا واسطہ دیا لیکن مــلا تو دیوانہ ہوچکا تھا ۔ اسے اب نیک نامی اور ننگ و ناموس سے کوئی سروکار نہیں تھا ۔

چند دنوں کے بعد مہ جبین کا شوہر پردیس سے بخیر و عافیت واپس آ گیا اور دونوں ہنسی خوشی اور عیش و آرام کے ساتھ زندگی بسر کرنے لگے ۔ ایک دن مہ جبین اور اُس کا شوہر دریا کی سیر کو نکلے ۔ یکایک مــلا بھی عالم وارفتگی میں اُدھر آ نکلا ۔ جب مــلا نے مہ جبین کو دوبارہ دیکھا تو آتش عشق اور بھڑک اُٹھی ۔ مہ جبین کے شوہر نے ایک چال چلی ۔ اُس نے مہ جبین کی جوتی دریا کی خطرناک لہروں میں ڈال دی اور مــلا سے کہا کہ اگر تو مہ جبین کے پاؤں کو کانٹوں سے بچانا چاہتا ہے اور تجھے اُس کی خاطر منظور ہے تو جوتی لے آ مــلا دریا میں کود پڑا اور وہیں غرق ہوگیا ۔ اس واقعے سے مہ جبین اتنی متاثر ہوتی ہے کہ خود بھی دریا میں چھلانگ لگا کر غرق ہو جاتی ہے ۔

شاہ تراب نے اس واقعے کو بیان کرتے ہوئے سات مختلف عنوانات قائم کئے ہیں قصے کے درمیان میں غزل کے اشعار بھی لکھے ہیں ۔ مثنوی کے آخر میں پندرھویں سرخی « در بیان عشق حقیقی گوید » ہے جس میں شاہ تراب نے یہ بتانے کی کوشش کی ہے کہ عشق حقیقی ہی زندگی کے تمام دکھوں کا مداوا ہے ۔ خدا کے عشق میں جینا اور خدا کے عشق میں مرنا عین ہوش مندی اور عاقبت اندیشی ہے ۔ سراج اورنگ آبادی بھی اپنی مثنوی « بوستان خیال » (۱۱۶۰ھ) کے آخر میں اسی طرح مجازی محبت کی ناپائداری اور بے مائیگی بتاتے ہوئے حقیقی محبت کی لازوال اور ابدی قدروں کی طرف قاری کی توجہ مبذول کرواتے ہیں ۔

Marfat.com

شاہ تراب کی اس مثنوی کا میر کی "دریائے عشق"، مقیمی کی "چندر بدن و مہیار"، سید محمد والہ کی "طالب و موہنی" اور ثمرہ کی "گلشن مہوشاں" سے مقابلہ کیا جاسکتا ہے۔ ان تینوں میں قصے کا انجام تقریباً مشترک ہے یعنی کہانی اس طرح ختم ہوتی ہے کہ طالب اور مطلوب دونوں دریا میں غرق ہوکر اپنی جان دے دیتے ہیں۔

مثنوی "مہ جبین و مہ لقا" میں شاہ تراب عشق کے حیرت انگیز کارناموں اور عشق کی ہنگامہ آرائیوں کا اس طرح ذکر کرتے ہیں:—

لگن ہے [illegible] ہے
جدھر دیکھو تو اس کا غلغلا ہے
لگن لاکھوں کا گھر [illegible] کی ہے
ہر اک دل [illegible] لگن [illegible] کی ہے
لگن کس کو [illegible] چھوڑا [illegible] ان
[illegible] دل [illegible] لگن [illegible] ان
[illegible] عشق [illegible] کا [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

محبت کے بارے میں شاہ [illegible] کس کی [illegible]
میر کی "دریائے عشق" [illegible]
چند شعر ملاحظہ کیجیے:—

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

Marfat.com

اسی طرح « شعلہ شوق » میں میر عشق کے بارے میں کہتے ہیں : —

محبت مسبب محبت سبب
محبت سے ہوتے ہیں کار عجب
محبت کی ہیں کار پردازیاں
کہ عاشق سے ہوتی ہیں جانبازیاں
محبت اگاتی ہے پانی میں آگ
محبت سے ہے تیغ وگردن میں لاگ
زمانے میں ایسا نہیں تازہ کار
غرض ہے یہ اعجوبہ روزگار

مثنوی « مہ جبین و ملا » کے سنہ تصنیف کا ٹھیک طور پر علم نہیں ہوسکا۔ اسٹیٹ لائبریری کے مخطوطے کا نام جو « مثنوی تراب بزبان دکھنی » لکھا ہے اس سے تاریخ تصنیف اس طرح نکل سکتی ہے کہ اگر « مثنوی تراب بزبان » کے اعداد میں سے « دکھنی » کے اُنے اسّی (۸۹) نکال دیئے جائیں تو ۱۱۸۲ ھ حاصل ہوتا ہے۔ یہ تاریخ صحیح ہوسکتی ہے کیونکہ شاہ تراب کی تصانیف کا سلسلہ ۱۱۸۷ھ تک جاری تھا جیسا کہ « آئینہ کثرت » کی تاریخ تصنیف سے معلوم ہوتا ہے لیکن یقینی طور پر یہ کہنا مشکل ہے کہ یہی صحیح سنہ تصنیف ہے۔

Marfat.com

«مثنوی مہ جبین و ملّا» کا ایک مختصر سا خاکہ ذیل میں پیش کیا جاتا ہے :—

قلم وصف صنم کا جب اُو چایا ۔۔۔ لگن کا جگ منے جب غل مچایا
تر اب اب کر رقم رنگین بیان اُو ۔۔۔ سنے تا خلق سارا داستان اُو
سنا ہوں گلشن آباد یک نگر تھا ۔۔۔ وہاں یک مہ جبین گل رُو کا گھر تھا
نہایت حسن میں اوتار تھی اُو ۔۔۔ گل بیخار میں خونخوار تھی اُو
اتھی یو پاک دامن پارسا نار ۔۔۔ نماز پنچ وقتا ہور ذکر چار
خصم راضی رضامند سب قبیلہ ۔۔۔ نہ جانے عورتوں کا مکر حیلہ
جہاں آواز نامحرم کا آوے ۔۔۔ وہ تو مکر وہاں سوں اُتھی جاوے
گیاں تھا نوکری کو اُس کا خاوند ۔۔۔ اکیلی گھر میں تھی دلدار دلبند
ہوے کئی دن جو کوئی پاتی نہ آیا ۔۔۔ خبر بھی خیریت کی کوئی نہ لایا
پڑا اوس فکر میں اُو گلبدن نار ۔۔۔ کہیں مر کے گیا یا ہے اُو بیمار
کہی بھی دائی کوں اُو یوں بلا کر ۔۔۔ بلا تو ملّا کوں دائی جلد جا کر
سنی یو بات سو دائی چلی ہور ۔۔۔ چلاری [illegible] گرفتار
جہاں پھرتی تھی گھر کی ہوت سی مل ۔۔۔ وہاں بیٹھا [illegible] ملّا ایک فاضل
اے تسبیح ہات میں کرتا ذکر تھا ۔۔۔ لگی [illegible] درد سوں [illegible]
کری تسلیم جا کر اُس کوں دائی ۔۔۔ حقیقت حال [illegible] لائی
سنا دائی سوں ملّا نے جو یو بات ۔۔۔ چلا [illegible]
خبر بی بی کوں دی آیا ہے ملّا ۔۔۔ [illegible]
ابی بیٹھی مسند پردے کی [illegible] ۔۔۔ [illegible]
پوچھا [illegible] ملّا [illegible] ۔۔۔ [illegible]
دیکھا تو اُو [illegible] لگی تھی ۔۔۔ [illegible]

Marfat.com

ہوئی اک بار جو چشم چار دونوں — رہے حیرت سوں ہو لاچار دونوں
یکایک دیکھ دیوانہ ہوا تب — لگا کہنے کہ ہو او کیا لکھوں اب
کہی او نازنین سب اپنا احوال — نہ سمجھی او ہوا سو دیکھ بےحال
دیکھی تو کچھ بھی او پڑتا نہ لکھنا — چپ چپ کیا لکھوں کہہ کر بلکنا
کہی تب دائی میاں تم بہار جاؤ — لگو جپ «کیا لکھوں» کا غل مچاؤ
پڑ یا عالم میں اس کا «کیا لکھوں» نام — رہا ہو گرد خاک کوئے گلفام
ہوا سب شہر میں بھی یوں پکارا — کہ دیوانہ ہوا ملان بچارا
کئی دن بعد آیا گھر کو شوہر — لگا [illegible] سی و کاجل پہن [illegible]
گلے دونوں لگے ہو خوب رونے — یہاں لگ روئے جو کپڑے بھگوئے
کئی دن گئے گذر ایک دن قضارا — گلی میں چوگرد [illegible] کا [illegible] پکارا
پکارا سن کے نکلا بھار گھر سوں — دیکھ دیوانہ یک آتا ادھر سوں
پوچھا یہ کون ہے دیوانہ یارو — [illegible] پکھر [illegible] حق تم مرو
کہے تیری یہ جورو کا ہے عاشق — لگا [illegible] کہا تو جس کو ناحق
سنیا سو گھر میں جا شمشیر کھینچا — [illegible] کر [illegible] اس [illegible] کا [illegible]
سنیا سب بات او خاطر میں لایا — غصہ سب دل سیتی اپنا گنوایا
کیا پھر مصلحت یوں ناز سیتی — لگا اپنے کہے پھر پیار سیتی
طرف ندی کے لے دہن کو چلا او — سنیا کیں عشق نے جو غلغلا او
خبر اس عاشق صادق کو بولا — کہ [illegible] جاتا ہے ندی [illegible] ٹولا
کہا تب دیکھ کر اے مرد عاقل — کہ تو بھی چل ندی معشوق سوں مل
اٹھا بولی تلک سندر کا شوہر — دغا [illegible] او پر جو بیٹھا تھا نظر کر
لیا سو بات میں او دہن کی پاپوش — [illegible] ندی میں کر اس کو فراموش
کہا بھی اوس شہید ناز کے سات — [illegible] عاشق گلا [illegible] عجب [illegible]

Marfat.com

چلے گی لگے پاؤں آج سندر   چھبیں گے اس کے تلوے پیچ کنکر
یکایک او شہید ناز خوبان   دیا ندی منے جا کود کر جان
دیکھت دہن کا کلیجہ پھوڑ آیا   پرت نے آ کو اس کوں گز بڑا یا
کہی پھر او خصم سوں اب چلو گھر   ہمارا کام کیا ہے اس ندی پر
کہی کر بول کو واں سوں بہانہ   او دھر گئی او جدھر ڈوبا دیوانہ
خصم دیکھا تلک کو دی ستمگر   لگا ہونے کوں دیکھت خاک بر سر
گریبان چاک کر لا خاک تن کوں   لو لا کر سب گیا مت کر وطن کوں

شاہ تراب کی اس مثنوی کا قصہ نہ صرف "چندر بدن و مہیار" ، "دریائے عشق" اور "طالب و موہنی" سے مماثلت رکھتا ہے بلکہ مہجور کی داستان "... وزن" کے پہلے باب میں بھی یہ قصہ موجود ہے اس باب کا عنوان "... عاشقوں اور معشوقوں کے افسانوں میں" ہے ۔

شاہ تراب نے غالباً یہ پلاٹ فارسی مثنوی "قضا و قدر" سے لیا تھا یہ مثنوی دکن میں کافی مقبول ہو چکی تھی ۔ اس کے متعلق سمجھا جاتا ہے کہ یہ اورنگ زیب کے صوبہ دار شائستہ خاں کے کسی ملازم کی داستان عشق ہے ۔

میر کی مثنوی "دریائے عشق" کا سنہ تصنیف چونکہ معلوم ہے اس لئے یہ بتانا آسان ہے کہ آیا میر کی "دریائے عشق" پہلے لکھی گئی تھی یا شاہ تراب کی مثنوی ۔ پروفیسر سید محمد مصنف ... اس ... کو پیش نظر رکھتے ہوئے کہ "میر صاحب ... [illegible] ... مثنویاں لکھی ... [illegible] ... میر صاحب

[illegible]

Marfat.com

کی نظر سے گذر چکی تھیں » ، یہ قیاس کیا جا سکتا ہے کہ شاہ تراب کی مثنوی کو اولیت حاصل ہے ۔

نظم گیان سروپ

شاہ تراب کی نظم « گیان سروپ » ادارۂ ادبیات اُردو حیدر آباد میں موجود ہے[1] ۔ اس کے علاوہ اسٹیٹ لائبریری میں جو « من سمجھاون » کا نسخہ ہے اس کے حاشیے پر بھی اس کے چند اشعار لکھے ہوئے ملتے ہیں ۔ لیکن یہ مکمل نہیں ہے ۔ انجمن ترقی اُردو علی گڈھ کے کتب خانے میں بھی اس کا ایک نسخہ محفوظ ہے ۔ « گیان سروپ » ترکیب بند کی شکل میں لکھی گئی ہے آخری دو مصرعے ہر بند میں دھرائے گئے ہیں ۔ یہ دونوں مصرعے شاہ تراب کے مرشد پیر پاشاہ حسینی سے متعلق ہیں ۔ « گیان سروپ » میں اٹھاون (۵۸) بند ہیں اور اشعار کی تعداد دوسو بیس (۲۲۰) ہے ۔ « گیان سروپ » کی ابتداء اس طرح ہوتی ہے :—

اے پنچ بھوت کا پستارا ہے — اب آتش خاک ہور بارا ہے
چت من بدھ اہنکارا ہے — سب روپ کو سنگھارا ہے
پیو سب میں سب سوں نیارا ہے — جیوں روشن جگمگ تارا ہے

جو پیر حسینی پیارا ہے
اے تراب اسی بلہارا ہے

شاہ تراب نے یوں تو اپنی تمام تخلیقات میں ہندی الفاظ استعمال کئے ہیں لیکن « گیان سروپ » میں ہندی الفاظ کی بہتات ہے ۔ غالباً اپنی نظم کی اس

۱ ۔ مخطوطہ نمبر ۷۷۳ ۔

Marfat.com

خصوصیت کو پیش نظر رکھتے ہوئے شاہ تراب نے "گیان سروپ" میں ایک جگہ کہا تھا : —

گن تن ہور من کا کہیا تراب
ہے ہندی بھا کا صحیح کتاب

"گیان سروپ" میں شاہ تراب نے اپنی دلچسپی کے مخصوص موضوعات پر روشنی ڈالی ہے۔ ہندو دیو مالا اور ہندو مت کی طرف اشارے جابجا نظر آتے ہیں اور شاہ تراب نے ان کے ذریعے سے اسلامی عقائد کی وضاحت کرنے کی کوشش کی ہے۔ شاہ تراب نے اڑتالیسویں (٤٨) اور انچاسویں (٤٩) بند میں اپنے مرشد اور ان کے بزرگان طریقت کا ذکر کیا ہے۔ "گیان سروپ" کے آخری بندوں میں انہوں نے اپنے وطن ترنامل اور وہاں کے مشہور مندر کی طرف بھی اشارہ کیا ہے۔

"گیان سروپ" کے آخر میں کتاب کی تاریخ [illegible] لکھی ہے۔ صرف "روز شنبہ [illegible] جمادی الثانی [illegible] پنجم ۲۵ [illegible] سنہ ۱۱۲۱ھ [illegible] لکھا [illegible] الغرض [illegible] شاہ تراب کی جو تصانیف دستیاب ہوئی ہیں ان میں سب سے قدیم "گیان سروپ" ہی ہے۔ اپنی اس ابتدائی تصنیف سے بھی شاہ تراب نہ صرف مطمئن ہیں بلکہ وہ اسے قابل تحسین بھی سمجھتے ہیں اور [illegible] کرتے ہیں : —

یہ گیان سروپ [illegible] بھلا ہوا
سب معنی اس میں [illegible] بھلا ہوا
جیون [illegible] بھلا ہوا
[illegible] بھلا ہوا

Marfat.com

« گیان سروپ » کی خصوصیت یہ ہے کہ اس نظم میں بڑی بیساختگی، آمد اور روانی ہے۔ چھوٹی بحر میں «گیان سروپ» کے اشعار بڑے سبک اور مترنم معلوم ہوتے ہیں۔ زبان کی سادگی، اسلوب کی بے تکلفی، بیساختگی اور روانی ملاحظہ ہو:—

جو غفلت میں دن کھوتا جی
پھل بات بدی کے بوتا جی
نہیں مایا سوں چت دھوتا جی
پڑ سستی میں کیوں کھوتا جی
میں جس کے کارن روتا جی
اُو امین علی کا پوتا جی

جو پیر حسینی پیارا ہے
اے تراب اُسی بلہارا ہے

« گیان سروپ » کے دو بند پیش ہیں اُن کے مطالعے سے شاہ تراب کے انداز بیان اور خود اس نظم کی اُٹھان کا اندازہ ہوسکتا ہے:—

من کالے بن کا رہو اسی   تن مہیش کنول کا سکھو اسی
جیون جمنا گنگا ہور کاسی   مل تر وپتی کے ہیں باسی
مجہ بتلا صفات دسواسی   گرُ رکھیا اپنا سنیاسی

جو پیر حسینی پیارا ہے
اے تراب اُسی بلہارا ہے

پیر پاشاہ صاحب اولیاء   میں اُن سے حال ہور لیا
وہ ہادی اپنا کرم کیا   من بھاتا میرا وہی دیا
میں درسن کا جو شراب پیا   تن من کا جھگڑا چکا دیا

جو پیر حسینی پیارا ہے
اے تراب اُسی بلہارا ہے

Marfat.com

غزلیات: شاہ تراب نے مثنوی اور نظم کے علاوہ غزل میں بھی طبع آزمائی کی ہے۔ شاہ تراب کی غزلیں چھوٹی اور مترنم بحروں میں ہوتی ہیں۔ غزل میں بھی وہ اپنی دوسری شعری تخلیقات کی طرح معرفت اور تصوف کے نکات پیش کرتے ہیں اور ان کا روئے سخن محبوب حقیقی کی طرف ہوتا ہے۔ مثنوی "من سمجھاون" میں قصے کے درمیان میں شاہ تراب نے غزل کے اشعار بھی لکھے ہیں۔ ادارۂ ادبیات اردو میں [illegible] کے دیوان [illegible] شاہ تراب کی دو تین غزلیں لکھی ملتی ہیں۔ ادارۂ ادبیات اردو کے ایک دوسرے مخطوطے میں جس میں [illegible] من سمجھاون [illegible] لکھی گئی ہے ایک اور غزل کے چھ شعر لکھے ہوئے ملتے ہیں۔ شاہ تراب کی ایک غزل کے چند شعر [illegible] درج کیے جاتے ہیں:

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

حبِّ حیدر سوں ہے دل صفا کر دل
جیوں صفائی میں آرسی حاب
بھول مت اے تراب نام علی
جان آ کر رہے اگر بر لب

شاہ تراب کے مرشد پیر پاشاہ حسینی نے غزلوں کا ایک دیوان چھوڑا ہے جو اسٹیٹ لائبریری حیدرآباد میں موجود ہے۔[1] اس کا مطالعہ کرنے سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شاہ تراب نے غزل گوئی میں اپنے مرشد اور استاد پیر پاشاہ حسینی کا تتبع کیا ہے۔ شاہ تراب کی غزلوں میں پیر پاشاہ حسینی کے اشعار کی طرح درد مندی، خستگی اور سلاست پائی جاتی ہے۔ شاہ تراب نے اپنی تصانیف میں اکثر جگہ اپنے مرشد کی غزلوں کے اشعار نقل کئے ہیں۔ وہ انہیں بطور نمونہ، مثالی شاعری کے کارنامے کے طور پر پیش کرتے ہیں۔ اس سے یہ اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ شاہ تراب پیر پاشاہ حسینی کے کلام سے کافی متاثر تھے۔ شاہ تراب کی غزلوں میں حسینی کے کلام کی سی گداختگی، گھلاوٹ اور بے ساختگی ہونے کے باوجود حسینی کی سی شادابی، رس اور رنگینی موجود نہیں ہے۔ حسینی کے چند اشعار ملاحظہ ہوں جن کے مطالعے سے ہم شاہ تراب اور پیر پاشاہ حسینی کی خصوصیات کلام کا مقابلہ کر سکتے ہیں :—

لالہ چمن میں نار سوں آیا بلو بلو
ہر غنچہ لب کوں خوب ہنسایا بلو بلو

۱۔ دیوان حسینی، اسٹیٹ لائبریری، حیدرآباد

Marfat.com

پردہ رہ پیچھے سوں [illegible]

خورشید آو جو چھپ ہوں [illegible]

وہ یار بادہ و ہم سمجھ مستحق وصل

کچھ [illegible]

خم [illegible] تے دفع کرنے تپش ہجر کوں کریا

[illegible] سینہ [illegible]

دینے کوں وصل آج صنم [illegible] کو

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

شاہ [illegible] کی غزل [illegible]

ہے ۔ ہندی شاعری کی طرح [illegible]

کا یہ انداز ملاحظہ ہو ۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

Marfat.com

چمن چمن سب ڈھالے منی ہوں خبر نہیں ہے پیا گیا ہے
پیا پیا کہہ پھری دیوانی بھنور کے نمنے کلی کلی جی

ہوا پکارا یوی کہ جان میں پتھر سے تن کوں بسیا دیوانی
برہا میں پیو کی برہانی ہو کر چکی میں غم کی دلی دلی جی

کروں میں فریاد کس تے جا جو کوی جاے دل کا داد دیوے
غزل تو میرا پکارتا ہے جواب خاطر ولی ولی جی

اتا اشارت سوں بولتے ہیں مکل محبان تراب کے تین
قبر سوں اپنے اوٹھا اُد کہتا بہ روز محشر علی علی جی

شاہ تراب کی ایک اور غزل دستیاب ہوتی ہے جو ... ظہور کلی ... آخری اوراق کے حاشیہ پر تحریر کی ہوئی ہے۔ یہ غزل مذہبی رنگ میں ڈوبی ہوئی ہے جیسا کہ حسب ذیل اشعار سے اندازہ ہو سکتا ہے:—

اُس عشق پا کباز کوں جب نہ اثر ہوا
تب نور ذات جوش ہو از گنج بر ہوا
پس نور ذات نام رکھیا احمدی صفات
سو وصف کی زباں سی گُنگا اجہر ہوا
تب احمدی صفات سوں مشغول ہو رہا
اُس مشغولی سبب منے آدم بسر ہوا
آدم پسر لگے کہ لگے یا پدر اُسے
اُس راز کے ہنر میں تو آدم پدر ہوا

۱۔ کنزل المومنین۔ از عابد شاہ۔ فقہ حنفی۔ نمبر ۳ ... آصفیہ لائبریری حیدرآباد۔

Marfat.com

کیونکر کو پوچھتا تو سمجھ دیکھ اس روش
آدم کد ہین تے اُسے قدر بشر ہوا

گر نیں تو نام اُس کا لیون بار کوئی نہ تھا
مخفی سون اس سبب ستی ظاہر جہو ہوا

اس خاک کے پنجر کون چڑیا اُس بدل شرف
اُس شاہ کے گمت کو جد ہان تن ہو گھر ہو

اس گھر کی نازکی کے بدل بعد از آن او شاہ
حاکم ہوا سو تل منے [illegible]

باطن کی روشنی کون بھر یا اس مند پر میں [illegible]
ظاہر سو نور تے [illegible]

شاہ جب مند پر میں آ کر بیٹھا تخت جیئو کے
[illegible] اس گل صفا ستی [illegible]

[illegible] کہ مگر [illegible] مند پر [illegible]
گھر [illegible] شاہ کا [illegible]

[illegible] عشق کے [illegible] چڑھائی [illegible]
چشمے [illegible] کھول [illegible]

[illegible] حسن کے چمن کون چھپا کر [illegible]
دیکھ [illegible]

[illegible] ذات ظاہر و باطن [illegible]
[illegible] میں [illegible]

[illegible]
[illegible]

Marfat.com

آئینہ کثرت ہے جس کا سنہ تصنیف ۱۱۸۷ھ ہے۔ اس میں شاہ تراب نے اپنے والد اور اپنی اولاد اور خاندان کا بھی ذکر کیا ہے اور اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان کے والد کا نام عبداللطیف خان تھا اور یہ کہ ان کا انتقال سنہ ۱۱۴۵ھ میں ہوا تھا۔ مثنوی آئینہ کثرت میں شاہ تراب نے اپنی زندگی اور اپنے دادا کے نقش قدم پر چل کر زندگی کو کامیاب بنانے کی ہدایت کی ہے۔ انجمن ترقی اردو علی گڑھ کے کتب خانے میں آئینہ کثرت کا ایک نسخہ موجود ہے۔ کتب خانے کے مخطوطات کی جو وضاحتی فہرست سہ ماہی اردوئے ادب میں شائع ہوئی ہے اس میں شاہ تراب کا تخلص حسینی لکھا ہوا ہے جو درست نہیں ہے۔ شاہ تراب کا تخلص حسینی نہیں تھا۔ یہ غلط فہمی اس لئے بھی ہوئی ہے کہ شاہ تراب نے اپنی مثنوی میں جگہ جگہ اپنے پیر و مرشد حسینی کا ذکر کیا ہے اور اسے اس طرح لکھے ہیں کہ یہ غلط فہمی پیدا ہو سکتی ہے کہ یہ شعر کسی حسینی تخلص والے شاعر کی ادبی کاوش ہے۔ مثال کے طور پر [illegible] شاہ تراب کا یہ شعر ملاحظہ کیجئے:

حسینی [illegible]

حضور [illegible]

اس شعر میں حسینی سے یہ غلط فہمی پیدا ہو سکتی ہے کہ شاید یہ حسینی [illegible] میں مرشد کی [illegible]

[illegible]

سالانہ (۱۹۶۰) [illegible]

چوبیس (۱۲۴) [illegible]

گئی ہیں اس مخطوطے [illegible]

ہوتا ہے اور [illegible]

[illegible]

کے مسائل کی [illegible]

ہے کہ شاہ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

کر چکے ہیں [illegible]

اس مثنوی کی [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

"حجت الاسلام" کا جو نسخہ کتب خانے سالار جنگ میں دستیاب ہوتا ہے اس پر مصنف کا نام شاہ عبدالغنی تحریر کیا ہوا ملتا ہے - اس میں پچیس (۲۵) صفحات ہیں اور ہر صفحے پر پندرہ سطریں لکھی گئیں ہیں - اس رسالہ میں سوال و جواب کے طور پر فقہ اور اصول دین سے متعلق بعض عام فہم باتیں بیان کی گئی ہیں - سوال اور جواب کے الفاظ سرخی میں تحریر کئے گئے ہیں - "حجت الاسلام" میں سوالات کی کل تعداد پچاس (۵۰) تک پہنچتی ہے - ابتداء میں چھوٹے چھوٹے جوابات اور بعد میں تفصیلی اور طویل جوابات ملتے ہیں - اس کا سائز ۸ × ۴ $\frac{1}{2}$ ہے -

اس رسالے کے مصنف شاہ تراب ہی ہیں اس کا ہمیں کوئی ثبوت نہیں ملتا - چونکہ کتب خانۂ انجمن ترقی اُردو کے نسخے پر مصنف کا نام شاہ تراب لکھا گیا ہے محض اس بناء پر یہ قیاس کرنا کہ یہ شاہ تراب ہی کی تصنیف ہے صحیح نہیں معلوم ہوتا - کتب خانے سالارجنگ کے نسخے پر تو نام بھی بدلا ہوا ملتا ہے - اور دوسرے ہی مصنف کا نام تحریر کیا گیا ہے - اس رسالے میں کوئی ایسی بات نہیں ملتی جس سے ہم یہ ثابت کرسکیں کہ "حجت الاسلام" شاہ تراب ہی کی تصنیف ہے - اس نام کی اور بہت سی شخصیتیں گذری ہیں - (پچھلے صفحات میں اس کا ذکر آچکا ہے) - ان تمام حالات کو پیش نظر رکھتے ہوئے قطعیت کے ساتھ یہ بتانا کہ یہ تصنیف شاہ تراب گنج الاسرار ہی کی ہے ، بہت مشکل ہے - یہی حال "مجموعہ کلام شاہ تراب" کا بھی ہے - اس کے بارے میں بھی ہم یقین کے ساتھ نہیں کہہ سکتے کہ یہ شاہ تراب ہی کی ادبی تخلیق ہے -

Marfat.com

[illegible] سمجھاون کے مختلف نسخے | « من سمجھاون » کے پانچ نسخے حیدر آباد میں موجود [illegible] ایک کتب خانہ سالار جنگ میں دوسرا اور تیسرا [illegible] اور چوتھا اور پانچواں نسخہ ادارہ ادبیات اردو میں [illegible] انجمن بمبئی کے کتب خانہ میں بھی « من سمجھاون » کا ایک نسخہ [illegible] اس سے بھی استفادہ کیا گیا ہے ۔ ہر مخطوطے میں [illegible] مختلف ہے ۔ بعض نسخوں میں [illegible] موجود ہیں [illegible] موجود نہیں ہیں اسی طرح بعض اشعار کے الفاظ [illegible] سے بھی اختلاف پایا جاتا ہے ۔

(الف) | « من سمجھاون » کا جو نسخہ کتب [illegible] مخطوطہ ہے وہ ناقص الاول اور ناقص الآخر ہے ۔ اس میں [illegible] میں مخطوطے کے نام کا بھی ذکر [illegible] موجود نہیں [illegible] چار بند بھی غائب ہیں ۔ اس مخطوطے کا نام کتب خانہ [illegible] مخطوطات کی وضاحتی فہرست میں [illegible] غلط فہمی کی ایک وجہ یہ ہو گئی کہ کتب خانہ [illegible] نسخہ موجود ہے وہ اس بند سے شروع ہوا ہے جس میں [illegible] کی گئی ہے جو حسب ذیل ہے :

کشن جس کوں کہتے [illegible]
علی نام لینے [illegible] آرام ہوگا

مخطوطے [illegible] اس پہلے بند کو دیکھ کر وضاحتی فہرست [illegible] اس کا نام « علی نامہ » [illegible]

[illegible] نامہ ۔ تصوف و اخلاق ۔ ۱۳۸ [illegible]

نام درج نہیں ہے ۔ اس نسخہ میں صرف بہتر (۷۲) بند ہیں اور آخر کے بہت سے بند ندارد ہیں ۔ اس کے علاوہ بندوں کی ترتیب میں بھی اختلاف پایا جاتا ہے ۔ « علی نامہ » کے بعض اشعار میں الفاظ بھی بدلے ہوئے ہیں ۔ اس مخطوطے کے آخر میں کاتب کا نام اور سنہ کتابت درج نہیں ہے ۔

مخطوطہ (ب) | اسٹیٹ لائبریری کا نسخہ مذکور بالا نسخے سے کئی اعتبار سے بہتر ہے ۔ اس کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ ہندی فلسفے کی اصطلاحوں کے معنی اور مترادفات مخطوطے کے سرورق اور اندر کے اوراق کے حاشیہ پر لکھ دیئے گئے ہیں مگر تمام اصطلاحات کا ترجمہ اور تشریح موجود نہیں صرف چند اصطلاحوں کے فارسی اور عربی مترادف اصطلاحیں لکھ دی گئی ہیں ۔ پھر بھی ان سے « من سمجھاون » کے مطالعے میں تھوڑی بہت مدد مل جاتی ہے ۔ اس مخطوطے کی ابتداء میں بھی چونکہ تمہیدی نثر کا وہ حصہ موجود نہیں جس میں شاعر نے کتاب کے نام کی وضاحت کی ہے ۔ اس لئے اس نسخے پر من سمجھاون کے بجائے « دوازدہ بحر تراب شاہ یا بارہ بحر شاہ میاں تراب تصنیف تراب شاہ » لکھا ہوا ملتا ہے ۔ چونکہ « من سمجھاون » بارہ مختلف حصوں میں منقسم ہے غالباً اسی لئے اس کا نام کاتب نے « بارہ بحر » لکھ دیا ہے « قاموس الکتب » میں مولوی عبدالحق نے لکھا ہے کہ « بارہ بحر » نام کا ایک مخطوطہ حیدرآباد میں سردار الحکماء کے کتب خانے میں موجود ہے[1] ۔ لیکن « من سمجھاون » کا اصل نام « بارہ بحر » نہیں ہوسکتا اور یہاں

۱ ۔ قاموس الکتب ۔ مولوی عبدالحق ۔ ۵۵۲ ۔

Marfat.com

کسی شبہ کی گنجائش بھی نہیں کیونکہ خود شاعر نے نظم شروع کرنے سے پہلے اس کا نام "من سمجھاون" بتا دیا ہے -

اسٹیٹ لائبریری کے نسخے میں تمہیدی نثر کے بعد پہلا تمہیدی شعر بھی موجود نہیں کاتب نے "بحر اول" لکھ کر اصل نظم شروع کردی ہے - - اس مخطوطے میں آٹھ ایسے بند ہیں جو دوسرے نسخوں میں موجود نہیں ہیں - اس نسخے میں ایک سو چوبیس (۱۲٤) بند موجود ہیں اور "بحر دہم" کے بعد سے گرو اور چیلے کا سوال جواب شروع ہوتا ہے جو گیارھویں بحر کے ختم تک موجود ہے اس کے بعد کی بحر یعنی بارھویں بحر موجود نہیں ہے - یہ نسخہ بھی پہلے نسخے کی طرح ناقص الآخر ہے - اس نسخے کا سنہ کتابت ۱۲۸۵ ھ ہے اور کاتب سید محب حسین ہیں - اس میں سنہ تصنیف درج نہیں ہے -

اسٹیٹ لائبریری کے نسخہ کی ایک خوبی یہ بھی ہے کہ اس کا گیارھواں حصہ مکمل ہے - ورنہ دوسرے تینوں نسخوں میں گیارھویں حصہ کے تقریباً تمام اشعار ساقط ہیں -

مخطوطہ (ج) اسٹیٹ لائبریری میں "من سمجھاون" کا ایک [illegible] موجود ہے[1] - یہ نسخہ کئی [illegible] ناقص ہے - اس میں [illegible] شعر موجود [illegible] حصہ [illegible] حصوں کے [illegible]

[1] ملاحظہ [illegible]

... بھی کم ہے ۔ اس کے علاوہ بندوں کی ترکیب بھی ٹھیک نہیں ہے ... ان میں تسلسل اور ربط کو ملحوظ نہیں رکھا گیا ہے ۔ اس مخطوطے میں کہیں کاتب کا نام اور سنہ کتابت درج کیا ہوا نظر نہیں آتا ۔ مخطوطے کے ... ورق پر " کلام تراب " لکھا ہوا ملتا ہے اور اس مخطوطے کی ... سے ابتداء ہوتی ہے :—

صفت کر اول اُس کی جو رام ہیگا

... میں سمجھاؤں ہوں کہ حصہ اول کے تمام بندوں میں جن دو مصرعوں ... ہے وہ بھی اکثر جگہ موجود نہیں ہیں کہیں صرف ایک ... ہی ساقی بزم گلفام ہیگا " تحریر کیا ہوا ہے ۔ اسی طرح ... سے چوتھے اور باقی تمام حصوں کے مکرر لکھے جانے والے ... کاتب میں بھی اختلاف ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ کہیں ... مصرعہ تحریر کیا گیا ہے اور کہیں صرف دوسرا مصرعہ ... مصرعے غائب ہیں مثلاً " کلام تراب " کے پندرھویں ... مصرعے موجود نہیں ہیں اسی طرح چودھویں بند میں چھ مصرعوں ... بجائے صرف تین مصرعے تحریر کئے گئے ہیں ۔

" کلام تراب " کے کاتب نے اس نظم کو مختلف حصوں میں ... تحریر کیا ہے ۔ بعض صفحات کے حاشیے پر بھی چند مصرعے ... کئے ہیں ۔ کاغذ اور کتابت ٹھیک نہیں ہے ۔ مخطوطہ (الف) ... کی جیسی باقاعدہ تقسیم نظر آتی ہے وہ اس نسخہ میں ... اس نسخہ میں اکثر جگہ ایک حصے کے بند دوسرے حصے ... حصوں کے ساتھ غلط ملط کرکے لکھے گئے ہیں ۔

Marfat.com

بعض

الوہیت

ختم کر دی

Marfat.com

مخطوطہ (ہ) | ادارہ ادبیات اُردو میں « من سمھاون » کا ایک اور نسخہ موجود ہے ۔ اس مخطوطے کا ابتدائی حصہ بالکل مکمل ہے اور نثر کی عبارت بھی موجود ہے اور تمہیدی شعر بھی اس میں ایک سوتیئیس (۱۲۳) بند ہیں ۔ کاتب نے اس کا صحیح نام من سمجھاون تحریر کیا ہے ۔ اس نسخہ میں کوئی بند ایسا نہیں جو دوسرے نسخوں میں موجود نہ ہو البتہ بعض مصرعوں کی ترتیب میں فرق نظر آتا ہے اور بعض مصرعے بدلے ہوئے بھی ہیں ۔ اس نسخے کے کاتب کا نام نادر علی ہے اور سنہ کتابت ۱۱۷۵ ھ تحریر کیا گیا ہے ۔ یہ نسخہ بھی ناقص الآخر ہے ۔ اس کے علاوہ گیارہویں حصے کے چودہ بند بھی اس میں موجود نہیں ہیں ۔

مخطوطہ (و) | چونکہ حیدرآباد کے مختلف کتب خانوں کے یہ پانچوں نسخے ناقص الآخر تھے[1] اس لئے راقمۃ الحروف نے جامع مسجد بمبئی کے کتب خانے کے مخطوطے سے استفادہ کیا ہے جس کا آخری حصہ بالکل مکمل ہے ۔ اس مخطوطے کی ابتداء میں سرخ روشنائی سے لکھا ہوا ہے ۔ « این رسالہ تصنیف برہمن حسینی مسمی بہ من سمجھاون است » یہ نسخہ نستعلیق خط میں لکھا گیا ہے اور اس کا سائز ۶ × ″۸ ہے ۔ اس نسخے میں نہ صرف تمہیدی شعر اور تمہیدی نثر موجود ہے بلکہ درمیان کے بھی بہت سارے اشعار موجود ہیں اس مخطوطے پر کہیں سنہ تصنیف درج نہیں ہے ۔ یہ « دیوان علیم » ، « پنچھی باجا » اور « رموز الکاملین » کے ساتھ مجلد ہے ۔ کاتب کو شاہ تراب کے نام کے بارے میں غلط فہمی ہوئی ہے اور اس نے « من سمجھاون » کے صرف اس شعر

---

۱ ۔ اس کا ذکر پچھلے صفحات میں آچکا ہے ۔

Marfat.com

کو پڑھکر :—

حسینی برہمن اہے نام داری
کہا ہے یو رنگین سخن یادگاری

شاہ تراب کا نام حسینی برہمن بتا دیا ہے۔

گذشتہ صفحات میں "من سمجھاون" کے جن نسخوں کا ذکر کیا گیا ہے اُن کے مطالعے کے بعد ادارۂ ادبیاتِ اُردو کے مخطوطے "د" کو بنیاد بنا کر دوسرے مخطوطوں سے مقابلہ کرتے ہوئے "من سمجھاون" نقل کی گئی ہے۔ اس نسخے کو بنیاد بنانے کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ (۱) یہ مخطوطہ دوسرے مخطوطوں سے زیادہ مکمل معلوم ہوتا ہے۔ (۲) دوسرے اس میں بندوں کی تعداد بھی زیادہ ہے۔ (۳) تیسرے یہ کہ اس مخطوطے کو بڑی باقاعدگی کے ساتھ حصوں میں تقسیم کر کے تحریر کیا گیا ہے۔ دوسرے نسخوں کی ترتیب میں اتنی باقاعدگی اور سلیقہ نظر نہیں آتا۔ (٤) چوتھی وجہ اس مخطوطے کو بنیاد بنانے کی یہ ہے کہ یہ نسخہ دوسرے نسخوں کے مقابلہ میں قدیم بھی ہے۔

من سمجھاون بحیثیت نظم

"من سمجھاون" کی ہیئت اور اس کا روپ بھی [illegible] دلچسپ ہے۔ شاہ تراب نے "من سمجھاون" کی شاعری ہیئت کے انتخاب میں بڑی اُپج اور انفرادیت کا ثبوت دیا [illegible] کہ اس سے پہلے بھی کہا جا چکا ہے "من سمجھاون" [illegible] مشتمل ہے۔ ہر حصے میں بندوں کی تعداد مختلف [illegible] "من سمجھاون" دراصل بطور ترکیب بند لکھی گئی [illegible] بند میں چھ مصرعے ہیں۔

Marfat.com

[illegible] خصوصیت یہ ہے کہ [illegible] ایک
[illegible] حصے میں [illegible]
[illegible] مخالف [illegible]
[illegible] اُن کے [illegible]
[illegible]
[illegible] اور [illegible]
[illegible]
[illegible] ہے ۔ [illegible]
[illegible] طرز اظہار [illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible] ہیں کہ [illegible]
[illegible] نظم کے [illegible]
[illegible]

[illegible] جواب [illegible]
[illegible] میں [illegible]
[illegible] لیا [illegible]
[illegible] سر بلندی [illegible]

اس عبارت کے بارے میں [illegible] کی کتاب [illegible] کی فہرست
[illegible] غالباً [illegible]

Marfat.com

سے مغالطہ ہوا ہے کہ یہ نثر نہیں نظم ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ جامع مسجد بمبئی کے کتب خانے میں «من سمجھاون» کا جو نسخہ ہے اس میں یہ نثری حصہ بطور عبارت نہیں لکھا گیا ہے بلکہ جس طرح شعر کے دو مصرعے درمیان میں تھوڑی سی جگہ چھوڑ کر لکھے جاتے ہیں اسی طرح کاتب نے مقفّٰی جملے لکھ دیئے ہیں جس کی وجہ سے بادی النظر میں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ نثر نہیں نظم ہے۔

پہلا بند شروع کرنے سے پہلے شاہ تراب نے تمہید کا ایک شعر بھی دیا ہے جس میں وہ یہ کہتے ہیں کہ زبان خواہ کوئی ہو ہمیں معنی سے سروکار رکھنا چاہئے: —

زباں کوئی ہوئی تو کیا معنی سوں ہے کام
تراب نے بول کر [illegible] وصف دلارام

یہ ایک شعر علحدہ بحر میں ہے اور اس کے بعد سے دوسری بحر میں «من سمجھاون» شروع ہوتی ہے۔ اس نظم کے تمام حصے ایک ہی بحر میں لکھے گئے ہیں۔ «من سمجھاون» کا نام بعض نسخوں میں «سہ رنگ بحر» بھی لکھا گیا ہے (اس کا ذکر پچھلے صفحات میں آچکا ہے) لیکن یہ نام بحر کے اختلاف کی وجہ سے نہیں بلکہ اس نظم کے تین مختلف حصوں میں منقسم ہونے کی وجہ سے رکھا گیا ہے۔ «من سمجھاون» کی ایک اور خصوصیت یہ ہے کہ ہر حصہ کے تمام بندوں کا آخری مصرعہ مشترک ہے۔ چنانچہ پہلے حصے کے تمام بندوں کا چھٹا مصرعہ یہ ہے: —

وہی ساقی بزم [illegible] کا قائم ہے گا

اسی طرح دوسرے حصے میں «[illegible]» اور تیسرے حصے میں «[illegible]» والے مصرعے کا التزام رکھا گیا ہے۔

Marfat.com

من سمجھاون کی بحر | شاہ تراب نے «من سمجھاون». سنت رام داس کی مقبول عام تخلیق «شری مناچے شلوک» کے «جواب» میں لکھی ہے۔ اُنہوں نے اس کتاب کا نام نہیں بتایا مگر «من سمجھاون» کے مطالب، اس کی بحر اور پھر نام کو دیکھنے سے اور «شری مناچے شلوک» کا مطالعہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ «من سمجھاون» رام داس کی «مناچے شلوک» ہی سے متاثر ہوکر لکھی گئی ہے۔ اگرچہ کہ شاہ تراب نے رام داس کی مشہور کتاب اور ان کے شاہکار «داسا بودھ» سے بھی بعض مطالب اخذ کئے ہیں اور ایسا محسوس ہوتا ہے کہ وہ اس سے بھی متاثر ہوئے ہیں لیکن «من سمجھاون» میں «داسا بودھ» سے زیادہ «شری مناچے شلوک» کا اثر نظر آتا ہے۔ شاہ تراب اس نظم سے اتنے متاثر ہوئے ہیں کہ اُنہوں نے بحر بھی وہی استعمال کی ہے جو رام داس کی «شری مناچے شلوک» کی بحر سے مشابہت رکھتی ہے۔ رام داس نے «شری مناچے شلوک» میں جو بحر استعمال کی ہے وہ بھوجنگ پرایات (भुजंग प्रयात) ہے اور اس بحر کے ارکان سے موتی ہم آہنگی رکھنے والی بحر متقارب شاہ تراب نے «من سمجھاون» کے لئے منتخب کی ہے۔ بھوجنگ پریات کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں چار (य) ہوتے ہیں یعنی چار رسو (लघु) اور آٹھ دیرگھ (दीर्घ) ہوتے ہیں۔ «مناچے شلوک» اور «من سمجھاون» کے حسب ذیل مصرعوں سے معلوم ہوتا ہے کہ بحر متقارب اور بھوجنگ پریات میں کتنی مشابہت ہے۔

«من سمجھاون» : —

سدا رام کے نام سوں کام ہیگا

य य य य

U - -   U - -   U - -   U - -

सदा राम के नाम सों काम हेगा

Marfat.com

مناچے شلوک : —

نو ہے کشی کدا رام داسا بھو ما نی

ग　　ग　　ग　　ग

U - -　　U - -　　U - -　　U - -

तुकेशी　कदा　राम　दासा　भीमानी

« شری مناچے شلوک » کی بحر بھوجنگا پرایات بحر متقارب سے خاصی مشابہت رکھتی ہے متقارب کے ارکان ۔ فعولن فعولن فعولن ۔ فعول ہیں ۔

من سمجھاون اور مناچے شلوک کی ہئیت کا اختلاف

« من سمجھاون » اور « مناچے شلوک » کی بحر مشابہ ہونے کے باوجود ان کی ہئیت میں کافی فرق نظر آتا ہے ۔ « مناچے شلوک » مختلف حصوں میں منقسم نہیں ہے ۔ اس میں دوسو پانچ (۲۰۵) بند (Stanza) ہیں اور ہر بند میں چار مصرعے گویا کل نظم میں آٹھ سو بیس (۸۲۰) مصرعے ہیں ۔ دونوں نظموں کی ہئیت میں ایک اور فرق یہ ہے کہ « مناچے شلوک » کے ہر بند میں چار مصرعے ہیں اور « من سمجھاون » میں ہر بند چھ مصرعوں پر مشتمل ہے اور یہ ایک ترکیب بند ہے ۔ « من سمجھاون » کی طرح « مناچے شلوک » میں بھی بعض خاص مصرعوں کی تکرار ہوئی ہے ۔ « من سمجھاون » میں پانچویں اور چھٹے مصرعے کی تکرار کا التزام رکھا گیا ہے اور « مناچے شلوک » میں چوتھا مصرعہ دہرایا گیا ہے ۔ « مناچے شلوک » میں پہلا ۔ دوسرا ، تیسرا اور چوتھا مصرعہ ہم قافیہ ہوتا ہے ۔ « من سمجھاون » میں پہلے چار مصرعے ہم قافیہ ہوتے ہیں اور آخری مصرعوں [illegible] قافیہ بدلا ہوا ہوتا ہے ۔

شری مناچے شلوک

« شری مناچے شلوک » [illegible] لیکن ان کے مشہور کارنامے « [illegible] » [illegible] تصنیف ہے ۔ اس کی سب سے [illegible]

Marfat.com

عام فہم انداز اور سلیس زبان میں اخلاقی ، سماجی اور فلسفیانہ نکات کو سمجھانے کی کوشش کی ہے - «داس بودھا» کا اسلوب اور طرز اظہار ایسا ہے کہ صرف پڑھا لکھا طبقہ اور علمی استطاعت رکھنے والے لوگ ہی اس سے محظوظ ہو سکتے ہیں اس کے برخلاف «مناچے شلوک» میں سادہ پیمانے پر اعلیٰ قدروں کو پیش کیا گیا ہے - رام داس کی یہ کتاب اتنی مقبول ہے کہ ہر طبقے اور ہر عمر کے شخص کو اس کے اشعار یاد ہیں - یہ کہنا مبالغہ نہیں کہ «مناچے شلوک» مہاراشٹرا کے خطے کی مقبول ترین کتاب ہے - «داس بودھا» لوگوں کے دماغوں پر اثر کرتی ہے تو «مناچے شلوک» نے لوگوں کے دلوں میں گھر کر لیا ہے - «مناچے شلوک» کو مسٹر ایس ایس دیو ، رام داس کا شاہکار قرار دیتے ہیں کیونکہ یہ رام کی دوسری تخلیقات سے زیادہ مقبول خاص و عام کتاب ہے «مناچے شلوک» کے اکثر شعر مہاراشٹرا کے بچوں کو بھی یاد ہوتے ہیں -

«شری مناچے شلوک» کے متعلق «مسٹی سیزم ان مہاراشٹرا» کے مصنف راناڈے کا خیال ہے کہ یہ کتاب نہ صرف اخلاقی اور روحانی اقدار کے اعتبار سے اہم ہے بلکہ اس میں رام داس نے دنیاوی زندگی کے ایسے مختلف اور متنوع تجربات بھی بیان کئے ہیں جو انسانی نفسیات اور انسانی ذہن کی مختلف کیفیتوں اور مختلف محرکات کی حقیقی نمائندگی کرتے ہیں -

رام داس نے اپنی تعلیمات کی اشاعت کے لئے مختلف چھوٹی بڑی کتابیں لکھی تھیں «منابھوا گیساوی» اور «کرونا شٹیک» کی طرح «مناچے شلوک» کا مقصد بھی عوام کے اخلاق کی اصلاح اور روحانیت

Marfat.com

کا پرچار تھا۔ رام داس کی تصانیف کے پس منظر میں ان کا یہ جذبہ بھی کارفرما تھا کہ مہاراشٹرا کے عوام کو متحد کر کے ان میں صحت مند سماجی اور سیاسی تصورات کو عام کریں۔ عظیم تر مہاراشٹر کے اس تصور کو رام داس مذہب پرستی اور روحانیت کے ذریعہ تقویت پہنچانا چاہتے تھے۔ ان کے پیش نظر برہمنوں کی معاشی تباہ حالی، ان کا ذہنی انحطاط اور سماجی تنزل تھا۔ « مناچے شلوک » میں رام داس جگہ جگہ ہندوں کو مذہب کے صحیح راستے پر چلنے اور دل میں انسانیت کا درد پیدا کرنے کی ہدایت کرتے ہیں۔

« مناچے شلوک » کی ابتداء میں رام داس گنیش کی حمد و ثنا کرتے ہیں جیسا کہ اکثر مرہٹی شعرا کا طریقہ ہے۔ حمد و ثنا کے بندوں کو ختم کر کے رام داس اصل مقصد کی طرف رجوع ہوتے ہیں۔ « مناچے شلوک » میں سب سے پہلی بات جس پر رام داس نے زور دیا ہے وہ یہ کہ انسان جب تک برے جذبات کو اپنے دل سے نکال نہ دے رام کو اپنے من میں بسا نہیں سکتا۔ کیونکہ رام اس من میں بسیرا نہیں کرتا جو گناہ حرص اور بدی کے خیالات سے معمور ہو۔ رام داس نے انسانی خواہشات کو ختم کرنے اور بلند روحانی قدروں کو اپنانے کی تعلیم دی ہے۔ اور جھوٹ، غصہ، غرور اور بے حیائی سے بچنے کی تلقین کرتے ہیں۔ رام داس کہتے ہیں کہ عبادت اور بھگتی کے سوا انسان کی نجات کا کوئی دوسرا راستہ نہیں ہے۔ دنیوی خواہش [illegible] انہوں نے ایک ایسے جال سے تشبیہ دی ہے جس میں [illegible] دشوار ہوجاتا ہے۔

Marfat.com

« مناچے شلوک »کے بعض بندوں میں رام داسؒ نے رام کے بڑے حسین مرقعے پیش کئے ہیں ۔ رام داس کہتے ہیں کہ وہ رام جس نے امبر رشی ، گجیندر ، دھرو ، دسا اوتار اور اجا میٹر کے ذریعہ سے دنیا کو پاپ سے پاک کرنے کی کوشش کی ہے اپنے اُس داس کو درس دیتا ہے جو عقل کے ذریعے نہیں بلکہ عشق اور وجدان کے سہارے اس کو سمجھانا چاہتا ہے ۔ صرف بحث و مباحثے کے سہارے ہم اُس بلندی تک نہیں پہنچ سکتے جہاں عرفان اور نروان حاصل ہوتا ہے ۔ رام داس نے ظاہرداری سے دور رہنے اور نیک عمل کرنے کی ہر جگہ تعلیم دی ہے ۔

« مناچے شلوک » میں رام داس نے اکثر بندوں کے چوتھے مصرعے کی تکرار کی ہے « من سمجھاون » میں بھی شاہ تراب ہر بند کے پانچویں اور چھٹے مصرعے کی تکرار کرتے ہیں ۔ دونوں شاعروں کے یہاں بند کے آخری حصے کی تکرار کا مقصد ایک خاص خیال کو ذہن نشین کروانا اور ایک مخصوص تصور کی اہمیت محسوس کروانا ہے ۔ « مناچے شلوک » کے ابتدائی بندوں میں اس طرح کی تکرار نہیں ملتی ۔ ستائیسویں (۲۷) بند سے اس کی ابتداء ہوتی ہے اور مصرعے یہ ہے :--

« نوہے کشی کد رام دسا بھی مانی » (یعنی رام اپنے داس کو کبھی نظرانداز نہیں کرتا) اس مصرعے کی تکرار اڑتیسویں (۳۸) بند تک ہوتی ہے اور پھر اڑتیسویں (۳۸) بند سے لیکر بیالیسویں بند تک ایک اور مصرعہ یعنی « مناسجنتا راگھوین وستی کیجے » ہے

Marfat.com

سینتالیس (۴۷) سے لیکر چھپن (۵۶) بند تک جس مصرعے کو دہرایا گیا ہے وہ "جگی دھنیا تو داس سرو تماسہ" ہے۔ (آدرشک داس میں یہ خوبیاں ہوتی ہیں) لیکن ستاون (۵۷) بند سے اس طرح کی تکرار ختم ہوجاتی ہے اور نو بندوں میں کسی خاص مصرعے کا التزام نہیں رکھا گیا ہے۔ لیکن شاہ تراب کی من سمجھاون کا کوئی بند تکرار سے خالی نہیں ہے۔ سڑسٹھویں (۶۷) بند سے "پر بھاتیں مئی رام جنتا زاوا" (صبح خدا کی پرستش کرنی چاہئے) شروع ہوتا ہے۔ اس مصرعے کو رام داس نے چھہترویں (۷۶) بند تک باقی رکھا ہے۔ پھر ستیہترویں (۷۷) بند سے لیکر ایک سو پندرہویں (۱۱۵) بند تک مصرعوں کی تکرار نہیں ہے۔ ایک سو سولہا (۱۱۶) سے یہ مصرعہ "وہ ہے کشی کدا دیو بھگتا بھی مانی" (رام اپنے سچے بھگت کو نظر انداز نہیں کرتا) کی ابتداء ہوتی ہے۔ یہ مصرعہ ایک سو پچیس (۱۲۶) تک دھرایا گیا ہے پھر ایک سو چھبیس (۱۲۶) سے تکرار ختم ہوگئی ہے۔ اسی طرح ایک سو چھیالس (۱۴۶) سے لیکر ایک سو پچاس (۱۵۰) تک "منا سنت انت شو دھوی پاہیں" کی تکرار ہے اسی طرح ایک سو ترسٹھ سے ایک سو سیستھ تک اور پھر ایک سو چھیاسی (۱۸۶) سے لیکر ایک سو نوے (۱۹۰) تک تکرار باقی رکھی گئی ہے۔ آخری پندرہ بندوں میں کسی مصرعے کی تکرار نہیں۔

"مناچے شلوک" کو ختم کرتے ہوئے رام داس لکھتے ہیں کہ جو دو سو پانچ مصرعے جو لوگ پڑہیں گے ان کو گیان مل جائے گا اور ان کے تمام گناہ معاف ہو جائیں گے۔ جاہل بھی "مناچے شلوک" کو پڑھ کر ویراگ کے بھید کو جان لے گا"۔

Marfat.com

« شری مناچے شلوک » کی زبان بہت سادہ اور سلیس ہے کیونکہ رام داس نے یہ کتاب عوام کی اصلاح کے لئے لکھی تھی اور اپنی اس نظم میں وہ عام آدمی ہی سے مخاطب ہیں ۔ رام داس نے « مناچے شلوک » میں زبان کی کے لطف ۔ خیال کی بے تکان پرواز اور الفاظ کی شعبدہ بازی سے زیادہ خیال کی صداقت ۔ اسلوب کی سادگی اور نظم کی اثر انگیزی اور افادیت پر زور دیا ہے ۔ اس لئے « شری مناچے شلوک » میں ہمیں بہت اعلی شعری خوبیاں نہیں ملتیں بلکہ خلوص کی گرمی ۔ اسلوب کی خستگی و گداختگی اور بیان کی اثر انگیزی کا احساس ہوتا ہے ۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ « شری مناچے شلوک » شاعرانہ اعتبار سے کسی خاص خوبی کی حامل نہیں ہے ۔ « مناچے شلوک » میں اتنی مقصدیت اور افادیت کے باوجود بڑا رس اور شگفتگی ہے ۔ « مناچے شلوک » کی سب سے بڑی خوبی اس کے اسلوب اور زبان کی سلاست ، بے ساختگی اور روانی ہے ۔ مندرجہ ذیل بند سے اس کا اندازہ ہوسکتا ہے کہ نظم کتنی سبک رو ، شگفتہ اور رواں ہے اور اس میں کیسی دبی دبی سی موسیقیت پنہاں ہے :—

دناسا دیالو مناسا مناڑو
سنیہارو کوربالو جنی داس پاڑو
تیا انتری کرود سنتپا کیسا
جگی دھینا تو داس پرو تماسا

« مناچے شلوک » میں کہیں کہیں رام داس نے النکار کو بھی برتا ہے لیکن شعر کی خوبصورتی کو بڑھانے یا صوری قدروں کی خاطر نہیں بلکہ یہ النکار اور دُرشٹانت (दृष्टान्त) مصرعے کی معنویت کو بڑھانے

Marfat.com

اور خیال کو کم سے کم لفظوں میں پیش کرنے کے لئے استعمال ہوتے ہیں ۔ «مناچے شکوک» میں جو صنائع لفظی یا صوتی حسن کے عناصر ہیں اُن کی خصوصیت یہ ہے کہ اُن میں کسی قسم کی آورد یا تصنع کا احساس نہیں پایا جاتا بلکہ یہ محسوس ہوتا ہے کہ یہ جذبات کے از خود جھکاو اور بے ساختہ انداز بیان کے ثمرات ہیں ۔ مثال کے طور پر «مناچے شکوک» کا ایک بند ملاحظہ کیجئے جس میں تکرار (Allit ation) کے باوجود کسی قسم کی صنعت کاری کا احساس نہیں ہوتا :—

منا وا سنا وا سوُ دبوبن و سیند ے
منا کا منا کا موُ رنگین نسو ند ے
منا کاپنا داؤ گی تے ہے کیجئے
منا سنجنا سجنیں و ستی کیجئے

شری کلیان سوامی «شری رام داس چی کویتا» میں رام داس کی شاعری کی خصوصیات سے بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ «مناچے شکوک» میں غضب کی روانی ، ابال ، بیساختگی اور جوش و خروش ہے[1] اسی طرح «بھارت چاسنکرتک اتیہاس» کے مصنف نے لکھا ہے کہ «رام داس کے اشعار میں اتنا جوش اور ولولہ ہوتا تھا کہ مرہٹوں کے فوجی دستے حملہ کرتے وقت ان کے اشعار کو بطور رجز پڑھا کرتے تھے[2]» «شری مناچے شکوک» میں اس لئے بھی اثرانگیزی اور جوش و خروش زیادہ محسوس ہوتا ہے کہ رام داس نے بھوجنگا پریات بحر کا انتخاب کیا ہے جو [illegible] اور ولولہ انگیزی سے معمور ہوتی ہے ۔

---

۱ ۔ رام داس چی کویتا / شری کلیان سوامی ۔ حصہ اول ۔ صفحہ ۲۲۶

۲ ۔ بھارت چا سنکرتک اتیہاس / اردو انمکر صفحہ ۱۱۱ ۔

Marfat.com

« مناچے شکوک » اپنے بے پناہ اثر ۔ والہانگیزی ، سادگی ، بیسا ختگی اور نرم ترنم کی وجہ سے ایک ایسی نظم بن گئی ہے جو سب کے دلوں کو موہ لیتی ہے ۔

من سمجھاون

مناچے شکوک اور' جیسا کہ اس سے پہلے بھی کہا جاچکا ہے شاہ تراب نے « من سمجھاون » رام داس کی « مناچے شکوک » سے متاثر ہو کر لکھی ہے اور « مناچے شکوک » ہی کی مناسبت سے اُنھوں نے اپنی نظم کا نام « من سمجھاون » رکھا ہے ۔ بحر کے علاوہ ان دونوں نظموں میں بہت سے تصورات ۔ مطالب اور احلاقی نکات مشترک ہیں ۔ « من سمجھاون » اور « مناچے شکوک » دونوں میں مادی زندگی کی ناپائیداری ، بے ثباتی اور کھوکھلے پن کا بیان ملتا ہے اور اعلیٰ انسانی صفات کو اپنانے اور کردار کی پرُعظمت بلندیوں تک پہنچنے کی تلقین کی گئی ہے ۔ رام داس نہ صرف ایک فلسفی اور شاعر تھے بلکہ اخلاقی اور سماجی مصلح بھی تھے ۔ رام داس نے «مناچے شکوک» میں اس بات پر خاص طور پر زور دیا ہے کہ شڈری پو (षड्रिपु) یعنی کام ۔ کرود ۔ اولبھ ، موہ ۔ مدھ ۔ اور متسر (شہوت ، غصہ حرص ۔ مادی عشق ۔ غرور اور حسد) انسان کی سیرت کو گھن لگا دیتے ہیں اس لئے سب سے پہلے انسان کو ان کمزوریوں کو دور کرنے کی کوشش کرنی چاہئے ۔ ان خیالات کو رام داس نے «مناچے شکوک» میں بار بار پیش کیا ہے چنانچہ ایک جگہ لکھتے ہیں :—

نکو رے منا کرود ہا کھید کاری
نکو رے منا کام نانا وکاری
نکو رے منا سرود انگی کارو
نکو رے منا متسر دنبھ بھارو

Marfat.com

اسی طرح شاہ تراب نے بھی ‹‹ من سمجھاون ›› میں کئی جگہ شذری ہو کی مذمت کی ہے اور انسان کو اُن کے دھوکے میں نہ آنے کی تلقین کرتے ہیں ۔ مندرجہ ذیل بند ملاحظہ ہو جس میں شاہ تراب نے نہ صرف رام داس کے خیال سے استفادہ کیا ہے بلکہ اسلوب میں بھی مذکر بالا بند کا پرتو جھلکتا ہے :—

ہوا غصہ کا سنگات کر مت
کرودکام اور لوب کا پاپ کر مت
ارے من توں مایا کا سورات کر مت
حسودان کی تو بات ہو گھات کر مت

رام داس نے ‹‹ شری مناچے شکوک ›› میں سچے بھگت کی یہ پہچان بتائی ہے کہ اُس میں « می پن » کا شائبہ بھی نہیں ہوتا ۔ رام داس کہتے ہیں کہ جس طرح ایک لبریز جام میں اس کی گنجائش نہیں ہوتی کہ اُس میں کوئی دوسرا شربت بھرا جا سکے ۔ اسی طرح انسان کا دل بھی اگر « می پن » اور اپنی محبت سے بھرا ہوا ہو تو پھر خدا کی محبت اس میں کسی طرح سما نہیں سکتی ۔ رام داس کہتے ہیں کہ « بھگوان تو ایک ہمہ گیر اور لازوال قوت ہے » ۔ وہ حادث نہیں نہ « ٹوٹتا » ہے نہ « پھوٹتا » ہے اور ہر جگہ موجود ہے لیکن جب تک انسان اپنے آپ کو بھلا نہ دے اُس وقت تک وہ بھگوان کو پا نہیں سکتا :—

بھئے نا تٹے نا ۔ چڑے نا پڑے نا
سدا سن چلاین می پنڈے توں کڑے نا
تیا ایک رو پا سی دہ جیں نہ سبیں
منا سنت آنت شہ دھو بی پا ہیں

Marfat.com

رام داس نے "می پن" کو دور کرنے پر اتنا زور دیا ہے کہ ایک سو ترسٹھویں (۱٦۳) بند سے لیکر ایک سو سیسٹھویں (۱٦۷) بند تک اُنہوں نے اِن ہی مطالب کی وضاحت کی ہے۔

شاہ تراب "من سمجھاون" کے ایک بند میں اسی طرح خدا کی صفات بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ جب تک انسان اپنی خودی کو مٹا نہ دے اُس وقت تک وہ اپنے مطلوب کو پا نہیں سکتا :—

اگرچہ سریجن کو بیحون کلاتے
صفت سوں ہماری صفت اُس کی پاتے
تب ہی عبد و معبود دونوں سہاتے
بسر راہ دلدار کی مدھ گنواتے
سنو مٹے پنا ہور باندھو کمر کوں
اُٹھو جی اُٹھو اب چلو جائیں گھر کوں

ایک جگہ شاہ تراب "مئے پن" کو "کفر" سے موسوم کرتے ہوئے کہتے ہیں :—

اتا سٹ کے سب مئے پن کے کفر کوں
اُٹھو جی اُٹھو اب چلو جائیں گھر کوں

رام داس کی طرح شاہ تراب نے بھی اُس خیال کو بہت اہمیت دی ہے اور اس کی کئی بندوں میں وضاحت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ "مے پن" کے بجائے سلوک کی منزلوں میں "یک پن" کی ضرورت ہے :—

جہاں اک بناواں تو ہم تم نہیں ہے
دوی کا تو ہرگز تکلم نہیں ہے

Marfat.com

اور شاہ تراب اس ساری تفصیل کا اجمال یہ کہکر پیش کرتے ہیں :—

نہ تجہ من کوں منی پن کے جھگڑے میں بہاویں

رام داس اور شاہ تراب دوی کو اپنے مطلوب کے راستے کی رکاوٹ بتاتے ہیں شاہ تراب اپنے محبوب میں جذب ہوجانے اور رام داس (निवृत्त) ہو جانے کی ہدایت کرتے ہیں -

رام داس " مناچے شکوک " کے ا کا ونویں بند میں کہتے ہیں کہ اگر انسان دنیا میں بہت سی دولت جمع بھی کرلے تو وہ اُس کو یہیں چھوڑ جائے گا اُس کے مرنے کے بعد کچھ دن اس کے اقربا اُسے یاد کرکے روئیں گے پھر وہ بھی اُس کو بھول جائیں گے ، صرف لوگوں کی زبانوں پر اُس کے اعمال اور اس کی سیرت کا ذکر باقی رہ جائے گا - اسی طرح شاہ تراب " من سمجھاون " میں کہتے ہیں :—

جتے لگ تو جورو بچے پیار کرتے
موئے پر بھی مردہ ککر جیو میں روتے
تجے گاڑ ماٹی میں سارے بسرتے
تیرے پیچھے ہرگز نہیں کوئی مرتے

یہ ایسا ہے پر پنچ جھوٹا زمانہ
ارے من نکو رے نکو بہ دیوانہ

" مناچے شکوک " میں رام داس کہتے ہیں کہ یہ دنیا ہمیشہ رہنے والی نہیں ہے لیکن انسان اتنا بیوقوف کہ تھوڑے سے دھن مال پر

Marfat.com

اکڑنے لگتا ہے ۔ جن لوگوں کے پاس اُس سے زیادہ دولت ہے اُن سے حسد کرتا اور جن لوگوں کے پاس اُس سے کم دولت ہے اُن سے غرور اور نخوت کے ساتھ پیش آتا ہے ۔ رام داس کہتے ہیں کہ دنیوی لذتیں، مادی آرام و آسائش ۔ احساس اور نظر کے دھوکے ہیں اس لئے دولت جمع کرنا سب سے بڑی نادانی ہے ۔ شاہ تراب نے ان ہی خیالات کو " من سجھاون " میں اکثر جگہ پیش کیا ہے ۔ شاہ تراب " من سمجھاون " میں کہتے ہیں کہ یہ " مایا " ناپائیدار اور یہ " سنسار " جھوٹا ہے ، مادی رنگینیاں فریب نگاہ ہیں اس لئے دنیوی عظمت اور مادی آسائشوں کو اہمیت دینا نادانی ہے :—

ارے من بڑے پن پو کی بھولتا رے
آپس کو اپی دیکھ کی بھولتا رے
سکھا رے دلا رے میں کی جھولتا رے
چپ چڑ کو ہود ہاتی کی مولتا رے
ارے من تو دھن مال پر نا اکڑ نا
ہے آخر تجے کل کوں ماٹی میں گڑنا

ایک اور جگہ شاہ تراب نے بڑے موثر انداز میں دنیا کی ناپائیداری کا ذکر کرتے ہوئے غرور نہ کرنے اور مادی دولت اور حسن کو دائمی نہ سمجھنے کی اس طرح تلقین کی ہے :—

ارے من تیری دیکھ کر نوجوانی
نکو چل عبث کر کو چھاتی اُوتانی
چیرا سر اُوپر باند کو زعفرانی
بنا کر آپس شکل دائم سو فانی
ارے من تو دھن مال پر نہ اکڑ نا
ہے آخر تجے کل کوں ماٹی میں گڑ نا

Marfat.com

رام داس نے مناچے شکوک میں دنیا کی بے ثباتی اور ناپائیداری کا بار بار ذکر کیا ہے چھیالیسویں (۴۶) بند سے چھپنویں (۵۶) بند تک رام داس نے آردشک بھگت کے خصوصیات بتائی ہیں - وہ کہتے ہیں کہ جس شخص کو دنیا کے آرام اور اُس کی ظاہری طمطراق اور اُس کی نمائشی چمک دمک سے محبت نہیں ہوتی وہی روحانی لذتوں کے سرچشمے تک پہنچ سکتا ہے - سچے داس کو نہ اپنے جسم کی فکر ہوتی ہے نہ اپنے آرام کا خیال ہوتا ہے - وہ تو یہ سمجھتا ہے کہ یہ فانی جسم ایک دن فنا ہوکر ہی رہے گا خواہ ہم اس کا کتنا ھی سنگھار کریں اور اس کی کتنی ہی حفاظت کریں - اسی طرح شاہ تراب نے بھی اکثر جگہ «من سمجھاون» میں یہ سمجھانے کی کوشش کی ہے کہ انسان کو خدا نے مٹی سے خلق کیا ہے لیکن اس مٹی پر انسان گھمنڈ کرتا ہے - اپنے تن کو خوبصورت پوشاکوں سے سنوارتا ہے اور عطر میں بساتا ہے - لذیذ اور طاقتور غذاؤں سے اپنے تن کی پرورش کرتا ہے لیکن اس حقیقت کو بھول جاتا ہے کہ یہ مٹی ایک دن مٹی میں مل کر رہ جائیگی :—

یہ ماٹی کے تن کوں توں سنگار تا کی
نکل جانے گا تن سوں جس وقت تا جی
اُسے چپ کہلاتا ہے توں دود ہور گھی
رہے گی تو آخر کوں ماٹی کی ماٹی

ایک اور شاہ تراب کہتے ہیں :—

ارے من توں اس تن کو کی پیار کرتا
زمیں کے بچھانے سوں کی عار کرتا
ارے من توں کی عشق دادار کرتا
زری کسوتاں پہن سنگار کرتا
ارے من توں دھن مال پر ناز کرتا
ہے آخر تجھے کل کوں ماٹی میں گرتا

Marfat.com

اس سلسلے میں ایک اور بات قابل غور یہ ہے کہ جس طرح رام داس نے « جگی دھنیا تو داس سرا تماسہ » کی تکرار کے ساتھ « سراُتم داس » کی صفات کا ذکر کیا ہے اسی طرح شاہ تراب حقیقی قلندر کی خصوصیات بیان کرتے اور سچے فقیر کی پہچان بتاتے ہیں - وہ کہتے ہیں کہ فقیر امیروں سے بہتر ہوتا ہے - امیر فکرمند اور پریشان رہتے ہیں فقراء بےفکر اور خوش رہتے ہیں - اور « قلب مطمئنہ » کے مالک ہوتے ہیں - وہ قلندر کی خصوصیات اس طرح بیان کرتے ہیں :—

نہ کس کے بھلے بولنے کی خوش حالی
نہ پرواہ تحسین نہ درد گالی
نہ چاہیں گرم لحاف نہ نرم نہالی
نہ دل میں ذرا کچھ غم قحط سالی
ارے من اُسے کیا ہے دنیا کا جھانسہ
لیا ہاتھ میں بھیک کا جن نے کاسہ

★

گدا کا نہ بنک جس وقت چڑاویں
مٹے پرتگالی نہ خاطر میں لاویں
بچھا کر مکمبر شہنشہ کلاویں
وو تکیہ نشین کین نہ آویں نہ جاویں
ارے من اُسے کیا ہے دنیا کا جھانسہ
لیا ہاتھ میں بھیک کا جن نے کاسہ

رام داس نے « شری مناچے شکوک » کے بند نمبر ایک سو سات (۱۰۷) اور ایک سو آٹھ (۱۰۸) میں اس نکتے پر زور دیا ہے کہ انسان کو ہمیشہ

Marfat.com

اچھی صحبت اختیار کرنی چاہئیے اچھی صحبت سے انسان بلند مرتبہ حاصل کرتا ہے ۔ جس طرح کہ کندن سے معمولی دھات مس ہوکر سونا بن جاتی ہے ۔ "من سمجھاون" میں شاہ تراب نے بھی مثالی انسان اور مرشد کامل کی بڑی ستائش کی ہے ۔ اُنہوں نے بار بار اس خیال کا اظہار کیا ہے کہ اگر نیک آدمی کی صحبت نصیب نہ ہو تو زندگی رائیگاں جاتی ہے اسلئے مرشد کامل کو تلاش کرنا اور اس کی صحبت سے فیض اُٹھانا ضروری ہے ۔ رام داس نے "داس بودھا" میں بھی اس خیال کا اظہار کیا ہے کہ صحیح رہنما کے ذریعہ سے ہی ہم منزل مقصود تک پہنچ سکتے ہیں ۔ رام داس کی طرح شاہ تراب نے بھی "ست گرو" یا "مرشد کامل" کی رہنمائی کی ضرورت کا اکثر جگہ ذکر کیا ہے ۔ "ظہور کلی" میں تو ایک پورے باب میں اُنہوں نے مرشد کی ضرورت اور اہمیت واضح کی ہے ۔ "من سمجھاون" میں مسلسل چوبیس (۲۴) بندوں کے آخر میں یہ مصرعے دھرائے گئے ہیں :—

ارے من شتابی ستی آسرن میں
ہے سارا سکت ست گرو کے چرن میں

شاہ تراب کہتے ہیں کہ گرو کی رہنمائی اور اُس کی مود ہی سے ہم نجات حاصل کرسکتے ہیں :—

اکا ست گرو کے چرن سوں لگن رے
عبث کیا کرے گا تو یو مال دھن رے
گرو کے چرن سوں ہے دائم امن رے
ہری رام کر جاں گرو کا بچن رے

ارے من شتابی ستی آسرن میں
ہے سارا سکت ست گرو کے چرن میں

Marfat.com

ایک اور جگہ لکھتے ہیں کہ صرف وہی لوگ میرے تصورات اور مطالب کو سمجھ سکیں گے جنہیں مرشد کامل یا ست گرو نے اسرار و رموز سمجھائے ہیں :—

ترا ــ کے وہی بھید کوں پائیں گے رے
جسے ست گرو راہ دکھلائیں گے رے
گرو بن جو غفلت میں مرجائیں گے رے
دغا کھائیں گے رے دغا کھائیں گے رے

رام داس نے ''داسا بودھا'' کے تیسویں (۳۰) سماسا میں گرو کی ضرورت اور اہمیت بتائی ہے اور اُس کے بعد کے حصے میں اُنہوں نے یہ واضح کرنے کی کوشش کی ہے کہ " روحانیت کی کنجی گرو کے ہاتھ میں ہوتی ہے " اس کے بعد وہ گرو اور بھگوان کے سمبندھ پر روشنی ڈالتے ہیں۔ تینتیسویں (۳۳) سماسا میں گرو کی عظمت کا بیان ملتا ہے اور اُس کے بعد کے حصے میں رام داس نے ست گرو کی خصوصیات کے بارے میں اظہار خیال کیا ہے۔ اس کے بعد کے چار اور حصے بھی اسی موضوع سے متعلق ہیں۔ ان مختلف سماساؤں کا مطالعہ کرنے کے بعد ہمیں اس کا اندازہ ہو سکتا ہے کہ رام داس گرو کو کتنا اہم سمجھتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ اپنیشد میں بھی گرو کی اہمیت بتائی گئی ہے اس لئے ہم اُس کی عظمت سے انکار نہیں کر سکتے۔ " مناچے شکوک " میں بھی اکثر جگہ اس تصور کا عکس نظر آتا ہے۔ " من سمجھاون " میں شاہ تراب بھی اس خیال پر زور دیتے ہیں جیسا کہ اس شعر سے واضح ہوتا ہے :—

سمجھ دیکھ ہے سب کا آسا نراسا
مہا پُرس کسی گرو کا ہو رہ توں داسا

Marfat.com

نجات اور جنت کے متعلق کہتے ہیں :—

اُس اپروپ موتی کا اُو بھید پایا
جسے رام مارگ گرو نے دکھایا

«مناچے شکوک» اور «من سمجھاون» کا مقصد چونکہ اخلاقی اصلاح تھا اور چونکہ یہ دونوں نظمیں عوام کے لئے لکھی گئی تھیں اس لئے ان کا اسلوب کافی سلیس اور زبان سادہ اور عام فہم ہے۔ «مناچے شکوک» اور «من سمجھاون» میں رام داس اور شاہ تراب نے «من» یا دل کو مخاطب کر کے شعر کہے ہیں اور انداز مخاطبت میں بھی کافی مماثلت پائی جاتی ہے جیسا کہ حسب ذیل اشعار کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے۔

منا پاپ سنکلپ سو ڈوی دھاوا
منا ستیہ سنکلپ جیو ین دھراوا
منا کلپنا تے نکو ویشیانچی
وکارں گھڈتے ہو جنیں سرو جی جی

اسی انداز میں شاہ تراب کی «من سمجھاون» کا ایک بند ملاحظہ ہو :—

ارے من گگن محل کا گھات چڑھنا
بسر بات کو گھات میں نہ پڑنا
ارے من سدا نفس سرکش سوں لڑنا
جو مایا کے دھندے منے کچھ نہ پڑنا

ارے من یہ دھن مال [illegible] لایا
[illegible] مٹی میں گیا

Marfat.com

من سمجھاون کے حوالے [۱] «من سمجھاون» میں شاہ تراب نے بعض مشہور شخصیتوں اور اہم مقامات کے حوالے دیئے ہیں ، ان حوالوں کی توضیح و تشریح ضروری ہے تا کہ «من سمجھاون» کی تفہیم میں آسانی ہو - مشہور شخصیتوں میں شاہ تراب نے رام داس ، کیشو سوامی ، ستوبا سوامی یا ستوبا مہاراج اور راجہ پرتاب سنگھ کی طرف اشارے کئے ہیں - جن کی تفصیل ذیل میں پیش کی جاتی ہے -

رام داس [۱] سنت رام داس مہاراشٹرا کے پانچ مشہور فلسفیوں (گیانیشور ، نام دیو ، ایک ناتھ ، تکارام ، رام داس) میں سے ایک ہیں - وہ چیتر اسدھا نوامی ۱۵۳۰ شک سموت مطابق ۱۶۰۸ع کو ضلع ستارا کے ایک چھوٹے سے قصبے جلگاؤں میں پیدا ہوئے - ان کا اصلی نام نارائن تھا اور وہ اظہار عقیدت کے طور پر خود کو رام داس یعنی (رام کا خادم) کہا کرتے تھے - بعد کو اُن کا یہی نام بہت مشہور ہوگیا اور اب اصلی نام سے زیادہ لوگ اسی نام سے اُن کو جانتے ہیں ابھی وہ سات سال کے تھے کہ اُن کے والد سوریا جی پنتا کا انتقال ہوگیا ۱۵۴۲ شک سموت مطابق ۱۶۲۰ع میں جب ان کی عمر بارہ سال تھی وہ گھر سے بھاگ کر ناسک کے قریب تکالی کے قصبے میں پہنچے - اس واقعے کی ایک یہ بھی وجہہ بیان کی جاتی ہے کہ ان کی والدہ شادی کر کے نہیں گرھستی کے بندھن میں باندھ دینا چاہتی تھیں اور اس سے گھبرا کر وہ بھاگ نکلے تھے - دوسری وجہہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ رام داس کے بھائی گنگادھار پنتا اُنہیں روحانیت کی طرف راغب ہونے سے منع کرتے تھے کیونکہ ابھی اُن کی عمر صرف بارہ سال ہی تھی -

---

۱ - ملاحظہ ہو ہندی ساہتیہ کو مرہٹی سنتوں کی دین ، از اچاریہ ونیا موہن شرما - صفحہ ۲۱۶ -

Marfat.com

رام داس نکالی میں بارہ برس تک مذہب کا مطالعہ کرتے رہے اور تپسیا کے مختلف طریقوں کا مقابلہ بھی کیا۔ اسی دوران میں کہا جاتا ہے کہ ایک دن رام نے انہیں اپنا درس دکھایا۔ ۱۶۳۲ع میں رام داس نے اپنا سفر شروع کیا اور مسلسل بارہ برس تک ہندوستان کے مختلف حصوں میں اپنے مذہبی خیالات کی تبلغ و اشاعت کے لئے گھومتے رہے۔ "رام داس اینڈ رام داسیز" کے مصنف لکھتے ہیں کہ رام داس نے گوکل، متھرا، سری نگر، رامیشور، لنکا، کاروور، مہابلیشور، تاکرلی اور جنوبی ساحل کے کئی مقامات کا سفر کیا اور جگہ جگہ اپنے عقیدت مندوں اور مریدوں کی مدد سے مٹ تعمیر کروائے[1] آخرکار ۱۶۴۴ع میں وہ دریائے کرشنا کے کنارے آکر بھور گئے۔ یہاں انگاپور کے مقام پر انہیں گنگا کے پانی میں سے رام کی ایک مورتی ملی۔ ۱۶۴۹ع میں رام داس نے اس مورتی کو بہ مقام چاپلا نصب کردیا اور اُس کی پرستش کرنے لگے۔ ویکنیس پرکارنا اور پنمت ... کا خیال ہے کہ ۱۶۴۹ع میں رام داس نے شیواجی کو سنگانوادی آنے کی دعوت دی اور اُن سے ملاقات کی۔ شیواجی رام داس کے مذہبی تصورات سے بہت متاثر ہوئے اور ۱۶۵۵ع میں شیواجی نے رام داس کو اپنی ... نذرانہ پیش کرنا چاہا لیکن رام داس نے اُسے قبول کرنے سے انکار کردیا۔ ۱۶۷۴ع میں شیواجی کی تاج پوشی عمل میں آئی اور اُس ... دوبارہ رام داس سے ملاقات کی۔ شیواجی کو رام داس ... عقیدت تھی۔ وہ سمرتھ رام داس کو اپنا گرو سمجھتے ... میں رام داس نے رام اور سیتا کی مورتیوں کو ...

۱۔ رام داس اینڈ رام داسیز از ... ڈیسک صفحہ ۱۳۲

Marfat.com

رام داس نے ۹ - مو گھاو دیا ۱۶۰۳ شک سموت مطابق ۱۶۸۱ع میں انتقال کیا۔

تصانیف | رام داس کی تصانیف میں سب سے زیادہ اہمیت «داس بودھا» کو حاصل ہے۔ «داس بودھا» ۱۶۵۹ع میں اووی بحر میں لکھی گئی تھی - اس میں رام داس نے اپنے مذھبی تصورات اور فلسفہ کو پیش کیا ہے - «داس بودھا» میں مختلف فلسفیانہ نکات اور مذھبی موضوعات پر روشنی ڈالی گئی ہے - «داس بودھا» میں جن موضوعات سے بحث کی گئی ہے اُن میں سے چند یہ ہیں۔ «ستمہ گرو ہی خدا کا راستہ بتاسکتا ہے» ، «کائنات کی تخلیق» ، «جسم اور روح کا باہمی رشتہ» ، «وجود و موت» ، «علم اور عقل» ، «آدرشک» ، «چیلے کی خصوصیات» ، «روحانی نشو ونما کی ضرورت» ، «آتما کی حقیقت» ، «تپسیا کی اہمیت» ، «برھما اور عناصر کی طاقت» وغیرہ وغیرہ

«داس بودھا» کے آخر میں رام داس لکھتے ہیں کہ یہ میری شاعری نہیں۔ خدا کا پیغام ہے جس کی اشاعت کا میں ذریعہ بن گیا ہوں - رام داس خدا کا شکر ادا کرتے ہیں کہ اُنھوں نے اپنی روحانی زندگی کو کامیاب بنا لیا وہ کہتے ہیں کہ میں دستر تھ کے بیٹے کا شکر گذار ہوں جس نے میری ھر وقت اعانت کی ہے -

«داس بودھا» بیس (۲۰) حصوں میں منقسم ہے جن میں دو سو سما سا ہیں - رام داس کہتے ہیں کہ «داس بودھا» کے مطالعے کے بعد انسان پر زندگی اور کائنات کے اسرار و رُموز کھل جاتے ہیں -

رام داس نے «بودھا» کے علاوہ «شری مناچے شکوک» اور «جنسوبھاگوسواوی» بھی لکھی ہیں - گذشتہ صفحات میں «شری مناچے شکوک»

Marfat.com

کا تفصیلی ذکر آچکا ہے۔ "جسنو بھاگو سواوی" زیادہ طویل نہیں۔ یہ ستر (۷۰) اشعار پر مشتمل ہے اس میں رام داس نے مکار اور دغاباز سنتوں پر سخت تنقید کی ہے اور لوگوں کی اوہام پرستی پر طنز کیا ہے، کہ وہ اپنے کمزور خیالات کی باعث سچے سنت اور جھوٹے گرو میں فرق نہیں کرسکتے۔ "جسنو بھاگو سواوی" میں رام داس کہتے ہیں کہ اپنے دس کو پہچاننا بہت ضروری ہے اس کے بغیر کوئی چیلا نہ گرو کو پہچان سکتا اور نہ خدا کی معرفت حاصل کرسکتا ہے

رام داس کی ایک اور تصنیف "کروناشٹک" ہے جس کا طرز بیان موثر اور پُردرد ہے۔ "کروناشٹک" میں چونتیس (۳۴) بند ہیں اور ہر بند میں دو شعر ہیں اور اس کے اشعار کی تعداد اڑسٹھ (۶۸) ہے۔ "کروناشٹک" کا پہلا مخطوطہ ۱۸۱۸ع میں ملا تھا۔ یہ نظم بھوجنگا پریات بحر میں لکھی گئی ہے۔ اس کو رام داس شام کی پوجا کے وقت پڑھتے تھے اس میں بندہ خدا کے سامنے اپنے گناہوں کا اعتراف کرکے نجات کی دعا کرتا ہے۔ "کروناشٹک" میں مختلف موضوعات سے بحث کی گئی ہے۔ مثلاً رام داسیوں کے فرقے کی خصوصیات، غرور کی برائیاں، اور نجات وغیرہ وغیرہ رام داس نے اس میں کرشنا اور رام کے [illegible] مرقعے بھی پیش کئے ہیں۔

رام داس نے والمیکی کی رامائن کو بنیاد بنا کر خود بھی ایک تصنیف کی تھی۔ رام داس کی رامائن میں بعض حصے [illegible] میں ہیں۔ اس میں انہوں نے زیادہ تر سوانحی اور تاریخی حالات [illegible] اس کتاب میں بعض بڑے منفرد قسم کے [illegible] ڈالی گئی ہے۔

Marfat.com

حکومت کے فرائض ، سماجی اصلاح اور فرد اور سماج کے باہمی تعلقات وغیرہ وغیرہ[1] ۔

اِن مختلف تصانیف کے علاوہ رام داس نے ابھنگا بھی لکھے ہیں جنہیں ساتا کار کہا جاتا ہے ۔ یہ مختلف اور متنوع قسم کے موضوعات سے متعلق ہیں جیسے علم ، مکتی اور گرو کی اہمیت وغیرہ وغیرہ ۔ رام داس نے اپنی تصنیف " پنچا کا ز " میں مختلف اخلاقی برائیوں کے نقصانات بیان کر کے اُن سے دور رہنے کی تلقین کی ہے ۔ اس کے علاوہ اُنہوں نے " بھیما روپی ستوری " ، " اردیو پاترک " اور " نیتن متکا ود ہیسنگر پا موہنا " بھی لکھی ہیں ۔ رام داس کے بعض غیر مطبوعہ ادبی کارنامے بھی ہیں جن میں " پنچھی کرنا یوگا " " چترنا یوگمن " اور " منا پنچکا " قابل ذکر ہیں ۔ اس کے علاوہ رام داس کے خطوط بھی مرہٹی ادب میں بڑی اہمیت رکھتے ہیں ۔

کیسوسوامی یا کیسوسوامی رام داس کے چیلے تھے اُن کا پورا نام کیشوسوامی کیسوسوامی بھاگیہ نگرکر تھا[2] ۔ اِن کے والد آتما رام پنت تھے جو کلیان کے پٹواری تھے ۔ کیسوسوامی کی والدہ کا نام گنگا بائی تھا جو اپنے زمانے کی بڑی برگزیدہ اور پارسا خاتون سمجھی جاتی تھیں ۔ گنگا بائی کے متعلق مشہور ہے کہ اُنہوں نے اسی (۸۰) سال کی عمر میں کیسوسوامی کو جنم دیا تھا ۔ وہ ہر سال اپنے شوہر کے ساتھ پنڈاپور یاترا کو جایا کرتی تھیں ۔ وہ کیسوسوامی کی ولادت کو اسی یاترا کی برکت سمجھتی تھیں ۔

کیسوسوامی کی ولادت ، اُن کی زندگی ، شاعری اور وفات سب ہی باتوں پر ماورائیت کی پرچھائیاں نظر آتی ہیں ۔ کیسوسوامی بچپن

---

۱ ۔ رام داس اینڈ رام داسیز ۔ از وابرایس ڈیمنگ صفحہ ۱۳۶ ایسوسیئیڈ پریس ۔ ۱۹۲۸ ع

۲ ۔ مرہٹی گیان کوش جلد دوم ۔ صفحہ ۶۹۱ ۔

Marfat.com

میں گونگے تھے ۔ آتما رام اور گنگا بائی اُن کے لئے بہت پریشان رہا کرتے تھے ۔ ایک دفعہ شری مت آچاریہ کلیان آئے کیسو سوامی کے والدین ان کے درشن کے لئے اپنے بچے کے ساتھ اُس جنگل میں پہنچے جہاں شری مت آچاریہ کا قیام تھا ۔ اُنہوں نے کیسو سوامی کے سر پر ہاتھ پھیرا اور اُن کے کان میں کچھ کہا جس کے جواب میں کیسو سوامی نے پہلی بار اپنی زبان سے "بھگوان" کا لفظ ادا کیا اور اُن کے ماں باپ گونگے پن کے دفع ہو جانے سے بہت خوش ہوگئے ۔ کیسو سوامی بڑے خوش گلو تھے ۔ اپنے موزون کئے ہوئے اشعار اور بھجن بڑی پُردرد آواز میں گایا کرتے تھے ۔ کیسو سوامی کی آواز میں اتنی دلکشی تھی کہ دور دور سے ان کے بھجن سننے صبح کے وقت کثیر تعداد میں لوگ جمع ہوجاتے اور جب وہ اپنی دُھن میں مست ہوکر گانے لگتے تو مجمع پر سکوت طاری ہوجاتا تھا ۔

کیسو سوامی نے کلیان کے سری دھر پنت سبنس کی لڑکی سے شادی کی تھی ۔ یہ بھی بڑی دیندار خاتون تھیں ۔ دونوں مل کر پوجا پاٹ میں زندگی بسر کرتے تھے ۔ دھرم سداشیو جوشی اپنی کتاب "کیسو سوامی"[1] میں لکھتے ہیں کہ عنفوان شباب ہی سے ان سے معجزات ظاہر ہونے لگے تھے ۔ وہ لکھتے ہیں کہ جب کیسو سوامی بھگوان کی مورتی کے سامنے بھجن گاتے تو مورتی کے گلے کا ہار اُن کے گلے میں گر جاتا [illegible] کیرتن کے بعد کیسو سوامی سونٹھ کے [illegible] پرشاد لینے والوں پر اس کا کیا [illegible] ایسے

---

۱ - کیسو سوامی از دھرم سداشیو جوشی [illegible] ص ۹۰ ۔

Marfat.com

بہت سے خرق عادت واقعات نرہر سداشیو جوشی نے اپنی کتاب میں بیان کئے ہیں ۔ لچھمی رام چندر پانگار نے کیسو سوامی کی تاریخ وفات ۱۶۰۴ ۔ ۱۰ ۔ ۱۳ پوش شدھ شک سموت بتائی ہے ۔

کیسو سوامی حیدرآباد کے رہنے والے تھے چونکہ حیدرآباد کا قدیم نام بھاگیہ نگر تھا اس لئے ان کے نام کے ساتھ ’’ بھاگیہ نگر کر ‘‘ کا جزو شامل دکھائی دیتا ہے ۔ کیسو سوامی ، ابو الحسن تانا شاہ کے عہد میں حیدرآباد میں ایک باعزت عہدہ دار کی حیثیت سے کام کرتے تھے ۔ کیسو سوامی کی سمادھی حیدرآباد میں موجود ہے ۔ کیسو سوامی کی سمادھی سلیمان باغ کے آگے رنگ ریزوں کے مندر کے پاس موسی ندی کے کنارے ایک کھیت میں واقع ہے ۔ کیسو سوامی کی سمادھی ایک سنسان اور ویران جگہ بنی ہوئی تھی جہاں ہر طرف خاردار جھاڑیاں اُگی ہوئی تھیں ۔ نرہر سداشیو جوشی نے اس مقام کو اپنی نگرانی میں صاف کروایا اور سمادھی پر ایک کمان بھی لگوادی ۔

کیسو سوامی کی شہرت

کیسو سوامی نے اپنے زمانے میں کافی شہرت پائی تھی ۔ ان کی سب سے بڑی اہمیت یہ تھی کہ وہ رام داس جیسی برگزیدہ شخصیت کے پانچ مشہور شاگردوں میں سے ایک تھے اور رام داس کے پنچائیتن[1] (پانچ چیلوں) میں ان کا خاص مقام تھا ۔ کیسو سوامی ہی رام داس کی راکھ کو گنگا لے گئے تھے جیسا کہ ’’ رام داس اینڈ رام داسیز ‘‘ کے مصنف لکھتے ہیں[2] ۔

---

۱ ۔ مدھیہ یوگئیں چرتر کوش از سرھیشو شاستری چتراو ۔ ۲۱۶ ۔ سمرتھ بھارت پریس پونا ۔ ۱۹۳۷ ۔

۲ ۔ وابلر ۔ یس ۔ ڈیمنگ ۔ صفحہ ۱۴۹ ۔ ایسوئیڈ پریس ۱۹۲۸ ۔

Marfat.com

کیسو سوامی نے اپنی روحانیت کی وجہ سے نہ صرف حیدرآباد بلکہ باہر کے مقامات میں بھی شہرت حاصل کر لی تھی - اس علاوہ وہ بحیثیت مرہٹی شاعر کے بھی بہت مشہور ہیں - کیسو سوامی کا شاہکار اُن کی کتاب « اکاوشی چرتر » ہے - اس کتاب کے علاوہ کیسو سوامی نے « ابھنگ » بھی لکھی ہے جس میں پانچ سو تا چھ سو بند ہیں - یہ کتاب بڑے حسین بھجنوں کا مجموعہ ہے - کیسو سوامی نے دکھنی میں بھی بہت سے اشعار کہے ہیں -

کیسو سوامی کے شاگرد

رام داس کی طرح کیسو سوامی کے شاگردوں کی بھی خاصی تعداد تھی جو حیدرآباد اور اس کے اطراف و اکناف کے مقامات میں پھیلے ہوئے تھے - ان میں سے دو چیلوں نے بڑا نام کمایا ہے - ان کے نام شیو رام اور سنت راج ہیں - ان دونوں نے مرہٹی ادب میں اپنے یادگار کارنامے چھوڑے ہیں -

رام داس اور کیسو سوامی کی خط و کتابت

کیسو سوامی اور رام داس کی خط و کتابت بھی مرہٹی ادب کا ایک اہم موضوع ہے - کیسو سوامی کے بعض خطوط مسٹر دیوا کے پاس محفوظ ہیں - کیسو سوامی کا وطن حیدرآباد - چونکہ رام داس کے مقام رہائش سے دور تھا اس لئے اس خط و کتابت کا سلسلہ ایک عرصہ تک جاری رہا - کیسو سوامی نے اپنے خطوط میں رام داس سے ملنے کی تمنا ظاہر کی تھی وابھیس ڈھنگ لکھتے ہیں کہ ان کی درخواست پر رام داس [illegible] آئے تھے - [illegible] ان کے یہاں چار مہینے قیام کیا تھا [illegible] اور کیسو سوامی کے لکھے ہوئے خطوط [illegible] میں موجود ہیں -

Marfat.com

رام داس کے چیلوں میں ایک اور چیلے کا نام بھی کیسو تھا جو کوڈلی کے مٹھ میں مہنت تھے اور جو بعد میں امبراج چلے گئے تھے رام داس کی "داس بودھا" کے جو سات قلمی نسخے موجود ہیں اُن میں ایک اُنہیں کا لکھا ہوا ہے جس کا سنہ کتابت ۱۶۹۸ع ہے -

کیسو سوامی نے مرہٹی کے علاوہ دکنی میں بھی اشعار اور بھجن لکھے ہیں - اُن کی شاعری بہت سادہ اور سلیس ہے - اشعار میں روانی اور بیساختگی ہر جگہ موجود نظر آتی ہے - کیسو سوامی کے اشعار میں وہی لسانی خد و خال نظر آتے ہیں جو ابوالحسن تانا شاہ کے عہد کی خصوصیت ہیں - کیسو سوامی نے مرہٹی میں اپنی شاعری کی ابتداء سرنگار رس سے کی تھی بعد کو بھگتی رس میں وہ اتنے ڈوب گئے کہ تمام اشعار اور گیتوں میں بھی اخلاقی اور روحانی عنصر جھلکنے لگا - کیسو سوامی کے دکنی اشعار بھی زیادہ تر اسی قسم کے ہیں ان پر ماورائیت اور عینیت کی پرچھائیں پڑتی ہیں - ان اشعار میں وہی موضوعات پیش کئے گئے ہیں جو عام طور پر دکن کے دوسرے صوفی شعراء کے پاس ملتے ہیں - ترک دنیا کی تعلیم ، حرص ، غصے ، طمع اور بے ایمانی سے دور رہنے کی تلقین ، دنیا کے سراب اور اُس کی بے حقیقت چیزوں کے دھوکے میں نہ آنے کی ہدایت اور عشق حقیقی میں غرق ہوکر دنیا کی مصیبتوں سے نجات پانے کا اپدیش ملتا ہے -

کیسو سوامی کے بھجن بڑے مترنم ، دلکش اور پُر درد ہوتے ہیں - شنکر کرشنا دیو . کیسو سوامی کے مرہٹی بھجنوں کے متعلق لکھتے ہیں کہ یہ " میٹھے ، سلیس ، سریع الفہم ، اور بھگتی رس میں ڈوبے ہوئے ہوتے ہیں " -

Marfat.com

یہی خصوصیت ان کے دکنی بھجنوں میں بھی دکھائی دیتی ہے ۔ ان کی زبان کافی قدیم ہونے کے باوجود آسانی سے سمجھ میں آجاتی ہے ۔

کیسو سوامی کے اکثر بھجنوں میں بندرا بن دیکھنے اور وہیں بس جانے کی تمنا ملتی ہے شاید جنوبی ہند کے قیام نے دوری کے اس احساس کو اور شدید بنا دیا تھا ۔ کیسو سوامی کے دکنی بھجن اپنی شیرینی سلاست ، بیساختگی ، روانی اور اثر انگیزی کے اعتبار سے مطالعے کے قابل ہیں ۔ مندرجہ ذیل بھجنوں سے ان کی شاعری کی مذکورہ بالا خصوصیات کا اندازہ ہوسکتا ہے : —

(۱) گھر گھر عمل سب جن کھاوے ۔ سو کھی نہ ماہی او تر جیاوے
بازی گیری رنگ دکھاوے ۔ ایسا عمل مجھے نہیں بھاوے
تو گرُو کا عمل کھارے بھائی اس عمل کوں بہوت میٹھائی
گرو کرپا میں کیسی لذت پایا تو اپنی سُدھ آپ گنوائی
ست گرو ناتھ کا عمل ست اس عمل میں صاحب دست
سدسادھو کھاتے سمست تو گھر بیٹھے پاوے بست
گرو کرپا میں کیشو عمل دار عمل دکھاتے اپنا دیدار
تم لیجیئو بھائی ایک ہی بار اس عمل کوں چڑنا اوتار

(۲) کیا کہوں مائی ۔ اب ہری سکھ پائی
سب ہی گیت میری ہری نے چرائی
ہری کی مالا پہنی ہوں میں
ہری کے چرن نزدک رہوں مدھوبن میں
نس دن من میں ہری شوں لگائی
ہری کے بھجن سوں پران جگائی
ہری [illegible] ہری جگ [illegible] میں [illegible]گاری
کیشو سائیں [illegible] سنگ سب [illegible]ری

Marfat.com

شاہ تراب نے "من سمجھاون" میں کیسو سوامی کی طرف بعض جگہ اشارے کئے ہیں۔ مثلاً ایک جگہ شاہ تراب لکھتے ہیں کہ اگر رام داس اور کیسو سوامی ہوتے تو وہ میرے درد کو سمجھ سکتے تھے۔ سماج کی پست اخلاقی حالت کو سدھارنے کی میں نے جو سعی کی ہے اور اس کے لئے جو دکھ درد میں نے سہے ہیں وہ اُن کو سن کر میرے ساتھ ہمدردی کرتے اور میرے حال پر آنسو بہاتے تھے اور آج کل کے لوگوں کی بے دینی اور ان کے پست کردار کو دیکھ کر تعجب کرتے تھے: —

من سمجھاون میں کیسوسوامی کا حوالہ

اگر رام داس اور کیسو داس ہوتے
ہمارا یو دکھ درد وو سن کو روتے
تراب میں تراب ہو کے ہمد بدگنواتے
یہی بول مے پن سکل دل سے دہوتے
ہمیں ہم کون ہم دیکھنے جگ میں آئے
ہمیں ہم کون ہم دیکھ ہمکون گنوائے

مندرجہ بالا اشعار کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ شاہ تراب خود کو رام داس اور کیسو سوامی کا ہم خیال تصور کرتے تھے اور کیسو سوامی اور رام داس کی قبیل کے لوگوں میں اپنا شمار کرتے تھے۔ اس کی وجہ غالباً یہ بھی ہوگی کہ شاہ تراب بھی اِن دونوں کی طرح اخلاقی تنزل اور روحانی انحطاط کو دور کر کے لوگوں میں روحانیت، خلوص اور صداقت کا جذبہ پیدا کرنا چاہتے تھے۔ اگر شاہ تراب اپنے آپ کو رام داس اور کیسو سوامی کا ہم خیال اور

Marfat.com

ہم مقصد نہ سمجھتے تو پھر اُنہیں اس انداز سے یاد نہ کرتے تھے۔ شاہ تراب، کیسو سوامی، رام داس اور خود کو ایک ہی نصب العین کے تحت کام کرنے والوں کے زمرے میں شامل کرتے ہیں «رائز آف مرہٹہ پاور» کے مصنف رانا ڈے لکھتے ہیں کہ کیسو سوامی اُن لوگوں میں سے تھے جو ہندوں اور مسلمانوں کے مذہبی خیالات میں ہم آہنگی پیدا کی۔ وہ مساوات اور اخوت کی جڑیں مظبوط کرنا چاہتے تھے[1]۔

ایک اور جگہ «من سمجھاون» میں شاہ تراب اپنے خیالات کی صداقت اور معقولیت کی اس طرح داد طلب کرتے ہیں :—

تراب نے نہیں جھوٹ اے بات ہو جا
مہادیو ہور رام میں نہیں ہے دو جا
ایس کا اپی آکو کرتا ہے پوجا
پوچھو رام داس اور کیسو داس کو جا

شاہ تراب اس بات پر افسوس ظاہر کرتے ہیں کہ اب میں رام داس اور کیسو سوامی سے ملاقات نہیں کر سکتا اگر وہ دونوں موجود ہوتے تو اُنہیں سامنے بیٹھا کر میں اپنی پُر درد کہانی سناتا۔ میری ادبی کاوش «من سمجھاون» کی وہی داد دے سکتے تھے۔ اگر وہ زندہ ہوتے تو میں «من سمجھاون» اُنہیں ضرور دکھاتا :—

کہاں رام داس ہور کیسو داس پاؤں
میرا درد غم سب بیٹھا کر سناوں
ایجا کر مرے اس بچن کوں دکھاوں

۱۔ ۱۴۷۔ بانی کر اینڈ کو۔ بمبئی۔ سنہ ۱۹۰۰ع۔

Marfat.com

شاہ تراب «من سمجھاون» میں کیسو سوامی کو کیسو داس کہتے ہیں - اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ وہ رام داس کی مناسبت سے کیسو سوامی کے بجائے کیسو داس لکھتے ہیں - اگر یہ کوئی اور سنت ہوتے تو شاہ تراب ہر جگہ رام داس کے ساتھ ان کا نام نہ لیتے تھے - کیسو سوامی سے شاہ تراب کا واقف ہونا اور اُن کی سچی لگن اور اصلاحی مساعی سے متاثر ہونا کوئی تعجب خیز بات نہیں معلوم ہوتی کیونکہ جنوبی ہند میں کیسو سوامی ، رام داس کے خاص چیلے کی حیثیت سے کافی شہرت رکھتے تھے اور جنوب کے علاقوں میں رام داس کی تعلیمات کی اشاعت کا سہرا اِن ہی کے سر تھا - گویا وہ جنوبی ہند میں رام داس کے قائم مقام اور جانشین سمجھے جاتے تھے - کیسو داس نامی کسی اور سنت کا پتہ نہیں چلتا -

بھیما سوامی | «من سمجھاون» میں شاہ تراب کہتے ہیں کہ اگر رام داس اور کیسو سوامی ہوتے تو وہ میری اس تصنیف کو پڑھکر خوش ہوتے اور اس کی داد دیتے تھے - وہ تو نہیں رہے کیا میں بھیما سوامی کے پاس جا کر اپنے کلام کی داد پاؤں :—

لیجا کر میرے اِس بچن کو دکھاؤں
اگر نہیں تو بھیما سوامی پاس جاؤں

شاہ تراب نے «من سمجھاون» تنجور میں لکھی تھی - تنجور اُس زمانے میں رام داس کی تعلیمات کا اہم مرکز بنا ہوا تھا - بھیما سوامی بھی رام داسی تھے اور چونکہ شاہ تراب نے «مناچے شلوک» کی طرز میں

Marfat.com

«من سمجھاون» لکھی تھی اس لئے وہ بھیما سوامی رام داس سے اپنے اس شعری کارنامے کی داد چاہتے ہیں۔ والیریس ڈیننگ کہتے ہیں کہ بھیما سوامی ساپاپور کے رہنے والے تھے[1] اُنہوں نے اپنی روحانیت اور نیکی کی وجہ سے بڑی شہرت حاصل کرلی تھی - بعد میں بھیما سوامی کو تنجور کے مشہور مٹھ کا مہنت بھی بنا دیا گیا تھا۔ شاہ تراب نے چونکہ تنجور ہی میں «من سمجھاون» لکھی تھی اس لئے وہ تنجور کے مٹھ کے مہنت سے داد تحسین حاصل کرنا چاہتے ہیں اور رام داس اور کیسو سوامی کی عدم موجودگی میں بھیما سوامی کی ذات کو غنیمت سمجھتے ہیں - بھیما سوامی بحیثیت ایک سچے رام داسی کے عزت و احترام کی نظر سے دیکھے جاتے تھے - اُنہوں نے رام داس کی تعلیمات پر عمل کرنے اور ان کے اُصولوں کی پیروی کرنے کی وجہ سے کافی شہرت حاصل کرلی تھی اور اسی لئے اُنہیں اتنے شاندار مٹھ کا مہنت بنایا گیا تھا یہ رام داسیوں کی نظر میں کوئی معمولی اعزاز نہ تھا -

بھیما سوامی رام داس کے خاص چیلوں میں سے تھے - رام داس کی سب سے مستند سوانح عمری بھیما سوامی ہی کی لکھی ہوئی ہے جس کا نام «بھگتمن جلی» ہے لیکن اس کا کوئی مکمل نسخہ آج مکمل دستیاب نہیں ہوتا - یہ سوانح عمری اس لئے بھی اہم سمجھی جاتی ہے کہ رام داس کی کوئی اور سوانح اُن کی وفات کے بعد ہی نہیں لکھی گئی ہے - بھیما سوامی بھیما سوامی ساپاپورکر کہتے تھے کیونکہ (جیسا کہ اوپر لکھا جا چکا ہے)

---

۱ - رام داس اینڈ رام داسیز صفحہ ۱۵۵ -

وہ ساباپور کے رہنے والے تھے ۔ جو میسور سے دو میل کے فاصلہ پر ایک چھوٹا سا قصبہ ہے ۔ بھیما سوامی ۱۶۷۵ع میں تنجور چلے آئے تھے اور یہاں اُنہوں نے ایک مٹھ بھی تعمیر کروایا تھا ۔ بھیما سوامی شاعر بھی تھے ولیریس ڈیمنگ لکھتے ہیں کہ راجا پرتاب سنگھ کے کاغذات میں سے شری راج و بدکو تین کاغذات ایسے ملے ہیں جن پر اووی بحر میں بھیما سوامی ساباپور کر کی ایک نظم تحریر کی گئی ہے ۔ اس نظم میں اُنہوں نے رام داس کے واقعات وفات کی تفصیل بیان کی ہے ۔ یہ نظم پچاس اشعار پر مشتمل ہے ۔

رام داس کے بعض چیلے ایسے تھے جو محض اپنی علمیت اور قابلیت کی وجہ سے مشہور ہوئے ہیں ۔ ان میں ومن پنڈت ، اننا جی ، موسل راما گو سوامی اور بھیما سوامی خاص طور پر قابل ذکر ہیں ۔ ہنمنت سوامی کا بیان ہے کہ بھیما سوامی رام داس کی وفات کے تین دن بعد سجن گڈھ چلے آئے تھے اور یہیں اُنہوں نے اپنی مشہور سوانح تصنیف کی تھی ۔ اس سوانح کا مخطوطہ سب سے پہلے چھا چھل مٹھ سے دستیاب ہوا تھا ۔

راجہ پرتاب سنگھ | شاہ تراب نے "من سمجھاون" میں راجہ پرتاب سنگھ کا بھی حوالہ دیا ہے ۔ ستوبا مہاراج کو مخاطب کر کے وہ کہتے ہیں کہ آپ تو پرتاب سنگھ کے گرو کہلاتے ہیں اور برہمنوں کو دان دینے اور کھانا کھلانے کے لئے مشہور ہیں ۔ آپ اپنے دل کو مایا کے فریب سے بچائے رکھتے ہیں ۔ میری طرف بھی نگاہ کرم کیجئے : —

گورو اُو تو پرتاب سنگھ کے کلاتے
سدا باہمنا کو رسوی کھلاتے
اُو داتار نت دان سب کو دلاتے
نہیں من کوں مایا کے جھانسے میں لاتے

Marfat.com

پرتاب سنگھ۔ تنجور کے مشہور مرہٹہ راجہ گزرے ہیں۔ وہ تنجور کے آخری بڑے راجا تھے۔ ونکاجی، شاہ جی اور سرابھوجی کی طرح پرتاب سنگھ بھی تنجور کی تاریخ میں خاص اہمیت رکھتے ہیں۔ پرتاب سنگھ کے عہد حکومت میں محمد علی اور انگریز ارکاٹ پر قابض تھے۔ پرتاب سنگھ کے آخری زمانہ حکومت میں چندا صاحب نے تنجور پر حملے شروع کر دیئے تھے۔ ایسٹ انڈیا کمپنی اور کلائیو پرتاب سنگھ کو ہز میجسٹی کہہ کر یاد کیا کرتے تھے[1]۔ اور انہیں ایک آزاد اور خود مختار راجہ تسلیم کرتے تھے۔

پرتاب سنگھ ایک بہادر، خوبصورت اور نیک راجہ تھے۔ وہ بڑے روادار اور وسیع النظر تھے۔ انہوں نے ناگور میں مسلمانوں کے لئے ایک مسجد تعمیر کروائی تھی جس کے لئے پندرہ گاؤں وقف کر دیئے تھے۔ پرتاب سنگھ نے غریبوں کو کھانا کھلانے کے لئے تنجور، مانامیلکڈی، دار آسرم اور امدچترم میں کئی طعام خانے تعمیر کروائے تھے، جن میں ہر طبقے اور ہر مذہب کے لوگ کھانا کھاتے تھے۔

پرتاب سنگھ نے ۱۱۳۹ء سے ۱۷۶۳ء تک تنجور پر حکومت کی۔ وہ تنجور کے چوتھے راجہ تھے۔ پرتاب سنگھ انگریزوں کے طرفدار تھے اور فرانسیسیوں سے ان کے تعلقات اچھے نہ تھے۔ [illegible] ۱۷۵۲ء [illegible] جب محمد علی دشمنوں میں گھر گئے [illegible] پرتاب سنگھ نے ان کی کمک کی [illegible] سپاہیوں کو محمد علی کی مدد کے لئے [illegible]

[1] مرہٹہ راجاؤں کی تصویر [illegible] صفحہ ۲۱ [illegible] ۱۹۲۸ء

نے ترچنا پلی پر قبضہ کر لیا اور فرانسیسی کماندار لارنس کو شکست اُٹھانی پڑی -

۱۷۵۸ع میں لالی نے تنجور پر حملہ کر دیا - فرانسیسی پرتاب سنگھ کے بجائے اپنے نامزد شخص کو تنجور کے تخت پر بیٹھانا چاہتے تھے - انگریزوں کی فوجی طاقت سے فرانسیسی افواج گھبرا کر پیچھے ہٹ گئی - آخر کار ۱۷٦۱ع میں پانڈچری کے محاصرے میں فرانسیسی فوج کو پوری طرح ختم کر دیا گیا - اور اُنہیں زبردست شکست اُٹھانی پڑی راجہ پرتاب سنگھ نے اس سات سالہ جنگ میں اپنے چھ سو سپاہی انگریزوں کی کمک کے لئے روانہ کئے تھے اور اس محاصرہ میں انگریز سپاہیوں کی خوراک کا بھی انتظام کیا تھا جیسا کہ کے - آر سبرامنیم اپنی کتاب « مرہٹہ راجاز آف تنجور » میں لکھتے ہیں -

پرتاب سنگھ کے آخری زمانۂ حکومت میں محمد علی اور انگریزوں سے اُن کی ان بن ہوگئی اور تنجور کی حکومت اُن کی نظر میں کھٹکنے لگی پرتاب سنگھ کو ۲۲ لاکھ روپیے بطور خراج ادا کرنے پڑے اور سالانہ چار لاکھ کا خراج ادا کرنے کا تصفیہ ہوا -

پرتاب سنگھ کا انتقال ۱٦ - ڈسمبر ۱۷٦۲ع[۱] میں ہوا - راجہ کے انتقال پر اس کی تیسری اور پانچویں بیوی نے ستی کی رسم ادا کی - پرتاب سنگھ کے بعد اُن کا بیٹا تلجاجی تنجور کے تخت پر بیٹھا -

---

۱ - دی مرہٹہ راجاز آف تنجور - کے - آر سبرامنیم صفحہ ۵۷ -

Marfat.com

ستوبا مہاراج یا ستوبا سوامی

شاہ تراب نے ''من سمجھاون'' کے بارھویں حصے میں ستوبا مہاراج کا تفصیل سے ذکر کیا ہے اور اس بارھویں حصے کی خصوصیت یہ ہے کہ اس کے ہر بند میں ستوبا مہاراج کو مخاطب کیا گیا ہے اور یہ دو مصرعے دہرائے گئے ہیں :—

ستوبا مہاراج گنونت عاقل
تیرے بید کا بھید پانی کرے دل

شاہ تراب ''من سمجھاون'' میں ستوبا مہاراج کی اکثر جگہ تعریف کرتے ہیں ۔ اُنہوں نے ستوبا مہاراج کے متعلق سب سے پہلی بات یہ بیان کی ہے کہ وہ بڑے خدا ترس اور نیک انسان ہیں ۔ وہ دنیا کے جنجال میں کبھی نہیں پھنستے ، وہ ہمیشہ بھگوان کی یاد کا دیپ اپنے دل میں روشن رکھتے ہیں ۔ شاہ تراب کہتے ہیں کہ ستوبا سوامی کی زبردست روحانیت اور اُن کی عظمت کو دیکھ کر میں تو یہ خیال کرتا ہوں کہ وہ رام کے اوتار ہیں ۔ وہ سب سے ''افضل'' ہیں اور سب کی ''رکھوالی'' کرنے والے ہیں ۔ شاہ تراب کہتے ہیں کہ تنجور میں ستوبا مہاراج کی حیثیت ایک داتا کی ہے ۔ اُنہوں نے ستوبا سوامی کے علم و فضل کی بڑی تعریف کی ہے اور کہتے ہیں کہ وہ پران اور دوسری مذہبی کتابوں پر عبور رکھتے ہیں :—

میں سمجھا ہوں ان کوں سچے رام اوتار
کہ سب میں اچھے ہور سب سوں نکھدار
اہیں او تجاور کے درمیان داتار
پران ہور پستک میں ہیں بہوت ہوشیار
ستوبا مہاراج گنونت عاقل
تیرے بید کا بھید پانی کرے دل

Marfat.com

شاہ تراب کہتے ہیں کہ میں تنجور اس لئے آیا تھا کہ میں نے یہاں کے عالم ستوبا مہاراج کے عالمی تجر کا چرچا سنا تھا لیکن افسوس کہ اب تک مجھے اُن کا درشن نصیب نہیں ہوا :—

ستوبا کا سن نام اس دیس آیا
وَلے اب تلک درس اُن کا نہ پایا

شاہ تراب بھیما سوامی، رام داس اور کیسو سوامی کی طرح ستوبا مہاراج سے بھی اپنی ادبی تخلیق ''من سمجھاون'' کی داد طلب کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جب ستوبا مہاراج میرے کلام کو سن کر اس کی داد دیں گے میں تب اُن کا چیلا کہلاؤں گا :—

بچن سن کے دیویں گے جب داد میرا
دیکھو جب کہلاؤں گا میں اُن کا چیلا

ستوبا مہاراج گنونت عاقل
تیرے بید کا بھید پانی کرے دل

اخر میں شاہ تراب، ستوبا مہاراج سے اُن پر ''دیا'' کرنے کی درخواست کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے ستوبا سوامی میں تمہارے نگر تنجاور میں رام کا نام لینے آیا ہوں تم عقلمند ہوکر میرا حال کیوں نظر انداز کرتے ہو :—

دیا ہور مہیا اب کرو اپنا بارے
لیا رام نام آ نگر میں تمہارے
چتر ہو کہ کیوں حال میرا بسارے

Marfat.com

ستو با سوامی، تنجور کے ایک ایسے مشہور سنت اور سنیاسی گزرے ہیں جن کا جنوبی ہند میں دور دور تک چرچا تھا۔ ستو با سوامی تنجور کے چوتھے راجا پرتاب سنگھ کے گرو تھے۔ کے۔ ا [illegible] "دی مرہٹہ راجاز آف تنجور" میں پرتاب سنگھ کے بیٹے اور جانشین [illegible] کی وسیع النظری اور اُن کی مذہبی رواداری کی [illegible] کرتے ہوئے [illegible] ہیں کہ تلجاجی اپنے والد پرتاب سنگھ کی [illegible] نانا گوسوامی کے چیلے تھے جس سے پتہ چلتا ہے کہ [illegible] سوامی راجہ پرتاب سنگھ کے گرو تھے [illegible] تنجور کی [illegible] کے زمانے ہی سے یہاں کے راجا ستو با سوامی [illegible] کے سلسلہ کے دوسرے بزرگوں کے [illegible] خاندان برسوں سے تنجور میں رہا کرتا تھا [illegible] آباو اجداد [illegible] سنیاسی تھے اور خود ستو با سوامی [illegible] بھی اسی سلسلے کی کڑی تھے۔ ان کے [illegible] راجہ بہت مہربان تھے۔

تنجور | تنجور کو تاریخی اعتبار سے ایک [illegible] یہ شہر چولا راجاؤں کی راج دھانی رہ چکا ہے۔ اس شہر [illegible] متعلق بہت سی روایتیں مشہور ہیں۔ جگدیش [illegible] میں ایک روایت یہ بیان کی ہے ما قبل تاریخ زمانہ [illegible] ایک [illegible] راکشش رہا کرتا تھا۔ جس کا نام تنجن تھا [illegible] بہت ایذائیں پہنچایا کرتا تھا۔ اور سب [illegible] تھے۔ اس کو زیر کرنے کے لئے [illegible]

۱۔ [illegible] دی مرہٹہ راجاز آف تنجور [illegible] صفحہ ۹۶

میں نمودار ہوئے ۔ اس کی یادگار کی طور پر جو مندر تعمیر کیا گیا تھا وہ تنجور سے دو میل شمال کی جانب واقع ہے ۔ وشنو نے اس راکشش کو مار ڈالا تھا جس کی وجہ سے اس مقام کا نام ٹامل میں تن جائی یا تنجور پڑ گیا ہے[1] ۔

تنجور میں مختلف حکومتیں برسر اقتدار رہی ہیں ۔ یہاں چولا بانک ، مرہٹہ ، مسلم اور انگریز حکمرانوں نے اپنے نقش قدم چھوڑے ہیں ۔ شاہ تراب مرہٹوں کے عہد حکومت میں تنجور آئے تھے ۔ ونکوجی تنجور کا پہلا مرہٹہ راجا تھا جس نے ۱۶۷۶ع میں یہاں اپنی حکومت قائم کی ۔ ونکوجی تنجور کی مرہٹہ حکومت کے بانی کی حیثیت سے مشہور ہیں ۔ وہ شیواجی کے بھائی تھے ۔ شاہ تراب نے «من سمجھاون» میں تنجور کا جو ذکر کیا ہے وہ چوتھے طاقتور مرہٹہ راجا پرتاب سنگھ کے زمانۂ حکومت کا ہے ۔ ‹‹منٗ سمجھاون›› میں شاہ تراب کہتے ہیں کہ اُنہوں نے ستوبا سوامی سے ملاقات کرنے کی غرض سے تنجور کا سفر کیا تھا (اس کا ذکر پچھلے صفحات میں آچکا ہے) ۔ تنجور ہی میں شاہ تراب نے رامداس کی ‹‹مناچے شلوک›› سنی تھی جس سے متاثر ہوکر اُنہوں نے ‹‹من سمجھاون›› لکھی تھی ۔

اس زمانے میں تنجور ، رام داس کی تعلیمات کی اشاعت کا ایک اہم مرکز سمجھا جاتا تھا ۔ تنجور کا علاقہ رام داس کے مذھبی اور سماجی تصورات سے متاثر ہوا تھا ۔ یہاں رام داسیوں کے کئی مٹھ موجود تھے جیسا کہ « رام داس اینڈ رام داسیز » کے مطالعے سے پتہ چلتا ہے ۔ شاہ تراب کہتے ہیں کہ تنجور میں لوگوں نے میرے

---

۱ ۔ ساوت انڈین شرائنس ۔ جگدیش ایر ۔ ۱۱۲ ۔

Marfat.com

علم و فضل کی قدر نہیں کی حالانکہ میں کبیر جیسا گیانی قلندر ہوں ۔ میں اکثر لوگوں کی زبانی تنجور والوں کی مذہب پرستی کی تعریف سن کر یہاں آیا تھا :—

سمجھ کر ہندو راج آیا تنجور
سکل جگ کے منہ سے دھرم راج سن کر
و لیکن مجھے کوئی بلایا نہیں گھر
سمجھ کر کبیرا سا گیانی قلندر

من سمجھاون کی ادبی اہمیت

« من سمجھاون » کا سنہ تصنیف ۱۱۷۱ھ ہے[۱] ۔ اس زمانے کے دوسرے ادبی کارناموں سے جب ہم " من سمجھاون " کا مقابلہ کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ کوئی ایسی تصنیف نہیں جسے ہم باسانی نظر انداز کرسکیں ۔ رام داس جیسے مشہور اور بلند پایا فلسفی و شاعر کے مقبول عام شعری کارنامے « مناچے شلوک » کو اپنے انداز میں دکنی میں منتقل کرنے کا خیال بجائے خود بہت اہم اور منفرد ہے ۔ دوسری زبانوں کے مشہور مفکروں اور حسن کاروں کی تخلیقات کو اپنی زبان میں منتقل کرنے کی اہمیت کا احساس آج بھی بہت عام نہیں اور ایسی کتابوں کی تعداد نسبتاً کم ہے جو دوسری زبانوں کے عظیم ادبی اکتساب سے اثر پذیر ہوکر لکھی گئی ہیں ۔ اس لحاظ سے « من سمجھاون » دکنی ادب میں ایک خاص اہمیت کا حامل ہے ۔

---

۱ ۔ ملاحظہ ہو فہرست مخطوطات ۔ انجمن ترقی اردو ۔ [illegible]

Marfat.com

شاہ تراب کی « من سمجھاون » میں صرف مذھبی اور متصوفانہ نکات ہی کی تشریح نہیں ملتی بلکہ اس میں سماجی اور اخلاقی قدریں بھی موجود ہیں ۔ زندگی کی سدا بہار اور ابدی قدروں اور حیات کے عظیم نصب العین کی بلندیوں کو چھولینے کی تمنا ہے اور مادیت کم مایہ اور پرفریب مظاہر کے دھوکے میں نہ آنے کی تلقین ہے ۔ « من سمجھاون » میں کوئی عظیم فلسفیانہ تصور پیش نہیں کیا گیا ہے لیکن اس نظم کی اخلاقی قدر و قیمت سے انکار نہیں کیا جاسکتا ۔ « من سمجھاون » میں جو عبادت و ریاضت ، توکل ، قناعت ، استغناء اور صبر و رضا پر زور دیا گیا ہے اس سے اخلاقی اور سماجی اصلاح مقصود ہے ۔

شاہ تراب نے اپنی دوسری تصانیف کی طرح « من سمجھاون » میں بھی کھوکھلی روحانیت اور نمائشی پارسائی کا مذاق اُڑایا ہے اور ظاہرداری سے بچنے کی تعلیم دی ہے ۔ « گلزار وحدت » میں خود ساختہ مرشدوں اور پرفن و مکار شیوخ اور اُن کی مصنوعی روحانیت کا اس طرح مذاق اُڑاتے ہیں :—

اتا کی پیر ہیں سب طالب زر
ہے پیری اُن کی دستار مدور
کمال فخر اُو منحوس تھیلا
بظاہر پاک اندر دل ہے میلا
عجب صیاد ہے نادر شکاری
نہ چھوڑیں کیا ہزاری کیا بھکاری
مبارک تھیلہ وو شملہ عجب ہے
کمال شعبدہ بازی اُو سب ہے
نہیں ہے آستیں کا انتہا حد
عمر عیار کی زنبیل ہے مرد

Marfat.com

اسی طرح شاہ تراب نے "من سمجھاون" میں اُن لوگوں پر طنز کیا ہے جو روحانی رہبری کا دعوی کر کے لوگوں کو گمراہ کر دیتے ہیں اور ان کا استحصال کرتے ہیں۔ شاہ تراب کہتے ہیں کہ ایسی "خود نمائی" کرنے سے عبادت ترک کر دینا بہتر ہے۔ شاہ تراب اپنے متعلق کہتے ہیں :—

نہ صوم و صلواۃ کر کسی کو دکھلاوں
نہ جھوٹی عبادت کی شیخی جتاوں
نہ دل کو دُکھا کر میں ظالم کہلاوں
نہ کس گھر نمازی کہلا کر ڈباوں

ایک اور جگہ وہ کہتے ہیں :—

بسر کرو دہن مال اوپر مت متاتے
بنا مشغلہ کوی پیری جتاتے
ذرا بھید اس کا تو کچھ نہیں بتاتے
سب ہی دیکھو کہتے نہیں بھید پاتے

شاہ تراب کا خیال ہے کہ صرف مندر میں پوجا کرنے یا مصنوعی عبادت کے ذریعے سے ہم بھگوان یا خدا کو نہ سمجھ سکتے ہیں اور نہ [illegible] پاسکتے ہیں۔ شاہ تراب کہتے ہیں کہ خدا کو مندر میں ڈھونڈنے [illegible] میں خدا کا جلوہ دیکھنا ہے تو اپنے دل کو دریں [illegible] بھگوان [illegible] کے مندر میں رہتا ہے اسے باہر ڈھونڈنے کی کوشش [illegible] خیال کو رام داس نے "مناچے شلوک" میں پیش [illegible] تیرے گھر میں کام دھنیو ہے[1] اور [illegible] مانگ [illegible]

۱۔ کام دھینو ایسی گائے سمجھی جاتی [illegible]

پھرتا ہے تجھے صحیح اقدار کا علم نہیں ہے تو چنتامنی[1] کو کانچ کا ٹکڑا سمجھ کر توڑ دیتا ہے :—

گھر بن کام دھنیو پڑھیں تاک ما گے
ہری بودھ سانڈونی وے واد لاگے
کر بن سار چنتامنی کانچ کھنڈ لے
تیا ما گا تاں دیت آپے اور دنڈ ے

اسی خیال کو ہندی کے ایک شاعر نے اس طرح ادا کیا ہے کہ ہمارا محبوب تو ہمارے من مندر میں بیٹھا ہوا ہے لیکن ہم اُس سے بیخبر ہیں اور اُس کو اِدھر اُدھر ڈھونڈتے پھرتے ہیں ہماری حالت اس ہرن کی سی ہے جس کی ناف میں مشک بھرا ہوتا ہے اور وہ مشک کی خوش بو سونگھ کر اُسے ڈھونڈنے کے لئے چوکڑیاں بھرنے لگتا ہے لیکن اُس کو اِس کا علم نہیں ہوتا کہ مشک خود اُس کے جسم میں موجود ہے :—

تیرا سائیں تجھ میں جئے پو ہو بن میں باس
کستوری کا مرگ جیوں پھر پھر ڈھونڈ ے گھانس

اس خیال کو "ظہور کلی" میں شاہ تراب نے بالکل اسی انداز میں پیش کیا ہے :—

شہرگ گردن سوں او یوں پاس ہے
جیوں گل خوشبو میں پنہاں باس ہے

---

۱ ۔ چنتامنی ایک ایسا پتھر سمجھا جاتا ہے جس سے ہماری ہر مراد پوری ہوسکتی ہے ۔

Marfat.com

«من سمجھاون» میں بھی شاہ تراب نے اس خیال پر زور دیا ہے کہ خدا کو اپنے دل میں ڈھونڈنا چاہیئے ۔ وہ نہ مندر میں ملتا ہے نہ مسجد میں اور نہ صحرا اور گلستان میں اُس کا پتہ چل سکتا ہے : —

نکو رام کوں ڈھونڈ چمنے چمن میں
نہ سمدور میں نہ تو ساتوں گگن میں
جگا جوت اس کا چھ ہے سب رتن میں
بھرا آتما رام ہر اک کے تن میں

یا ایک اور جگہ کہتے ہیں : —

منور سجا عرش اکبر کہتے ہیں
ارے من تجے رام کا گھر کہتے ہیں

شاہ تراب کہتے ہیں کہ جب میری غفلت دور ہوئی اور میری آنکھیں کھل گئیں تو مجھے اپنے «موہن» کا «درس» نظر آنے لگا : —

کنارا کیا دیو دیول ستی اب
دسیا دیو دیول میرے تن منے جب

یا ایک اور جگہ شاہ تراب کہتے ہیں : —

دیکھو قلب مومن کا گھر ہے خدا کا
جھلکتا ہے یاں نور ابور خدا کا

تصوف کو بعض وقت «ذہنی ردعمل» ... ... دیا گیا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ عیش پسندی حرص و ہوس ، طمع ، خود غرضی اور

بدی کے خلاف یہ ایک طرح کی مہم ضرور ثابت ہوا اور پاکیزگی نفس، اخلاقی بلندی اور جذباتی تطہیر کا ایک موثر ذریعہ بن گیا۔

«من سمجھاون» میں شاہ تراب نے دنیا کی ناپائداری اور بے ثباتی کے بڑے اچھے مرقعے پیش کئے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ سنسار جھوٹا ہے اور یہاں کی ساری رنگینیاں عارضی ہیں ان نظاروں کو دائمی سمجھ کر ان میں محو ہو جانا محض نادانی اور بے وقوفی ہے: —

اے فانی سرا کچھ وفادار نہیں ہے
یہاں کوئی دائم رہن ہار نہیں ہے
برے وقت کا کوئی دلدار نہیں ہے
چمن باغ کثرت یو دنیکار نہیں ہے
مسافر ہو نکلے ہیں دو دن سفر کوں
اُٹھو جی اُٹھو اب چلو جائیں گھر کوں

یا ایک اور جگہ کہتے ہیں: —

ارے من توں مایا میں چپ عمر کھو مت
بیزان بات دے سر کو پچھتا کے رو مت
بدی کے تخم باغ من کے میں بو مت
بسر گیان کوں کا سوچی زوپ سو مت
جو کوی عاشق پاک بدنام ہیگا
وہی ساقی بزم گلفام ہیگا

Marfat.com

شاہ تراب نے اخلاقی برائیوں سے بچنے کی تلقین کی ہے اور وہ "من سمجھاون" میں اکثر جگہ "مایا" کے "دھندے" میں "پڑکر" "مدھ بدھ" نہ کھونے کی ہدایت کرتے ہیں ۔ "مناچے شلوک" میں رام داس نے شڈری پو کی مضرت رسانی کو واضح کرنے کی کوشش کی ہے ۔ وہ دنیا کی لذتوں اور آرائشوں اور دنیوی مال و دولت پر غرور نہ کرنے کی تعلیم دیتے ہیں ۔ "من سمجھاون" میں شاہ تراب نے بھی بار بار ان ہی خیالات کو پیش کیا ہے :—

اچھا دیکھ چیرا کسی کے توں سر پر
آپس کو نہیں کر کو حسرت نکو کر
نہیں کام آنے کا یہ حرص آخر
بقا جاں فانی سرا کا مکاں گھر

مدامی سمجھ کر آپس کا ٹھکانہ
ارے من نکو رے نکو بو دیوانہ

ایک اور جگہ دولت دنیا کو "کانٹا" بتاتے ہوئے کہتے ہیں :—

نکو کر نکو بہوت کاکھ ت دولت
بوری ہے بوری ہے یو دولت کی غفلت
کنکر اور کانٹا ہے دولت کی صورت

شاہ تراب کہتے ہیں کہ جب تک انسان اپنے دل [illegible] کرے اُس وقت تک خدا کی محبت اس میں جا گزیں نہیں [illegible] اور عشق حقیقی جگہ نہیں پا سکتا اس لئے خدا کو پانے کے لئے سب سے پہلے

Marfat.com

خود کو کھو دینا ضروری ہے - مادی علائق سے رشتہ توڑ لینے کو شاہ تراب سلوک کا پہلا زینہ سمجھتے ہیں - وہ کہتے ہیں کہ انسان «رزی کسوتان ہین سنگارا کرتا» اور «اپنے تن» پر غرور کر کے «چھاتی اوتانی» کر کے چلتا ہے لیکن مادی چیزیں اتنی بے حقیقت اور ناپائدار ہوتی ہیں کہ چند ہی دنوں میں ان کی خوبصورتی ختم ہو جاتی ہے اور جس چیز کو انسان مایہ ناز اور باعث افتخار سمجھتا ہے اُسی سے ایک دن وہ شرم محسوس کرنے لگتا ہے :-

ارے من نہ پاتی ہے تیرا نہ گھوڑا
نکو بھول چپ دیکھ کر زر کا جوڑا
ارے کل کون ہوے گا تجہ تن میں کوڑا
نکو ہو تو کوتوال قاضی کروڑا
ارے بھن توں دھن مال پر نہ اکڑنا
ہے آخر تجے کل کون ماٹی میں گڑنا

«من سمجھاون» میں شاہ تراب نے برج اور سیاروں کے اثرات اور ان کی خصوصیات کا بھی ذکر کیا ہے اور یہ شاہ تراب کی دلچسپی کا خاص موضوع معلوم ہوتا ہے - اُنہوں نے «ظہور کلی» اور «گنج الاسرار» میں بھی اس موضوع پر روشنی ڈالی ہے - «من سمجھاون» میں شاہ تراب جدی ، دلو ، کیوان ، برجیس ، حوت ، زحل ، عقرب ، ثور ، میزان ، سنبلہ ، جوزا ، عطارد ، مریخ اور زہرا کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ان کے اثرات اور ان کی حقیقت کو سمجھنا اور ان سے واقفیت حاصل کرنا انسان کے لئے ضروری ہے - اس علم کے بغیر انسان جاہل رہ جاتا ہے لیکن اس علم کو سیکھنے اور اُس کے رموز و غوامض سے واقفیت

Marfat.com

حاصل کرنے کے لئے «ست گرو» کی رہبری کی ضرورت ہے اور اُسی کے «چرنوں» میں رہ کر ہم علم و معرفت کی بلندیوں تک پہنچ سکتے ہیں:—

اہے دلو جدی دو کیوان کے گھر
کہے برجیس کوں قوس ہور حوت خوش تر
حمل اور عقرب میں بہرام سرور
دیا ثور و میزان کو زہرا نے زیور
ارے من شتابی ستی آسرن میں
ہے سارا سکت ست گرو کے چرن میں

عطارد لیا سنبلہ ہور جوزا
اسد جاے خورشید سرطان میں چندا
اگر کس گرو سیتی اے بھید سمجھا
ہوا ست گرو کا سچا تو نچہ چیلا
ارے من شتابی ستی آسرن میں
ہے سارا سکت ست گرو کے چرن میں

رام داس نے «داس بودھا» میں لکھا ہے کہ اپنیشد میں بھی گرو کی ضرورت اور اہمیت پر زور دیا گیا ہے کیونکہ اس کے وسیلے سے ہم کائنات کے رموز کو سمجھ سکتے ہیں۔ «مناچے شاوک» میں بار بار رام داس گرو سے ربط پیدا کرنے کی تعلیم [illegible] ہے۔ «من سمجھاون» میں شاہ تراب نے بھی اس تصور پر زور دیا ہے۔ شاہ تراب لکھتے ہیں کہ کاشی، بنارس تربتی اور گنگا کو جا کر پوجا پاٹ

Marfat.com

کرنا اور گناہوں کا کفارہ ادا کرنا بیکار ہے گناہوں کو دہونا اور اُن سے نجات پانا ہو تو گرو کی تلاش کرنی چاہئے وہ ہماری صحیح رہبری کر سکتا ہے :—

نہ کاسی بنارس نہ ماتر پتی کوں
نہ گوداوری جا نہ بھاگی رتی کوں
نہ گنگا نہ جمنا نہ جا سرسوتی کوں
کہیں ڈھونڈ کر پا گرودھن پتی کوں

ارے من ستابی ستی آسرن میں
ہے سارا سکت ست گرو کے چرن میں

« من سمجھاون » میں شاہ تراب نے نام نہاد برہمنوں اور شیوخ پر طنز کیا ہے ۔ وہ کہتے ہیں کہ گیان حاصل کرنے اور شکتی ، مکتی اور نروان پانے کے لئے گرو کی رہنمائی کی بڑی اہمیت ہے اور اس سے بڑی بڑی توقعات وابستہ ہوتی ہیں لیکن گرو یا پیر کو صحیح معنی میں رہبر کامل اور ارد شک گرو ہونا چاہئے :—

کتے لے کو تسبیح منکے پھیراتے
بڑے پاک زاھد نمازی کلاتے
ولے من کی منکیاں کا نہیں بھید پاتے
سدا می پنے میں آپس سد گنواتے

شاہ تراب نے حقیقی قلندر اور سچے گرو کی یہ پہچان بتائی ہے کہ وہ شاہوں سے زیادہ قابل عزت اور بلند مرتبہ ہوتے ہیں ۔ قلندر پارس

Marfat.com

ہوتا ہے جسے اُس کی صحبت نصیب ہوتی ہے وہ کندن بن جاتا ہے : —

کرم سوں گدا ہات جس کا پکڑتے
بسر مفلسی تخت چاہی اُو چڑتے
گدا کس سوں ہرگز نہ لڑتے جھگڑتے
نہ دنیا کی دولت کو دیکھت اکڑتے

شاہ تراب تمام کائنات کو "ہمہ اُوست" کی عینک سے دیکھتے ہیں۔ "من سمجھاون" میں اکثر جگہ اُنہوں نے اس خیال کا اظہار کیا ہے کہ عالم خلق کے تمام مظاہر میں خدا کا جلوہ پنہاں ہے ہر شئ میں وہی جاری و ساری ہے ۔ اس صورت میں سمجھ میں نہیں آتا کہ کسے طالب اور کسے مطلوب کہیں : —

جدائی سوں کیوں عبد و رب میں سمجھنا
اوسے ہم ہری ہر سبب میں سمجھنا
بلاد یمن ہور عرب میں سمجھنا
نہیں کس میں ہے ہور کس میں سمجھنا

شاہ تراب اسی مطلب کو اپنی غزل کے ایک شعر میں اس طرح ا[illegible] کرتے ہیں : —

ہر طرف جب ادھر اُدھر دیکھا
ہم جدا اُس ستی کہو ہیں کب

Marfat.com

شاہ تراب کہتے ہیں کہ ہر شئ میں خدا کے جلوے کا عکس پوشیدہ ہوتا ہے اس لئے ما سوا کو اللہ سے جدا کیسے کہہ سکتے ہیں :—

کہیں بلبل زار کہیں سرو گلشن
کہیں نقش پا اور کہیں من ہرن دھن
کہیں اُو محقق کہیں اُو برہمن
کہیں لیلیٰ القدر کہیں روز روشن

« من سمجھاون » میں شاہ تراب نے اسلامی تصورات اور اسلامی فلسفے کے نکات کو عام فہم انداز اور سادہ زبان میں پیش کرنے کی کوشش کی ہے -

« من سمجھاون » کی سب سے اہم خصوصیت یہ ہے کہ اس نظم میں شاہ تراب نے مذہبی مباحث اور اسلامی عقائد کو « ہندو دساونارا »، ہندو دیو مالا اور ہندو فلسفے کے ذریعے سے سمجھانے کی کوشش کی ہے - ایک صوفی اور مبلغ ہونے کی حیثیت سے شاہ تراب کا ایک اہم مقصد تبلیغ و اشاعت بھی تھا اور اسی مقصد کے تحت وہ تنجاور آئے تھے کیونکہ یہ شہر اُس زمانے میں ہندو عقائد اور خاص طور پر رام داسیوں کی مذہبی سرگرمیوں کا مرکز بنا ہوا تھا - تنجور ہی میں شاہ تراب نے رام داسیوں سے رام داس کی « مناچے شلوک » سنی تھی اور یہیں انہوں نے اسی طرز میں « من سمجھاون » لکھی تھی جیسا کہ حسب ذیل بند میں وہ کہتے ہیں :—

تنجاور میں جس روز ہوا آکو داخل
سنیا رام داس کی تو پوتی ہے فاضل
گیا سن خوشی ستی دل کا کنول کھل
جواب اس کا کہنا ہوا شوق کامل

Marfat.com

«من سمجھاون» میں شاہ تراب نے اپنے عقائد کو ہندو فلسفے کی اصطلاحوں میں پیش کرنے کی کوشش کی ہے تا کہ ہندو قارئین بھی اسلامی تصورات کو باسانی سمجھ سکیں اور وہ اُن کے لئے زیادہ موثر اور قابل قبول بن سکیں ۔ دوسرے یہ کہ شاہ تراب نے اسلامی عقائد کو ہندو دیومالا اور ہندو مذہب کی بعض تعلیمات اور تشریحات کی مدد سے اس لئے سمجھانے کی کوشش کی ہے کہ اس طرح دوسرے مذہب والے بھی اس سے خود کو مانوس پا کر اس طرف متوجہ ہو سکیں اور اُنہیں کسی قسم کی اجنبیت کا احساس نہ ہو ۔ اور اُن میں تنفر، کنارہ کشی اور احتراز کا رجحان نہ پیدا ہو ۔ مثال کے طور پر شاہ تراب نے «من سمجھاون» کی ابتداء میں دوسرے شعراء کی طرح حمد کے اشعار لکھے ہیں لیکن اُس انداز میں نہیں جس میں عام مسلمان شعراء خدا کی حمد نظم کیا کرتے ہیں ۔ شاہ تراب خدا کے بجائے "رام"[۱] کا لفظ استعمال کرتے ہیں اور اُس کی ثنا اِس طرح کی ہے :—

الکھ نام اللہ نرجن ہری ہے
نرنکھار نرگن او پرمیشری ہے
صفت اُس کی ہر شئی میں دائم بھری ہے
او گنگا او جمنا او گوداوری ہے
وہی ذوالجلال اور اکرام ہے گا
وہی ساقی بزم کل دام

اسی طرح شاہ تراب ایک جگہ یہ کہتے ہیں کہ سب خدا ہی ہیں آپ

۱ - اس کی توضیح آگے آئے گی ۔

Marfat.com

کو ظاہر کرنا چاہا تو کُن فیکُون کہہ کر دنیا بنادی ورنہ اس سے پہلے کوئی شی موجود نہ تھی بلکہ عدم یا «شیو نیہ» تھا ۔ اس مطلب کو شاہ تراب نے اس طرح ادا کیا ہے کہ ہندو اور مسلمان دونوں مذاہب والے اس کو سمجھ لے سکتے ہیں :—

نہ تھا جب یہ پرپنچ تب شیونیہ اتھا سب
نہ اکار نہ اوکار نہ جہد تھا تب
ہوا شوق منڈوان کا رام کوں جب
کیا کُن سوں اسباب برہمنڈ کا سب

ایک اور جگہ شاہ تراب یہ کہنا چاہتے ہیں کہ خدا نے انسان کو زمین پر اپنا خلیفہ بنا کے بھیجا ہے ۔ طالب اپنے مطلوب سے دور ہے لیکن ایک دن یہ جدائی ختم ہوجائے گی اور قطرہ اپنے سمندر سے جا ملے گا ۔ خدا نے زمین پر اپنی نمائندگی کے لئے ساری مخلوقات میں سے انسان ہی کو منتخب کیا اور پھر اس کو «زحمت ہجر» دی :—

آپس کی خلافت اگرچہ دیا ہے
ولیکن بلانے کا وعدہ کیا ہے
بڑا شوخ چنچل اُو اچپل پیا ہے
ہمن ہیچ ویتاگ هجرت دیا ہے

«من سمجھاون» کے ایک اور بند میں شاہ تراب خدا کے «وحدہ لاشریک» اور «لم یلد ولم یولد» ہونے کو بیان کرتے ہیں ۔ مندرجہ ذیل بند ملاحظہ

Marfat.com

ہو جس میں شاہ تراب نے ہندو مت کے آئینے میں اسلامی عقائد کا عکس پیدا کر دیا ہے :—

شیشی ہور دیوا کر مہابل بنایا
اپی سب سوں نیارا ہو سب میں سمایا
نہ کس سوں جنا او نہ کس کا ہے جایا
او ہی لم یلد ولم یولد کہہ سنایا

شاہ تراب نے «من سمجھاون» میں خدا کی صفات ہندو اور مسلم عقائد کی مدد سے اس طرح گنگا جمنی انداز میں بیان کی ہیں :—

اہے سب میں اُو سب سوں دستا نرالا
اندھارے میں کرتا ہمیشہ اُجالا
ہری نام صاحب جمالہ جلالہ
نا اُو سبز نا زرد نہ سرخ کالا

جیسا کہ اس سے پہلے بھی کہا جا چکا ہے شاہ تراب نے ہندو دیومالا کی مدد سے بھی اسلامی تصورات کی تفہیم میں مدد لی ہے۔ «من سمجھاون» کے ابتدائی حصے میں خدا کی حمد و ثنا کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ خدا بے انتہا قوت رکھنے والا ہے وہ عظیم شخصیتوں کو پیدا کرتا ہے اور اُن کی مشکلوں میں کام بھی آتا ہے۔ رام جی نے پاربتی کو اس کی اتھاہ محبت کا ثمر بخشا اور اسے مہادیو سے ملایا تھا۔ خدا وہ ہے جس نے کنیا جیسے پر عظمت اوتار کو خلق کیا ہے

کنیا بڑا دیو جگ میں سمایا
مہادیو کا روپ جس نے دکھایا
وہی پارتی کوں تپ کیتے ملایا
جھی بات سب دل منی جا بھایا

Marfat.com

« من سمجھاون » کو دکنی ادبیات میں اس لئے بھی ایک منفرد حیثیت حاصل ہے کہ اس طرح ہندو مت اور اسلامی عقائد کو گنگا جمنی انداز میں بڑی ہم آہنگی ، توازن ، رواداری ، وسیع النظری اور معقولیت کے ساتھ سب سے پہلے غالباً شاہ تراب ہی نے پیش کیا تھا ۔ شاہ تراب اگر " من سمجھاون " کو خالص مناظرانہ رنگ میں لکھتے تو شاید یہ نظم اتنی شیرین ، پر اثر قابل قبول اور دل کو موہ لینے والی نہ ہوتی ۔ شاہ تراب نے اگر کہیں تنقید سے کام بھی لیا ہے تو اُن کا انداز بہت گوارا ، خیال انگیز اور موثر معلوم ہوتا ہے :—

مہا پرس گیانی قلندر کہلاویں
لیکر ہاڈ کا شنکھ مکھ میں بجاویں
مچی ہے سو دریا کے پانی میں نہاویں
سو کیں باس بد بلس ہرگز نہ کھاویں

شاہ تراب ایک سچے صوفی کی طرح وسیع النظر ، روادار ، مساوات پسند اور انسان دوست شخص تھے ۔ اُنہوں نے اپنی دوسری تصانیف میں بھی یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ تمام انسان خواہ اُن کا مذہب اور مشرب کوئی ہو ، برابر ہیں ۔ ہم نے مذہبی اصطلاحیں وضع کرکے اپنے مسلک کو محدود اور تنگ بنا لیا ہے ۔ شاہ تراب « گلزار وحدت » میں کہتے ہیں کہ میں نے پران ، وید ، بھگوت گیتا اور راماین وغیرہ کا بغور مطالعہ کیا ہے اور بڑے غور فکر کے بعد میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ مطلوب ایک ہے لیکن اس کو پانے کی راہیں مختلف ہیں اور صرف " اصطلاحوں کا پھیر " ہے ، جس نے باہمی محبت اور اخوت پر ضرب لگائی ہے ۔ اللہ کو رام اور خدا دونوں کہہ کر پکار سکتے ہیں ، اصل اہمیت عشق اور

Marfat.com

خلوص کو حاصل ہے ۔ ان خیالات کو شاہ تراب کی زبانی سنئے :۔

سکل بید و پران کا سیر کیتا
چہ راماین چہ و بھگونت گیتا
۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ہوا جب ہندوی میں مین خبردار
تو پایا اصطلاح کا پھیر اک بار
۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ مجھے آکر پڑی یو فکر اک بار
کہ دیکھوں اہل ہند میں کیا ہے تکرار
مگر اُن کی کتاباں دیکھیا سب
تو ظاہر سب ہووے گا اُن کا مطلب
پڑا تب شوق سوں اُن کی کتاباں
دسیا ہر جا پو اوہی شمع تاباں
کہیں اللہ کہیں سو ہم کہلایا
صریحاً اصطلاح کا پھیر پایا
غرض ہر نام سوں پر نام کیجے
بہر صورت اُسی کا نام لیجے
اوہی اللہ اوہی سو ہم ہری نام
ہے یک محبوب ہیں جس کے اتے نام

غزل کے ایک شعر میں بھی شاہ تراب اسی خیال کو پیش کرتے ہیں

دیر و کعبہ میں جب وہی پایا
تب ہے کیا قید مذہب و مشرب

Marfat.com

شاہ تراب اتنے روادار، کشادہ قلب اور صلح پسند تھے کہ "من سمجھاون" میں وہ ایک جگہ اپنی یہ تمنا ظاہر کرتے ہیں کہ لوگ انہیں "حسینی برہمن" کہیں اور وہ اسی نام سے مشہور ہوں :—

حسینی برہمن اپنے نام داری
کہا ہے یہ رنگیں سخن یادگاری

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ شاہ تراب ہند و مسلم اتحاد کے کیسے زبردست حامی تھے اور ان کے قلب و نظر میں کتنی وسعت تھی۔ رام داسیوں کا عام طور پر یہ مسلک رہا ہے کہ وہ باہمی اتحاد، "شکتی" اور شانتی کے پجاری رہے ہیں۔ اسی طرح شاہ تراب بھی "من سمجھاون" اور اپنی دوسری تصانیف میں اتحاد و مساوات کا درس دیتے ہیں۔ "من سمجھاون" میں شاہ تراب نے بار بار اس خیال کا اظہار کیا ہے کہ "میں" اور "توں" کا جھگڑا جب تک باقی رہے گا ہم اس "شمع محفل" کے "رخ" کو دیکھ نہ سکیں گے اور ہماری نادانیاں محبوب کے چہرہ کا نقاب بن کر اسے چھپا دیں گی۔ شاہ تراب کہتے ہیں کہ "اے من تو دیر و حرم کے جھگڑوں سے بچا رہ۔ نہ مندر میں جا کے پوجا کر نہ مسجد میں نماز ادا کر بلکہ سب سے پہلے تو اپنے محبوب کا جلوہ دیکھنے کی کوشش کر :—

ارے من نہ دیول کا ہو توں پجاری
نہ مسجد منے کہ نمازی سوں بازی
سدا ہو کے پھر توں درس کا بھیکاری
یہ میں توں کے درمیاں میں ہوئی تیری خواری

Marfat.com

شاہ تراب کہتے ہیں کہ "میں" اور "توں" کہنے ہی سے بہت سے اختلافات کی ابتداء ہوتی ہے ۔ اگر ہم تمام انسانوں کو برابر سمجھنے لگیں تو تفریق اور امتیاز کا یہ میلان ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے گا کیونکہ جہاں "یک پنا" پیدا ہو جاتا ہے وہاں "دوی" کی گنجائش باقی نہیں رہتی :—

ہمارا تمارا نکو چپ پکارو
یہ میں توں کے جھگڑے نکو چپ بچارو

جہاں یک پنا واں تو ہم تم نہیں ہے
دوی کا تو ہرگز تکلم نہیں ہے

شاہ تراب کا یہ تصور ہے کہ ایک ہی ذات ہے جس کے جلوے ہمیں بظاہر مختلف اور متفرق نظر آتے ہیں ۔ اس تصور کو شاہ تراب نے اپنی تمام تصانیف میں پیش کیا ہے ۔ "گلزار وحدت" کا "گل دہم" تو انہوں نے اسی نظریئے کی وضاحت کے لئے مختص کر دیا ہے "من سمجھاون" کے چند شعر ملاحظہ ہوں :—

کہیں شکل الف کہیں لام ہیگا
کہیں آ و قشقہ و گلفام ہیگا
کہیں کعبہ کہیں دیر صنم ہے
کہیں ویراں کہیں معمور صنم ہے
کہیں زاہد کہیں ہے آدم پرستی
کہیں مفلس کہیں ہے [illegible]

"من سمجھاون" کے تمام حصے [illegible]
اور زنار دونوں اسی کی علامتیں ہیں [illegible]

Marfat.com

تحدیدیں عائد کر کے اسے بندھنوں میں جکڑ دیتی ہیں ۔ اس لئے میں نے روایات یا پرم پرا کے بندھن سے چھٹکارا پانے کے لئے زنار اور تسبیح دونوں کو توڑ دیا ہے :—

پرم پارا زنار جس وقت توڑا
اُسی وقت تسبیح مصلیٰ کوں چھوڑا

اور اس خیال پر زور دینے کے لئے شاہ تراب نے دسویں حصے کے ہر بند میں مسلسل ان ہی دو مصرعوں کو دہرایا ہے ۔

« من سمجھاون » میں شاہ تراب نے سوال و جواب کی صورت میں بھی بعض متصوفانہ اور فلسفیانہ نکات کی وضاحت کرنے کی کوشش کی ہے۔ « چیلا » اپنے گرو سے سوال کرتا ہے اور پھر گرو جواب دیتا جاتا ہے ۔ « طالب » یا چیلا دنیا کی ابتداء اور تخلیق کے متعلق سوالات کرتا ہے تو گرو عام فہم انداز میں مطالب سمجھانے کی کوشش کرتا ہے ۔ چیلے کا ایک سوال اور گرو کا جواب ملاحظہ کیجئے ۔

سوال طالب :—

نہ کند تھا نہ رس تھا نہ تھا اسپرس جب
نہ تھا روپ اروی نہ تھا جہد نا عبد
نہ چھایا نہ مایا نہ تھا نیک نا بد
نہ تھا جن نا انس نا دیو نا دد
گروجی کہو رام جی کان اتھے تب
نہ تھا کچھ یو منڈان پر پنچ کا جب

Marfat.com

جواب :—

اگرچہ تفکر میں توں ہے گرفتار
یوسن داس سیوک توں میرے سوں گفتار
اشارے میں کہتا ہوں تجکوں سخن چار
اوسی میں سمجھ لے مفصل کو تکرار
اتھے رام جی تو نرنکھار نردھار
ہوا کُن سوں سن اے بچہ سارا پسار

سوال و جواب میں مطالب کی تفہیم کا یہ طریقہ ادبیات عالم میں قدیم زمانے سے رائج ہے۔ دکنی ادب میں شاہ تراب کا یہ انداز کوئی جدت نہیں تھی۔ سوال و جواب کے ذریعے سے مطالب کو سمجھانے کا یہ طرز اس لئے بھی اختیار کیا جاتا تھا کہ اس طرح تشریحات و توضیحات میں بڑی مدد ملتی تھی اور موضوع کے ہر گوشے پر باسانی روشنی ڈالی جا سکتی تھی۔ افلاطون نے بھی اسی طرز کو اپنا کر اپنے تصورات و نظریات کی اشاعت میں مدد لی تھی۔

زبان جیسا کہ اس سے پہلے بھی بیان کیا جا چکا ہے، شاہ تراب نے "من سمجھاون" میں ہندو فلسفے کی اصطلاحوں اور دیومالا کے قصوں کی مدد سے اسلامی عقائد و تصو[illegible] سمجھانے کی کوشش کی ہے اس [illegible] طرح "من [illegible] ہندی زبان کا کافی [illegible] نمایاں ہو گیا ہے۔ شاہ [illegible] میں بھی ہندی الفاظ موجود ہیں لیکن "من سمجھاون" میں ہندی سے [illegible]

اثر پذیری کا عکس اکثر جگہ جھلک گیا ہے - ہندی الفاظ ، ہندو مت کی اصطلاحات اور تلمیحات کے ذریعے سے اسلامی فلسفے کی تشریح ، وہ اس لئے بڑی ضروری سمجھتے تھے کہ دوسرے مذاہب والے باسانی ان کے مافی الضمیر کو سمجھ سکیں اور اُنہیں کسی قسم کی اجنبی اور نامانوس فضاء کا احساس نہ ہو اور تبلیغ و اشاعت کا کام زیادہ موثر اور قابل قبول انداز میں آگے بڑھ سکے - اصطلاحوں سے قطع نظر شاہ تراب نے "من سمجھاون" میں جو ہندی الفاظ استعمال کئے ہیں وہ بہت عام فہم ، سلیس اور مانوس قسم کے ہیں اور ان میں سے بہت الفاظ ایسے ہیں جو قدیم دکنی کی کسی بھی ادبی تخلیق میں باسانی مل جاتے ہیں - "من سمجھاون" کا ایک بند ملاحظہ ہو :—

یو تن من سکل دہن بدن جال نارے
سکھ آنند میں اس کوں تا پالنارے
پر اک بہانت جینے کیے دن ٹالنارے
آپس کوں توں مایا میں نہ گھالنارے
جو ہوشار گنونت چاتر ہے دانا
ارے من نکورے نکو ہو دیوانا

"من سمجھاون" میں شاہ تراب نے جہاں ہندی کے مانوس ، سبک ، اور ملائم الفاظ استعمال کئے ہیں وہاں کسی قسم کی گرانی اور بوجھل پن کا احساس نہیں ہوتا لیکن جب وہ سنسکرت اور ہندی کی ثقیل لغات اور نامانوس اصطلاحات استعمال کرتے ہیں تو نہ صرف نظم کی بےساختگی ، مٹھاس اور روانی متاثر ہوتی ہے بلکہ نظم میں ایک طرح کی آورد ، کرختگی ،

Marfat.com

اور کھرا پن بھی پیدا ہوجاتا ہے جو کہیں کہیں نہ دلچسپ اور نہ گوار معلوم ہونے لگتا ہے۔ مثال کے طور پر "من سمجھاون" کا یہ بند ملاحظہ ہو: —

ہے پرجا پتی اور نرنجن کرتا دھاتا
داتا اپج یونی سویم بھو کہلاتا
پیغمبر کو پیغام لاتا لیجاتا
اوپر مہیشور شیش شائی ہے داتا

"من سمجھاون" میں کہیں کہیں دکنی زبان کا اثر بھی [illegible] کوئی تعجب کی بات نہیں ہے کیونکہ شاہ [illegible] "من [illegible]" [illegible] کی ایک مقبول عام نظم [illegible] جگہ انہوں نے [illegible] میں بعض الفاظ ایسے بھی [illegible] ہیں مثال کے طور پر [illegible] بار پانچ وغیرہ وغیرہ۔ اپنے ایک [illegible] ایک کہاوت "کا سوچی [illegible]" [illegible] کے معنی کچھوے کی طرح ظاہر [illegible] ہیں —

بدی کے تخم [illegible]
سرگیان کہ کا [illegible]

اکثر دکنی شعراء کے کارناموں میں [illegible]

Marfat.com

چنانچہ شاہ میراں جی اسے ''ہندی'' لکھتے ہوئے کہتے ہیں : —

یہ بولوں ہندی سب ان ارتوں کے سبب
یو دیکھت ہندی بول پر معنی ہیں تب تول

اسی طرح اُن کے صاحبزادے برہان الدین جانم بھی ''ارشاد نامے'' میں فرماتے ہیں :—

عیب نہ راکھے ہندی بول

جعفر زٹلی، فضلی (مصنف ''دہ مجلس'') اور افضل بیگ نے ''تحفۃ الشعراء'' (۱۷۵۲ع) میں قدیم اُردو کو ہندی ہی کے نام سے یاد کیا ہے۔ شاہ تراب نے بھی اپنی زبان کے لئے ''ہندی'' کا لفظ استعمال کیا ہے، چنانچہ ''من سمجھاون'' کی تمہیدی نثر میں ان کا یہ جملہ ملاحظہ ہو ''مرہٹی بات میں ہوتی وو بولیا۔ میں اُس کا رمز سب دکھنی میں کھولیا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ و لیکن سربسر ہندی ہے بھاکا''۔ یہاں شاہ تراب نے لفظ ہندی اس لئے بھی استعمال کیا ہے کہ ''من سمجھاون'' میں اکثر جگہ اُنہوں نے ہندی الفاظ اور ویدوں کی اصطلاحیں وغیرہ استعمال کی ہیں۔ شاہ تراب نے کائنات کی تخلیق اور ''پران کنڈلی'' وغیرہ کے تصورات کو شاستروں اور ویدوں کے تصورات سے اخذ کرکے پیش کیا ہے اس لئے بھی ان کی زبان سنسکرت سے متاثر نظر آتی ہے۔

شاہ تراب نے اپنی اکثر ادبی تخلیقات میں اس کا ذکر کیا ہے کہ ان کی زبان فارسی اور ہندی الفاظ سے مرکب ہے اور وہ دونوں زبانوں کے الفاظ کے سہارے، ایک سادہ اور سریع الفہم زبان میں شعر کہتے ہیں تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ اس کو سمجھ سکیں۔ ''ظہورکلی'' میں

Marfat.com

شاہ تراب کہتے ہیں کہ میرے فرزند نے مجھ سے فرمائش کی ہے کہ میں ہندی اور فارسی کے الفاظ کی مدد سے یہ مثنوی لکھوں۔ اگر خالص فارسی میں یہ کتاب لکھی جائے گی تو ہر کس و ناکس اس سے مستفید نہیں ہوسکے گا چنانچہ میں نے "اصلاح ہندی مسلمانی" کی مدد سے یہ کتاب لکھی ہے:—

یک رسالہ تم کہو دکنی میں صاف
کہ عیاں ہوے جہاں میں رمز کاف
فیض پاوے جس تے سب ملک دکن
فارسی معلوم نہیں ہوتا سخن
مثنوی مولوی ہے فارسی
ہندوی ہے فارسی کی آرسی
اصطلاح ہندی مسلمانی ملا
چشم باطن کوں دو دوست کیے جلا

اور "اصطلاح ہندی و فارسی" کو "ملا ہے" کا جواز انہوں نے "رمز سمجھاوں" کے بیاض ہی شعر میں اس طرح پیش کر دیا ہے:—

زباں کی ہندی تو کیا معنی ہوں جیسے کام
تراب نے یوں کیا وصف دلارام

"گلزار وحدت" میں شاہ تراب کہتے ہیں کہ مجھے اس کی فکر نہیں کہ میری زبان میں ہندی الفاظ ہیں یا فارسی، میرا مقصد ... کو حقائق سے واقف کروانا ہے:—

غرض کچھ ہے نہ ہندی فارسی سوں
اسے درکار یاراں کی خوشی سوں

Marfat.com

من سمجھاون کے مخطوطوں کی بعض خصوصیات

شاہ تراب کی زبان پر تبصرہ کرتے ہوئے "من سمجھاون" کے مختلف نسخوں کی خصوصیات کو بھی بیان کر دینا ضروری ہے تاکہ زبان اور طریقہ تحریر کی قدامت کا اندازہ ہو سکے۔

(۱) من سمجھاون کے مختلف نسخوں میں "گ" کے لئے "ک" کی علامت استعمال کی گئی ہے جیسے کلفام۔ بیکا۔ جوکی۔ کیان جکر، کوہی، کھابرا وغیرہ وغیرہ۔ کتب خانہ سالار جنگ میں من سمجھاون کا جو نسخہ موجود ہے اس میں "گ" کو کہیں "ک" اور کہیں "گ" لکھا گیا ہے۔

(۲) یائے مجہول کے لئے عہد حاضر میں "ے" اور یائے معروف کے لئے "ی" کی شکل استعمال ہوتی ہے لیکن "من سمجھاون" کے نسخوں میں یائے مجہول اور یائے معروف کا کوئی لحاظ نہیں رکھا گیا ہے مثلاً کلای۔ ہوکی۔ دہندی۔ پڑی گا۔ وغیرہ وغیرہ اور اسی طرح بھکارے۔ خارے، سیتی اور روگے وغیرہ وغیرہ الفاظ ہے۔

(۳) اکثر جگہ مختصر حرف علت کے اظہار کے لئے "و" اور "ی" کا استعمال کیا ہے جیسے پورا۔ بولانے، سینسار، اودہر وغیرہ وغیرہ

(٤) ضمیر وہ کے لئے کہیں اُو اور کہیں وو تحریر کیا گیا ہے۔

(٥) ہائے مخلوط اور ہائے ہوز کے لکھنے میں بھی کسی خاص فرق کو ملحوظ نہیں رکھا گیا ہے مثلاً کہی، جھرتی، ہاتی بہنورا، بہید، گہر وغیرہ وغیرہ۔

Marfat.com

"من سمجھاون" میں شاہ تراب نے قواعد کے ان ہی اصولوں کو پیش نظر رکھا ہے جو ہمیں عام طور پر کسی بھی قدیم دکنی مخطوطے میں نظر آتے ہے مثلاً

(۱) عام طور پر دوسرے دکنی شعراء فارسی کے تتبع میں جس طرح جمع بناتے ہیں اسی طرح شاہ تراب نے اکثر جگہ منکیاں، کسوتاں، مریداں، قدماں، بزاراں، بامن وغیرہ استعمال کیا ہے۔

(۲) بعض الفاظ جو اب مذکر بولے جاتے ہیں اُنہیں مونث استعمال کیا ہے اور اسی طرح مونث کو بطور مذکر استعمال کیا ہے۔ مثلاً سیر، جان، عرض جھوڑتی وغیرہ۔

(۳) شاہ تراب بعض جگہ دو فارسی الفاظ سے ترکیب بنانے کی بجائے ایک فارسی اور ایک ہندی لفظ کا بھی مرکب بنا لیتے ہیں مثلاً باج من، یار کی بچرت، مال دھن وغیرہ اسی طرح کی اضافتیں نہ صرف دکنی شعراء بلکہ شمالی ہند کے بھی بعض ابتدائی غزل گو شعراء کے کلام میں نظر آتی ہیں مثلاً سودا کہتے ہیں: —

بخشتی ہے گل تو رستہ کی رنگ امیدی
پوشش چھوٹ قلمکار پر دشت مجنوں

(٤) شاہ تراب نے بہت سے لفظ ایسی املا [illegible] ہیں جیسا کہ عام طور پر ان کا تلفظ [illegible] مُند، تھین، بانی، باندہ، بات، سبی وغیرہ۔

Marfat.com

(٥) شاہ تراب کی « من سمجھاون » میں بہت سے ایسے الفاظ بھی موجود ہیں جو اب متروک ہوچکے ہیں مثلاً کنے ۔ اہے ۔ ہور ۔ مٹو ، رہن ہار ۔ یو ۔ ٹھار ۔ گھالنا ۔ سنگاتی ۔ اوتا ما ۔ گھابرا دستا ، منے ۔ سوں ، کوں ۔ توں اور ہیگا وغیرہ ۔

طرز ادا : شاہ تراب کی « من سمجھاون » طرز ادا کے اعتبار سے ایک پسندیدہ نظم کی جاسکتی ہے ۔ « مناچے شاوک » کے اسلوب کی طرح « من سمجھاون » کا انداز بیاں میں بڑی شگفتگی ، نرمی ، سلاست اور جاذبیت پائی جاتی ہے ۔ « من سمجھاون » کی خوبی یہ بھی ہے کہ وہ اپنی افادیت اور مقصدیت کے باوجود بالکل بے کیف ، سپاٹ اور اکتا دینے والی نہیں ۔ رنگین اور ہلکے پھلکے مطالب کو رسیلے انداز میں پیش کرنے میں اتنی دشواری نہیں ہوتی جتنی پیچیدہ مطالب اور اخلاقی و فلسفیانہ نکات کو پر اثر ، دلچسپ اور گوارا بنا کے پیش کرنے میں ہوتی ہے ۔ شاہ تراب کا انداز بیاں « من سمجھاون » میں اکثر جگہ اثر انگیز ملائم اور پرکشش محسوس ہوتا ہے :—

اے فانی سرا کچھ وفادار نہیں ہے
یہاں کوئی دائم رہن ہار نہیں ہے
پورے وقت کا کوئی دلدار نہیں ہے
چمن باغ کثرت یو درکار نہیں ہے

دنیا کی بے ثباتی ، حسن کے زوال اور مادی جاہ و حشمت کی

Marfat.com

ناپائداری کو شاہ تراب نے کتنے اچھے انداز میں پیش کیا ہے :—

روپا ہور سونا تو اک بار دیکھت
اکڑتا ہے کئی پہن زر تار کسوت
صبا مار لاوں کی لیوے گا عزت
بسر جائے گا سب یو دھن مال دولت

« من سمجھاون » کے اشعار میں بڑی روانی ، سبک روی اور بے ساختگی پائی جاتی ہے ۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ شاہ تراب نے اپنے مافی الضمیر کو ظاہری طمطراق ، تصنع اور آرائشی اہتمام کی پرواہ کئے بغیر بڑی بے تکلفی اور سلاست کے ساتھ ادا کر دیا ہے ۔ « من سمجھاون » کے اشعار میں اتنی روانی ہے کہ اس کی زبان قدیم ہونے کے باوجود اس کے اشعار نہایت آسانی کے ساتھ ہماری زبان سے ادا ہو جاتے ہیں اور زبان کہیں اٹکتی اور رکتی نہیں ۔ اسی روانی اور بے ساختگی نے « من سمجھاون » کو ایک پسندیدہ نظم بنا دیا ہے ۔ قناعت کی اہمیت بتاتے ہوئے شاہ تراب نے فقیری کی عظمت کو کس طرح سراہا ہے :

فقیری میں کیا فکر درکار ہے رے
ہمیشہ تیں اگر ہشیار ہے رے
وو رزاق مطلق خبردار ہے رے
ہر یک جا پہ بادل سو وتار ہے رے

رے من اس [illegible] کا سمجھ سہ
لیا ہات میں جوں کا سن نے کاسہ

Marfat.com

شاہ تراب کے پیرائے بیان کی ایک اور خصوصیت زبان کی سادگی اور سلاست ہے اُنہوں نے جہاں سنسکرت اصطلاحیں استعمال کی ہیں وہاں الفاظ ادق اور مشکل معلوم ہوتے ہیں ورنہ " من سمجھاون " کا عام انداز بہت سلیس اور سادہ ہے مندرجہ ذیل بند ملاحظہ ہو :—

صفت کر اول اس کی جو رام ہیگا
اُسی رام سوں ہم کو آرام ہیگا
سدا رام کے نام سوں آرام ہیگا
ہمن دھیان اس کا صبح شام ہیگا

" من سمجھاون " میں تشبیہات اور استعاروں یا کلام کی صوتی قدروں کی طرف بہت کم توجہ دی گئی ہے ۔ رام داس کی " داس بودھا " میں ضائع بدائع اور صوری خوبیوں کی کمی نہیں لیکن " مناچے شلوک " میں رام داس کا انداز بیان نسبتاً سادہ اور آرائش و زیبائش سے پاک ہے ۔ اسی طرح " من سمجھاون " میں بھی شاہ تراب نے الفاظ سے زیادہ مطالب اور معنوی خوبیوں کو پیش نظر رکھا ہے ۔ شاہ تراب نے اپنی دوسری تصانیف میں اس خیال کا اظہار کیا ہے کہ وہ لفظ سے زیادہ معنی کو اہمیت دیتے ہیں چنانچہ " ظہور کلی " میں شاہ تراب کہتے ہیں :—

عارفاں کوں لفظ سوں نئیں کار ہے
معنئی مضبوط سب درکار ہے
عارفاں دیویں گے میری داد کوں
دیکھ کر میرے یو سب ارشاد کوں

Marfat.com

ایک اور جگہ شاہ تراب نے شعر کی یہ خوبی بتائی ہے کہ اس میں زیادہ سے زیادہ معنویت موجود ہو اس کے بعد وہ کہتے ہیں کہ میرے کلام داد بالہوس اور ظاہر پرست نہیں دے سکتا وہ تو ظاہری آرائش و نمائش اور الفاظی پر نظر رکھتا ہے - شاہ تراب کہتے ہیں کہ میرا خطاب عارفوں سے ہے اور میں ان کی تحسین کا خواہش مند ہوں :—

گر سخن مربوط و نا مربوط ہوئے
شعر اُو جو معنی مضبوط ہوئے
لفظ پر ہرگز کرو مت کوئی نظر
معنی قرآن ہیں سب معتبر
بوالہوس سمجھے گا کیا میرا کلام
بحث لایعنی کرے گا صبح شام
مجھ کوں عارف کی سمجھ سوں کام ہے
اُن کی تحسین سوں مجھے آرام ہے

"من سمجھاون" میں کہیں کہیں بعض بہت خوبصورت ترکیبیں موجود ہیں لیکن اُن کی حیثیت شعری زیبائش نہیں بلکہ وہ خیال کا ایک جزو بن کر ہمارے سامنے آتی ہیں -

جب ہم شاہ تراب کی شعری تخلیقات اور خاص طور نظم "من سمجھاون" پر تنقیدی نظر ڈالتے ہیں تو معلوم [illegible] ایسے غیر اہم شاعر نہ تھے جن کے ادبی کمالات کو ہم نظر انداز کر سکیں - شاہ تراب کی شاعری میں زندگی کے حقائق کی تلاش اور

Marfat.com

کائنات کے رموز جاننے کی تمنا ہے ۔ صوفی کے قلب کی دھڑکنیں اور اس کا خلوص ہے ۔ صداقت سے پیار کرنے کا جذبہ ہے ۔ حیات کی ابدی قدروں کی عظمت کا احساس ہے اور انسانی سیرت کو اونچے آدرش تک لے جانے کی آرزو ہے ۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ خود شاہ تراب کو اپنے کلام کی ان خصوصیات کا احساس اور اُن کی افادیت کا ادراک تھا ۔ "ظہور کلی" میں وہ ایک جگہ کہتے کہ لوگوں نے میری زندگی میں میری قدر و منزلت نہیں کی لیکن مجھے یقین ہے کہ میرے بعد وہ مجھے یاد کر کے ضرور کف افسوس ملیں گے :—

ہم قفس عنصری چھوڑیں گے جب
تب نپٹ پچتائے گا عالم تو سب
دست افسوس سب ملیں گے ایکبار
ہم ہووے گے قید قالب سوں جو پار

★

Marfat.com

من سمجهاون

Marfat.com

Marfat.com

من سمجھاون

اے اوس کی من کی پوتی[1] کا جواب ہے کہ جس کا
رام داس خطاب ہے - مرہٹی بات میں پوتی وو بولیا۔
میں اس کا رمز سب دکھنی میں کھولیا، یہی من سمجھاون
اوس کا نام راکھا و لیکن سر بسر ہندی ہے بھاکا۔

زباں کوئی ہوئی تو کیا معنی سوں ہے کام
تراب نے یوں کیا وصف دل آرام

★

صفت کر اول اوس کی جو رام ہوگا
اوسی رام سوں ہم کو آرام ہوگا
سدا رام کے نام سوں کام ہوگا
ہمن دھیان اوس کا صبح شام[2] ہوگا
وو ہی گل وو ہی مُل وہی جام ہوگا
وو ہی ساقی بزم گلفام ہوگا

الک نام اللہ نرنجن ہری ہے
نرنکہار نرگن وو پرمیسری ہے
صفت اوس کی ہر شی میں دائم بھری ہے
وو گنگا وو جمنا وو گوداوری ہے
وو ہی ذوالجلال اور اکرام
وو ہی ساقی بزم گلفام ہوگا

---

۱ - سمرتھ رام داس کی مشہور اور مقبول عام کتاب منشی مناچے شلوک کی طرف اشارہ ہے۔
۲ - د - اوسی رام کے سنگ سنگرام ہوگا۔

Marfat.com

کنیا بڑا دیو جگ میں بنایا
مہادیو کا روپ جس نے دیکھایا[1]
وو ہی پاربتی کوں تو پرکھت دکھایا
چھپی بات ہر دل سوں سب بھار لایا[2]

کنیا تو جس دیو کا نام ہیگا
وو ہی ساقی بزم گلفام ہیگا

کنیا سچا مول آکار کا ہے
کنیا سچا اسم قہار کا ہے
کنیا[3] یو پرکاش سنسار کا ہے
کنیا تو مندبر پرستار کا ہے[4]

جو اظہار کثرت کا انجام ہیگا
وو ہی ساقی بزم گلفام ہیگا

کشن جس کوں کہتے علی نام ہیگا
علی نام لینے سوں آرام ہیگا
کشن بھوگ لیکن ابھوگی رہے گا
وو جو گیون میں مل کر اجوگی رہے گا

یہ سب خلق کو جس ستی کام ہیگا
وہو ہی ساقی بزم گلفام ہیگا

---

۱ - ج - مہادیو کا روپ جس میں بنایا
۲ - ب - چھپی بات پردے سوں سب بھار لایا
— ج - چھپی بات پردے کے سب بھار بہایا
۳ - د - کنیا تو چندر اسی نار کا ہے
— ج - کنیا ستی روپ سنسار کا ہے
۴ - ج - کنیا سو چندر پرستار کا ہے
— د - کنیا تو پرکاش سنسار کا ہے

Marfat.com

ہمن ہم کوں ہم دیکھنے جگ میں آنے[1]
ہمن ہم کوں ہم دیک[2] ہم کوں گنوانے
ہمن داس کنیں ہور گرو کنیں کلانے[3]
ہمن ہم کوں اس گھٹ سوں پرگھٹ[4] دکھانے

کہ جس دل میں عشق[5] دل آرام ہیگا
وو ہی ساقی بزم گلفام ہیگا

ہوا حرص غصے کا سنگات[6] کر مت
کرود کام اور لوپ کا پاپ[7] کر مت
ارے من تو مایا کا سورات کر مت
حسودان کی توں بات ہو گھات کر مت[8]

جسے ایکساں کفر و اسلام[9] ہیگا
وو ہی ساقی بزم گلفام ہیگا

---

۱ - ا - روپ لانے
۲ - ب - ہمن ہم کوں ہم دیکھ کر ہم کوں پانے
— ا - ہمن ہم کوں ہم دیکھ ہم ہم پانے
۳ - د - ہمن داس اور ہم گرو کنیں کلانے
۴ - د - ہمن ہم کوں ہم دیکھ ہم ہی کوں پانے
۵ - ب - نقش دل آرام
٦ - د - سوغات
۷ - ب - کہہ ہور کینے کی کچھ بات کر مت
— ج - عمر ضائع غفلت میں دن رات کر مت
۸ - د - حسودان کی مل بات کج گھات کر مت
۹ - ب - جسے ایکساں خاص ہور عام ہیگا

Marfat.com

٤

ہوا جلوہ گر احد میں ستی وحدت[1]
بھرا وحدیت سونچ بازار کثرت
اتھی کاف و نون میں عجب اُوس کی حکمت
دسی جس ستی قرب و فرقت کی لذت[2]

صفاتوں سے جس کے نہ اجسام ہیگا
وو ہی ساقی بزم گلفام ہیگا

ارے من توں مایا میں چپ عمر کھو مت
بیزان بات دے سر کو پچھتا کے رو مت
بدی کے تخم باغ من[3] کے میں بو مت
بسر گیان کوں کا سوچی زوپ سو مت

جو کوئی عاشق پاک بدنام ہیگا
وو ہی ساقی بزم گلفام ہیگا

ارے من یہ سب جھوٹ سنسار ہے رے
بورے وقت کا کوئی نہیں یار ہے رے
یہو پرپنچ سارا تو آکار ہے رے[4]
اوسے جن نے سمجھا سو ہوشیار ہے رے

جو دل مبتلائے گل اندام ہیگا
وو ہی ساقی بزم گلفام ہیگا

---

۱ ۔ ب ، د ۔ ہوا جلوہ گر احدیت ستی وحدت
۲ ۔ دسی جس ازک سوچہ قربت کی لذت
۳ ۔ ب ، د ۔ باغ نیکی
— ج ۔ بدی کا تخم باغ میں دل کے بو مت
٤ ۔ ا ۔ یو پرپنچ کا سارا آکار ہے رے

ارے من نہ دیول کا ہو توں پجاری
نہ مسجد منے کر نمازی[1] سوں بازی
سدا ہوکے پھر توں درس کا بھکاری
اے میں توں کے درمیاں ہوئی تیری خواری
نہیں جس کنے خاص ہور عام ہیگا
وو ہی ساقی بزم گلفام ہیگا

نہ تھا جب یو پر پنچ تب شیونیہ اتھا سب
نہ اکار نہ اوکار نہ جہت تھا تب[2]
ہوا شوق منذان کا رام کوں جب
کیا کُن سوں اسباب برہمانڈ کا سب
سزاوار اوس کوں یو سب کام ہیگا
وو ہی ساقی بزم گلفام ہیگا

حسینی کو مہدی ہادی پچھانو
خدا ہور محمد علی ایک جانو[3]
ہمیشہ اوسے صدق دل سیتی مانو
تراب کی سنو بات تم اے دیوانو
ہدایت کا جس بت[4] سر انجام ہیگا
وو ہی ساقی بزم گلفام ہیگا

---

۱ ۔ ج ۔ نہ مسجد میں کرنا نمازی سوں بازی ۔ ب ۔ نہ مسجد ۔ کر نما
۲ ۔ ب ۔ نہ رب
۳ ۔ د ۔ کیا کن سوں اثبات برہمانڈ کا سب
۴ ۔ ب ۔ خدا ہور محمد علی کر کر جانو
۵ ۔ ب ۔ سے

Marfat.com

نظر میں نظر کر بشر کے ہنر کوں[١]
ہنر سوں بصیرت کی پاؤں خبر کوں[٢]
تماشے کوں آئے ہیں اس رہگذر کوں
ہمن سارے مل کر اودھر سے ایدھر کوں

نکو چپ کرو جمع اس[٣] رہگذر کوں
اُٹھو جی اُٹھو اب چلو جائیں گھر کوں

ہمن مہمان ہوکے آئے ہیں یاں سب[٤]
ہوا حرض غصے سوں کیا ہم کو مطلب
قلم آزمائش کوں بھیجا اہے[٥] رب
اسی واسطے سب کوں کہتا ہوں جب تب

سنو الفت خویش و دختر پسر کوں
اُٹھو جی اُٹھو اب چلو جائیں گھر کوں

گگن محل کئے ہم نر آکار جوگی
اہیں نیند میں ہوکے گوئند بھوگی[٦]
سکھ آنند پائے بسر سوگ سوگی
نکو بار بیٹھو چپ ہوکے روگی[٧]

عبث جا پڑے ہو کدھر سوں کدھر کوں
اُٹھو جی اُٹھو اب چلو جائیں گے گھر کوں

---

١ ۔ د ۔ نظر میں نظر بھر بصر کے ہنر کون
٢ ۔ ب ۔ ہنر سے بصر کی میں پاوں خبر کون ج ۔ ہنر کی بصیرت سن پایا خبر کون
٣ ۔ ب ۔ سیم و زر د ۔ مال و زر
٤ ۔ ج ۔ ہمن ہو کو آئے ہیں مہمان یان سب ا ۔ جو مہمان ہم ہو کے آئے ہیں یاں سب
٥ ۔ د ۔ اتھا
٦ ۔ ا ۔ اہین بن میں ہم ہر کے گوبند بھوگی د ۔ اہے برہمن ہو کے گوبند بھوگی
٧ ۔ ب ۔ نکر یار بیٹھو سب ہی ہو کے روگی ج ۔ نکو ہو کے بیٹھو جی تم ہوئے روگی

Marfat.com

کہاں اگ کلاویں دین مسافر مسافر
بسر وطن اصلی کے آرام کا گھر[1]
جمع مت کرو مال و دھن اے مزور[2]
بچھڑ کر ہونے دھن سوں کیتے دن ہم پر
اتا دیکتا[3] جا اُسی اب شکر کوں
اُٹھو جی اُٹھو اب چلو جانیں گھر کوں

اپس کی خلافت اگرچہ دیا ہے
و لیکن بولانے کا وعدہ کیا ہے
بڑا شوخ چنچل واچپل بیا ہے
ہمن ہیچ ویتا گ ہجرت دیا ہے
بندو دھن سوں اپنے نا تار نظو کوں
اُٹھو جی اُٹھو اب چلو جانیں گھر کوں

اگرچہ سریچن تو بیچون کلاتے
صفت سون ہماری صفت اوس کی باتے
بسر راہ دلدار کی[4] سد گنواتے
ب ہی عبد و معبود دونوں سُہاتے
ستہ مٹی پنا ہور باندھ کمر کوں
اُٹھو جی اُٹھو اب چلو جانیں گھر کوں

۱ - ج - بسر کر وطن اصلی آرام کا گھر
۲ - ب - برادر
۳ - ب - دیکھنا
۴ - ا - کوں

Marfat.com

۸

اے فانی سرا کچ وفادار نئیں ہے
یہاں کوئی دائم رہن ہار نئیں ہے
بورے وقت کا کوئی دلدار نئیں ہے
ہمن باغ کثرت[1] یو درکار نئیں ہے
مسافر ہو نکلے ہیں دو دن[2] سفر کوں
اُٹھو جی اُٹھو اب چلو جائیں گے گھر کوں

کہیں باند تاگا برہمن کلانے
کہیں گائے پوجے کہیں کاٹ کھانے
کہیں دیو پوجے کوں دیول بنانے
کہیں توڑ دیول کوں مسجد اوچانے[3]
اتا سٹ[4] کے سب مٹے پنے کے کفر کوں
اٹھو جی اٹھو اب چلو جائیں گے گھر کوں

یہاں کوئی ساتی[5] نہیں ہے ہمارا
زن و مال فرزند سارا پسارا[6]
تمارا مگر ہے اشارہ بشارا[7]
نہیں کوئی آخر[8] ہمارا تمھارا
سنوارو آپس ہات اپنی قبر کوں
اٹھو جی اٹھو اب چلو جائیں گے گھر کوں

---

۱ ۔ باغ کثرت کا
۲ ۔ سیر سفر
۳ ۔ ج ۔ اٹھانے ۔ ب ۔ بنانے
٤ ۔ ا ۔ چھوڑو
۵ ۔ د ۔ نشانی
٦ ۔ ج ۔ زند و مال فرزند ہور خویش سارا
۷ ۔ ج ۔ ہمن سون ہوا ہے یو سارا پسارا
۸ ۔ د ۔ دائم

Marfat.com

نگر میں ہمارے نہیں کوئی دوجا
ہمن کس کا کرنا وہاں جا کے پوجا
نہ مسجد نہ مندر کہیں ٹھار سوجا
اپس کوں اپی جا نرآکار ہوجا

ہمن دیکھنا جا اُوسی اب شکر[1] کوں
اٹھو جی اٹھو اب چلو جائیں گے گھر کوں

کہیں ٹھارتا نئیں جدائی ستی من
تڑپتا ہے من دیکھنے دھن کا درشن
نہیں من کوں بھاتا ذرا سیر گلشن
اوداسی بھنور ہوکے پھرتا ہے بن بن[2]

کہاں لگ پھرائیں کہو ہیں خون جگر کوں
اٹھو جی اٹھو اب چلو جائیں گے گھر کوں

ہمن کیا ہے درکار سیر چمن سوں
نہ مطلب رکھے ہند و ملک دکن سوں
مسافر ہو نکلے ہیں اپنے وطن سوں
دراب کے تو مل سات چین و امن سوں

نظر میں ... کر کے ... [3]
اٹھو جی اٹھو اب چلو جائیں گے گھر کوں

---

۱ ۔ ب ۔ گل بدن
۲ ۔ ج ۔ اداسی ہو پھرتا ہوں ...
— د ۔ دیوانہ ہو پھرتا بھنور ہو کے ...
— ب ۔ اوداسی ہو پھرتا ھے ...
۳ ۔ د ۔ نور نظر

Marfat.com

ارے من مجھے بول تیرا ٹھکانا
کہاں سوں ہوا ہے یہاں تیرا آنا
نہ تیرا یہاں خویش نہ کوئی یگانا
یہاں سوں کہاں پھر تیرا ہوگا جانا
اگر توں ہے پردیس پنچھے دیوانا[1]
ارے من نکو رے نکو ہو دیوانا

جتے لگ تو جورو بچے پیار کرتے
موئے پر بھی مردہ ککر جیو میں روتے[2]
تجے گاڑ ماٹی میں سارے بسرتے
تیرے پیچھے[3] ہرگز نہیں کوئی مرتے
یہ سارا ہے پرپنچ جھوٹا زمانہ
ارے من نکو رے نکو ہو دیوانا

یو تن من سکل دھن بدن جال نا رے
سکھ آنند میں اس کوں نا پالنا رے
ہر ایک بھانت جینے کے دن ٹالنا رے
آپس کوں توں مایا میں نہ گھالنا[4] رے
جو ہوشیار گنونت چاتر ہے دانا
ارے من نکو رے نکو ہو دیوانا

---

۱ ۔ د ۔ اگر توں ھے پردیس پنچھے سیانا
ــــ ا ۔ اگرچہ ھے پردیسی پنچھی سیانا
۲ ۔ ا ۔ ڈرتے
۳ ۔ ب ۔ ساتھ
٤ ۔ د ۔ ڈالنا

Marfat.com

روپا[1] ہور سونا توں اک بار دیکھت
اکڑتا ہے کی ہیں رز تار کسوت
ما مار لاون کی[2] لیوے گا عزت
بسر جائے گا تب یو دھن مال دولت[3]

اے دنیا کے دھن مال کو نہ پتیانا
ارے من نکو رے نکو ہو دیوانا

اچھا دیکھ چیرا کسی کے توں سر پر
اپس کو نہیں کر کو حسرت[4] نکو کر
نہیں کام آنے کا یہ حرص آخر
بقا جاں فانی سرا کا سکل گھر[5]

مدامی سمجھ کر اپس کا ٹھکانہ
ارے من نکو رے نکو ہو دیوانہ

اے منسار سون ہات دھونا ہے آخر
خبر میں اکیلا چھ سونا ہے آخر
تجے خاک در خاک ہونا ہے آخر
سگے سو دھرے مل کو رونا ہے آخر

نرم روئی نہالی کا دیکھت بچھانا
ارے من نکو رے نکو ہو دیوانا

---

۱ ۔ د ۔ چاندی
۲ ۔ ب ۔ سے
۳ ۔ ا ۔ بسر جاوگے تم یو دھن مال دولت
٤ ۔ ب ۔ حسرت
۵ ۔ ج ۔ فنا جان دنیا کا یہ مال ہور زر

Marfat.com

یہاں جب توں دو دن مسافر ہو آیا
برابر ہے تجکوں تو[۱] اپنا پرایا
عبث جگ کے دھندے میں کی سُدھ گنوایا
نہیں کام آنے[۲] کا آخر یو مایا
بسر جا کے اپنا تو او گھر پرانا
ارے من نکو رے نکو ہو دیوانا

یہ ماٹی کے تن کوں تو سنگارتا کی
نکل جائے گا تن سوں جس وقت تر جی[۳]
وسے چپ کھلانا ہے کی دود ہور گھی
رہے گی توں آخر کدن ماٹی کی ماٹی[۴]
مٹھا بوج کے چپ کے جھوٹا ہو کھانا
ارے من نکو رے نکو ہو دیوانا

بچے ہور جورو نہ کوئی آئیں گے کام
کہ جب مرت کا تجکوں ہوئے گا پیغام[۵]
دیوی کا تیری نام چپ لے صبح و شام[۶]
بسر جائے گا دھندے منے رام کا نام
جز نے آتما رام کا گھر پچھانا
ارے من نکو رے نکو ہو دیوانا

---

۱ ـ ب ـ دو
۲ ـ ب ـ اوائے گا
۳ ـ ج ـ نکل جائے گا تن سوں جس وقت پر جی
۴ ـ ا ـ ارے من یو ماٹی کا نئیں کوئی ساتی
۵ ـ د ـ آوئے گا
۶ ـ دیوائے کا تیری توج جھوٹی صبح و شام
۷ ـ ا ـ کہتی چپ دیکھو رام کا کر کر ہاء
ـــ ب ـ چپی آتما رام کا کر کر ہاء

Marfat.com

قبر میں تیرا کوئی ساتی نہیں ھے[1]
کٹھن وقت کا کوئی سنگاتی نہیں ھے[2]
تیرے حال پر عار آتی نہیں ھے
یہ دنیا کسی پر سہاتی نہیں ھے[3]
اگر اس بلا سوں آپس کو بچانا
ارے من نکو رے نکو ہو دیوانا

منور سجا عرش اکبر کتے ہیں
ارے من تجے رام کا گھر کتے ہیں
یہ پنچ بہوت کا تج کون زیور کتے ہیں
ترا رتبہ سب سون بلند تر کتے ہیں
یو بستی سو دنیا پو ہوکر اوتانا[4]
ارے من نکو رے نکو ہو دیوانا

تراب سون تجے کام جب آ پڑے گا
ہوکر گھابرا تب نپٹ گر پڑے گا[5]
تیرا تجکون لینے کا دینا پڑے گا
توں اس وقت پر بول کس سون لڑے گا
جمع کرکے دھن مال کا سب خزانا[6]
ارے من نکو رے نکو ہو دیوانا

۱ - ج - کہ جس دل میں عشق ذاتی نہیں ھے
۲ - ج - بجز رام کے کوئی ساتی نہیں ھے
۳ - ب - یہ دنیا کسی کو بہاتی نہیں ھے
۴ - د - یہ بستی سو دنیا یہ ہوکر ...
۵ - د - ہوکر گھابرا تو نپٹ گر پڑے گا
۶ - ب - جمع کر بہت مال زر کا خزانہ

Marfat.com

نکو رام کو ڈھونڈ چمنے چمن میں
نہ سمدور میں نا تو ساتوں گگن[1] میں
جگا جوت اُس کا چ ھے سب رخن میں
بھرا آتما رام ہر الک کے تن من میں[2]
الک نام دستا ھے میرے نین میں
ھے سارا سکت ست گرو کے چرن میں

چو پچھ دیو پو جے کون دیول میں جاتا
چو پچھ باند تا کا برہمن کلاتا[3]
چو پچھ نام آڑا کھڑا کیوں لگاتا
چو پچھ من کون میں تون کے جگڑے میں بھاتا
ارے من شتابی ستی آسرن میں
ھے سارا سکت ست گرو کے چرن میں

نہ کاشی بنارس نہ ترپتی کون
نہ گوداوری جا نہ بھاگی رتی کون
نہ گنگا نہ جمنا نہ جا سرسوتی کون
کہیں ڈھونڈ کرپا[4] گرو دھن پتی کون
ارے من شتابی ستی آسرن میں
ھے سارا سکت ست گرو کے چرن میں

---

١ ـ ب ـ نہ سمدور میں جانہ ساتوں گگن میں
٢ ـ د ـ بھر یا ھے تمام رام ہر ایک تن من میں
٣ ـ ب ـ چو پچھ موکو سیندور لگا کر دیکھا تا
٤ ـ د ـ جا

Marfat.com

نکو گھر کا مٹ چھوڑ پھر توں اوداسا[1]
نکو آج ہور کل کا رکھ دل میں آسا
سمج دیکھ ہے سب آکاسا بھی کاسا[2]
مہا پُرش ست گرو کا ہو رہ تو داسا[3]

ارے من شتابی ستی آسرن میں
ہے سارا سکت ست گرو کے چرن میں

جہاں ترکٹی محل سنگم بنایا[4]
وہاں سونرگ اپروپ موتی بنایا[5]
اس اپروپ موتی کا وو بھید پایا
جسے رام مارگ گرو نے بتایا

ارے من شتابی ستی آسرن میں
ہے سارا سکت ست گرو کے چرن میں

مولا دھار چکر میں تو اپان ہے
سمجھ خوب سینے میں باد سمان ہے
ارے یارو ہردے چکر میں پران ہے
وہاں کنٹھ میں اور سینے میں سمان ہے

ارے من شتابی ستی آسرن میں
ہے سارا سکت ست گرو کے چرن میں

۱ ۔ د نکو چھوڑ مٹ گھٹ کا پھر یہ اوداسا
۲ ۔ ج ۔ سمجھ دیکھ ہے سب کا اٹا نراشا
۳ ۔ ب ۔ مہا پرش ست گرو کا ہو رہ توں داسا
٤ ۔ جہاں ترکوٹ و پروت سنگم بنایا
۵ ۔ ج ، د ۔ وہاں ایک اپروپ موتی بنایا

Marfat.com

سوداش ٹھان میں رجو گُن ہے برہما کی بستی
تو سینے میں ستو گُن ہے وشنو کی بستی
ہے ہردے چکر میں تمو گُن و اندر کی بستی
کنٹھ استھان میں مایا کی شکتی کی بستی

ارے من شتابی ستی آسرن میں
ہے سارا سکت ست گرو کے چرن میں

سمان ساتویں کا تو راجا زحل ہے
چھٹا آسمان مشتری کا محل ہے
ہی پنجم کا مریخ صاحب عمل ہے
چہارم میں خورشید شاہ نول ہے

ارے من شتابی ستی آسرن میں
ہے سارا سکت ست گرو کے چرن میں

سیوم آسمان میں ہے زہرا ستارا [1]
عطارد کا دویم فلک میں نظارا
اول پر ہے مہتاب کا خوش چمکارا [2]
دسیا جیو جنتو کا سارا پسارا [3]

ارے من شتابی ستی آسرن میں
ہے سارا سکت ست گرو کے چرن میں

---

۱ ۔ د ۔ نقارہ
۲ ۔ د ، ب چند رمان کا اول فلک میں چمکارا
۳ ۔ ب دسیا پیو چترا کا سارا نظارا

Marfat.com

اہیں داوجدی دو کیوان کے گھر[1]
کہ برجیس کون قوس ہور حوت خوشتر
حمل ہور عقرب میں بہرام سرور
دیا ثور و میزان کو زہرا نے زیور[2]

ارے من شتابی ستی آسرن میں
ہے سارا سکت ست گرو کے چرن میں

عطارد لیا سنبلہ ہور جوزا
اسد جانیے خورشید سرطان میں چندا
اگر کس[3] گرو سیتی اے بھید سمجھا
ہوا ست گرو کا سچا تب وہ چیلا[4]

ارے من شتابی ستی آسرن میں
ہے سارا سکت ست گرو کے چرن میں

کتے[5] باند تاگا کلاتے برہمن
کتے شیو سادھو ہو سادھے ہیں سمرن
کتے پوجتے ہیں سدا رام لچھمن
کتے یوں کہتے الک او نرنجن[6]

ارے من شتابی ستی آسرن میں
ہے سارا سکت ست گرو کے چرن میں

---

١ ـ ب ـ داو ہور جدی دونوں کیوان کی گھر
٢ ـ ا ـ دیکھو ثور میزان و زہرا نے اس
٣ ـ د ـ ست گرو
٤ ـ د ـ ہوا ست گرو کا سچا تو وہ چیلا
ـــ ب ـ ہوا جب گرو کا سچا تب وہ چیلا
ـــ ج ـ تب ہی ست گرو کا توں ہوئی کا چیلا
٥ ـ د ـ کہیں
٦ ـ ب ، د ـ کتے پوجتے ہیں الک و نرنجن

Marfat.com

کتے جو گئے بیٹھتے جوگ آسن
کتے بھوگئے چڑ کو پھرتے سنگا سن
کتے لوگ ٹھہرے بری من اوپاسن
کتے دیکھتے ہیں سدا رام لچھمن[1]

ارے من شتابی ستی آسرن میں
ہے سارا سکت ست گرو کے چرن میں

کتے لے[2] کو تسبی منکے پھراتے
بڑے پاک زاہد نمازی کہلاتے
ولے من کے منکیاں کا نئیں بھید پاتے
سدا میں پنے میں اپس سدھ گنواتے[3]

ارے من شتابی سدا آسرن میں
ہے سارا سکت ست گرو کے چرن میں

اول جیو جلا ہے اُوسے[4] کیا جلاوں[4]
چلی خاک پر پھر کہاں پر بناوں[5]
اے میں توں کہے پر کہو کیا کلاوں[6]
گنوا خُدکوں خلقت میں کیا ڈھونڈ لاوں[7]

ارے من شتابی ستی آسرن میں
ہے سارا سکت ست گرو کے چرن میں

---

۱ ۔ د ۔ درشن
۲ ۔ ب ۔ کیسے کیسے
--- ج ۔ کتے ایک
۳ ۔ ا ۔ سدا میں پنے میں وہ خودکو گنواتے
٤ ۔ ب ، د ۔ اول سوں جلا ہو اُسے کیا جلاوں
٥ ۔ ھ ۔ ملی خاک در خاک میں کیا بتاوں ـــ ب ۔ چلے خاک پر خاک پھرکیا لگاوں
٦ ۔ عبث جوگ کرکر کیے جوگی کلاوں
۷ ۔ ا ۔ چھپا مج میں میں ہوں کہاں ڈھونڈ پاوں ۔ د ۔ گنوا مج کومج میں کہاں ڈھونڈ لاوں

Marfat.com

لگا خاک تن کوں کلا مت سنیاسی
نکورے[1] نکو جا جگناتھ کاسی
نہ ہو دودھ دھاری نہ رہ نت اپواسی
۵ پھر توں ہنسے بن بن کھانے اوداسی

ارے من شتابی ستی اسرن میں
ہے سارا سکت ست گرو کے چرن میں

جسے دیو کہتے سو ہر گھٹ[2] میں ہے رے
نہیں قید ہو کر وو اک مٹ[3] میں ہے رے
نظر سوں نظر کر کہ گھونگھٹ میں ہے رے
گرو بن یو مارگ تو کھٹ پٹ میں ہے رے

ارے من شتابی ستی اسرن میں
ہے سارا سکت ست گرو کے چرن میں

جو ہر نام لیوے گا وو پار ہووے[4] گا
سکی نیند سوں ارد مار میں سووے[5] گا
نہیں تو وو اکار میں پڑکے رووے گا
سدا اشک افسوس سوں مکھ کو دھووے[6] گا

ارے من شتابی ستی اسرن میں
ہے سارا سکت ست گرو کے چرن میں

---

۱ ۔ د ۔ نکوڑے
۲ ۔ ا ۔ کھٹ کھٹ
۳ ۔ د ۔ مقید ہو کر نہیں او یک مٹ میں ہے رے
۴ ۔ ب ۔ جو ہر نام لیے گا سو وو پار ہوئے گا
۵ ۔ ج ۔ سکھی نیند سو جا کر ماتھی میں سوئے گا
— ب ۔ سکھی نیند میں وو عشق کوں ہو گا
۶ ۔ ج ۔ دکھ انجھواں ۔ حسرت کا اخر کو دھو گا
د ۔ مکار میں اکار دریا ہی کا ہو گا

Marfat.com

لگا ست گرو کے چرن سوں لگن رے
عبث کیا کرے گا توں یہ مال دھن رے
گرو کے چرن میں ہے دار امن[۱] رے
ہری نام کو جاں گرو کا بچن رے
ارے من شتابی ستی آسرن میں
ہے سارا سکت ست گرو کے چرن میں

بدل سابق سوں توں رنگ چرخ ابلق
اوچا عرش و کرسی میں بانگ انا الحق
چڑے دار پر تو بھی[۲] راکھے تعلق
اگر حق پچھانا تو ہو حق منے حق[۳]
ارے من شتابی ستی آسرن میں
ہے سارا سکت ست گرو کے چرن میں

نکو کر نکو بہوت کلکوت دولت
ہوری ہے ہوری ہے یو دولت کی خصلت[۴]
کنکر ہور کانٹا ہے دولت کی صورت[۵]
تجے اختیاری جو کرنا ہے عزلت[۶]
ارے من شتابی ستی آسرن میں
ہے سارا سکت ست گرو کے چرن میں

---

۱ ۔ گرو کے چرن سوں ہے دائم امن رے
۲ ۔ د ۔ بہ
۳ ۔ ا ۔ اگر حق کوں سمجھا ہے یو حق میں حق حق
٤ د ب ۔ غفلت
٥ ۔ ج ۔ کھٹک ہور کانٹا ہے درنون کے اندر ۔ ب ۔ کھٹک اور کانٹا ہے دولت کی غفلت
٦ ۔ ج ۔ غربت ۔ د ۔ عزت

Marfat.com

یہو پرپنچ کا سب ہے جھوٹا پسارا [1]
نہیں ہے یہہ مایا ہمارا تمارا [2]
الک او نرنجن ہے سب[3] سوں نیارا
شبد سوں یہو برہمانڈ سارا سنوارا [4]

ارے من شتابی ستی آسرن میں
ہے سارا سکت ست گرو کے چرن میں

ترا اب کے وہ ہی بھید کوں پائیں گے رے
جسے ست گرو راہ دکھلائیں گے رے
گرو بن جو منے پن میں مرجائیں گے رے [5]
دغا کھائیں گے رے دغا کھائیں گے رے

ارے من شتابی ستی امرن میں
ہے سارا سکت ست گرو کے چرن میں

۱ - ج - یہ پنچ بہوت کا بوجھ ہے سارا پسارا
۲ - ج - نہیں ہے یہاں کوئی ہمارا تمہارا
۳ - ب - مایا سوں
۴ - ا - شبد سوں یہ برہمانڈ سارا سنوارا
۵ - ب - جو من توں کے جھگڑے [illegible]

Marfat.com

ارے من گگن محل کا گھاٹ چڑنا
بسر کھاٹ کو باٹ میں نہ سپڑنا [1]
ارے من سدا نفس سرکش سوں لڑنا
یہو مایا کے دھندے منے کچھ نا پڑنا

ارے من یہو دھن مال پر نا اکڑنا
ہے آخر تجے کل کوں ماٹی میں گڑنا

ارے من توں اس تن کوں کی پیار کرتا
زمین کے بچھانے سوں کی عار کرتا [2]
ارے من توں کی عشق[3] دلدار کرتا
زری کے وتان بہین سنگار کرتا

ارے من یہو دھن مال پر نا اکڑنا
ہے آخر تجے کل کوں ماٹی میں گڑنا

ارے من بڑے پن[4] بہو کی بھولتا رے
ایس کو اپی دیکھ کی بھولتا[5] رے
سکھا رے ڈولارے میں کی جھولتا[6] رے
چپی جا کو ہودہی کی مولتا[7] رے

ارے من یہو دھن مال پر نا اکڑنا
ہے آخر تجے کل کوں ماٹی میں گڑنا

---

۱ ۔ ب ۔ بسرنا
۲ ۔ د ۔ زمین پر توں سونے سے کیوں عار کرتا
۳ ۔ ا ۔ گلزار
٤ ۔ ا ۔ یہ دنیا ہو
۵ ۔ د ۔ بھولتا رہے
٦ ۔ ا ۔ سکھ آندی ڈولوں میں کی جھولتا رہے
۷ ۔ ا ۔ چپ چڑ کو ہودے میں کی بیٹھتا رہے

Marfat.com

ارے من توں بن دود کھاتا نہیں [1] ہے
اکیلا اندھیارے میں جاتا نہیں ہے
زمین کا تجھے سیج بھاتا نہیں ہے
بجز چکسا اوپٹن نہاتا نہیں ہے

ارے من یوں دھن مال پر تا اکڑنا
ہے آخر تجھے کل کوں ماٹی میں گڑنا

ارے من تیری [2] دیکھ کر نوجوانی
نکو چل عبث کر کو چھاتی اوتانی
چیرا سر اوپر باندھ کر زعفرانی
بنا کر ایس شکل دائم سوبانی [3]

ارے من یوں دھن مال پر تا اکڑنا
ہے آخر تجھے کل کوں ماٹی میں گڑنا [4]

ارے من نہ باقی ہے تیرا یہ گھوڑا
نکو پھول جب دیکھ کر زر کا جوڑا
ارے کل کوں پڑے گا تجھ تن میں کوڑا [5]
نکو بد تو کوتوال قاضی کا وڑا

ارے من [illegible] دھن مال [illegible]
ہے آخر تجھے کل [illegible] ماٹی [illegible]

---

۱ - [illegible] ۲ - [illegible]
۳ - ج - [illegible] دائم [illegible]
د - بنا کر ایس شکل دائم [illegible]
۴ - [illegible]
۵ - ب - [illegible]
۶ - [illegible]

Marfat.com

ارے من تراب ہوے گا جب ترا تن
نہ رہ سی تیرے پاس کچھ مال ہور دھن
گلے باندھ زنار ہو رہ برھمن
اوداسی بھنور ہوکے پھر توں بنے[1] بن
ارے من تو دھن مال پر نہ اکڑنا
ہے آخر تجے کل کوں ماٹی میں گڑنا

ہمن خاک آدم کلا جگ میں آئے
چھپے روپ کوں ہم نے پرکٹ دکھائے
کہیں نر کہیں خوب ناری کلائے
کہیں گرو کہیں داس کا بھیس لائے
ہمن ہم کوں ہم دیکھنے جگ میں آئے
ہمن ہم کوں ہم دیکھ ہم کوں گنوائے

کہیں دیو ہیں اور کہیں ہم پجاری
کہیں نت اوپاسی کہیں دودھ دھاری
کہیں بادشاہ ہور کہیں ہم بھکاری
کہیں ہم سپاہی کہیں ہفت ہزاری
ہمن ہم کوں ہم دیکھنے جگ میں آئے
ہمن ہم کوں ہم دیکھ ہم کوں گنوائے

---

۱ - ا - کہیں ڈھونڈ پا جا نرنجن کا درشن

Marfat.com

کہیں کر مریداں دیکھا ہے پیری
کہیں اپے کو پھرتے ہیں حال فقیری
کہیں مال دار ہو جتاتے امیری
کہیں بادشاہاں کی کرتے وزیری

ہمن ہم کہاں ہم دیکھائے جگ میں آئے
ہمن ہم کہاں ہم دیکھے ہم کدر گمائے

ہمیں آسماں ہور چندر ستارے[1]
ہمارے نظارے بدل ہم نظارے
الست ہور قالو بلیٰ ہم پکارے
جہاں ہم اٹھے واں نہ تھا کوئی دوجا رے[2]

ہمن ہم کہاں ہم دیکھائے جگ میں آئے
ہمن ہم کہاں ہم دیکھے ہم کدر گمائے

کہیں ہوکے معشوق کرتے ہیں کھٹ کھٹ
کہیں پاک عاشق کہلاتے ہیں پکٹ
کہیں ناز محبوب کئیں حاقہ کے
کہیں جوگی جنگم سنیاسی لہریں مت

ہمن ہم کہاں ہم دیکھائے جگ میں آئے
ہمن ہم کہاں ہم دیکھے ہم کدر گمائے

---

۱ - ج - زمین آسمان ہور چند ستارے
۲ - د - جہاں ہم اٹھے وان نہیں [illegible]
۳ - [illegible] - ہمن ہم کہاں ہم دیکھے [illegible] کہاں گمائے

Marfat.com

کہیں کرشن اوتار کہیں رام لچھمن
کہیں بھیم ارجن کہیں ہم برہمن
کہیں گل کہیں مُل کہیں سرو گلشن
کہیں حسن دلبر کہیں ہم ہیں درپن

ہمن ہم کوں ہم دیکھنے جگ میں آئے
ہمن ہم کوں ہم دیکھ ہم کوں گنوائے

کہیں شاد مانی سوں ہیں شاد شادان
کہیں غم سوں کرتے ہیں فریاد نالاں
کہیں بسمل تیر مژگاں خوباں[1]
کہیں کافر بد کہیں ہیں مسلماں[2]

ہمن ہم کوں ہم دیکھنے جگ میں آئے
ہمن ہم کوں ہم دیکھ ہم کوں گنوائے

کہیں زاہد خشک کہیں خلوتی صاف
کہیں سادہ لوح ہور کہیں مرد حراف
کہیں شہر آباد کہیں دشت کوہ قاف
کہیں جوہری اور کہیں ہم ہیں صراف

ہمن ہم کوں ہم دیکھنے جگ میں آئے
ہمن ہم کوں ہم دیکھ ہم کوں گنوائے

---

١ ۔ ب ۔ کہیں بسمل شوخی خوب رویان

٢ ۔ کہیں کفریت ہیں کہیں ہم مسلمان

Marfat.com

کہیں مست مدہوش[1] سرشار ہیں ہم
کہیں من عرف دان خبردار ہیں ہم[2]
کہیں سالک راہ ہوشیار ہیں ہم
کہیں بے خبر محو[3] دیدار ہیں ہم

ہمن ہم کون ہم دیکھنے جگ میں آئے
ہمن ہم کون ہم دیکھو ہم کون گنوائے

کہیں ہم ہیں طالب کہیں ہم ہیں مطلوب[4]
کہیں ہم ہیں سالک کہیں ہم ہیں مجذوب
کہیں ہم ہیں غالب کہیں ہم ہیں مغلوب
کہیں ہم ہیں عاشق کہیں ہم ہیں معشوق

ہمن ہم کون ہم دیکھنے جگ میں آئے
ہمن ہم کو ہم دیکھو ہم کون گنوائے

کہیں دار چڑھ کر تو کہتے انا الحق
کہیں بزم خوباں میں ہیں پاک عاشق
کہیں لے کو پھرتے ہیں اطوار احمق
کہیں فیل مست و کہیں اسپ ابلق

ہمن ہم کون ہم دیکھنے جگ میں آئے
ہمن ہم کو ہم دیکھو ہم کون گنوائے

۱ ۔ ب ۔ [illegible] بیهوش
۲ ۔ [illegible] کہیں [illegible]
۳ ۔ ج ۔ [illegible] دیدار
۴ ۔ ج ۔ [illegible]

کہیں عشق خوباں کے پڑھتے خراب ہیں
کہیں بزم مستاں کے مست شراب ہیں
کہیں پاک زاہد فضیلت مآب ہیں
کہیں سر برہنہ گدا بے حجاب ہیں
ہمن ہم کوں ہم دیکھنے جگ میں آئے
ہمن ہم کو ہم دیکھ ہم کوں گنوائے
اگر رام داس ہور کیسو داس ہوتے
ہمارا یو دکھ درد وو من کو روتے [1]
تراب میں تراب ہوکے سُدھ بدھ گنواتے
یہ بھولے پنے پر مشکل دل گنواتے [2]
ہمن ہم کوں ہم دیکھنے جگ میں آئے
ہمن ہم کوں ہم دیکھ ہم کوں گنوائے

جسے غیر کا کچھ تفہم نہیں ہے
جدائی کا اس کوں تو کچھ غم نہیں ہے
جو تر اشک غم سوں مردم نہیں [3] ہے
اسے درد کا ہور ترحم نہیں [4] ہے
جہاں یک پنا واں تو ہم تم نہیں ہے
دوی کا تو ہرگز تکلم نہیں ہے

---

۱ - د - ہمارا دکھ و درد اس کو سناتے
۲ - ج - اس دل میں بن سکل دل سوں نہ ہوتے
۳ - د - جسے اب غیر کا فہم نہیں ہے
۴ - ج - عہد میں ثابت نیا دم نہیں ہے

Marfat.com

کہیں زاہد خشک ہیں ہم ہماری
کہیں سرگشتہ ہیں در عشق بازی
کہیں مل کو طفلاں میں کرتے ہیں بازی
کہیں ہم کہلاتے ہیں شاہ غازی

جہاں یک بنا وہاں دوجہ تم نہیں ہے
دوی کا تو ہرگز تکلم نہیں ہے

کہیں ہو کے قاضی تو کھاتے ہیں رشوت
کہیں نام رشوت جو کرتے ہیں امت
کہیں ہو کے زاہد تو کرتے عبادت
کہیں عاشقی کا اوچتے ہیں شہرت

جہاں یک بنا وہاں دوجہ تم نہیں ہے
دوی کا تو ہرگز تکلم نہیں ہے

کہیں ہم نبات و کہیں ہم ہیں حیوان
کہیں ناطقے ہو کہلاتے ہیں انسان
کہیں ہم بہار و کہیں [illegible]
کہیں ہم زمستان کہیں ہم ہیں [illegible]

جہاں [illegible]
[illegible]

ملیا جس کے تئیں جگ منے شیخ کامل
ہوا شیخ کامل سوں اُو مل کو واصل
کیا صاف تیرا سجن جان من دل[1]
نکل جا کو منی پن دسیا شمع محفل

جہاں یک پنا واں تو ہم تم نہیں ہے
دوی کا تو ہرگز تکلم نہیں ہے

اے میں توں کا جھگڑا سدا کا سمٹنا
نزدک صحن وحدت میں سیدا رپٹنا
ولی صاف کے بیچ رکھنا کپٹ نا
پلنگ نفس سرکش سوں دن رین لڑنا[2]

جہاں یک پنا واں تو ہم تم نہیں ہے
دوی کا تو ہرگز تکلم نہیں ہے

دیکھو قلب مومن کا گھر ہے خدا کا
جھلکتا ہے واں نور انور خدا[3] کا
وہی نور انور ہے زیور خدا کا
دسے او چہ زیور پیمبر خدا کا

جہاں یک پنا واں تو ہم تم نہیں ہے
دوی کا تو ہرگز تکلم نہیں ہے

۱ ـ ب ـ کیا صاف وسجل ترا جان من دل
۲ ـ ب ـ رپٹنا
۳ ـ د ـ جھپٹنا

Marfat.com

اول ہور آخر دو نقطہ مقابل
ولایت نبوت کا مقصود حاصل
کہے دل آپس کا وو ہی شمع[1] محفل
وو کامل وو عاقل وو فاضل وو واصل
جہاں یک پنا واں تو ہم تم نہیں ہے
دوی کا تو ہرگز ٹکانہ نہیں ہے

تراب میں تراب ہوکے سدھ بدھ بسارو
آپس دل کوں مرشد کے قدماں پو وارو
ہمارا تمارا نکو چپ بچارا
یہہ میں توں کا جھگڑا نکو چپ[2] چارو
جہاں یک پنا واں تو ہم تم نہیں ہے
دوی کا کا تو ہرگز ٹکانہ نہیں ہے

سو پنچ بھوت کا کیا ہے کوئی بھروسا
گھڑی میں تہ تولہ گھڑی[3] میں تہ ماسا
لگانا گرو کے چرن سیتی آسا
نہ رہ تو اداسا نہ رہ تو اداسا[4]
ارے من او سے کیا ہے دنیا ...
کیا بات میں ٹھیک کا ...

---

۱ - ج - کیا دل آپس کا چھوڑ شمع محفل
۲ - ب - نکو رہے نکو من میں جھگڑے بچارو
— ج - سخن بوجھ تحقیق دل میں بچارو
۳ ج - آپس کے گرو کا تو رکھ من میں آسا
۴ ... سدا ہی دنا سوں رہو تم اداسا

Marfat.com

امیراں سو بہتر فقیراں کلاتے
سمج فرش مخمل مکمبر بچھاتے
منگا کوئی کھاتے کوئی مانگ کھاتے
ہو کر خاک میں خاک شاہی جتاتے

ارے من اُسے کیا ہے دنیا کا جھانسا
لیا ہات میں بھیک کا جن نے کاسا

جو باندیا لنگوٹا اگا خاک تن کان
دیا چھوڑ اک بار حب الوطن کوں
جلا عشق کی بات میں مال و دھن کوں[1]
رکھے کاس[2] نہ پاس ہرگز کفن کوں

ارے من اُسے کیا ہے دنیا کا آسا
لیا ہات میں بھیک کا جن نے کاسا

اوڑھیں گودڑی ہور بچھاویں مکمبر
رکھے فخر دائم تو شاہاں کے اوپر
اگا کر لنگوٹا کلاتے قلندر
گدا مانگ کھاتے ہیں تکڑے گھر گھر

ارے من اُسے کیا ہے دنیا کا آسا
لیا ہات میں بھیک کا جن نے کاسا

۱ - ج - جلا عشق کی بات سے مال دھن کوں
۲ - ا - دام

Marfat.com

فقیری میں کیا فکر درکار ہے رے
ہمیشہ تیرا گرم بازار ہے رے
وو رزاق مطلق خریدار ہے رے
ہر اک جا پو ہادی[1] سا اوتار ہے رے

ارے من اُسے کیا ہے دنیا کا جھانسا
لیا ہات میں بھیک کا جن نے کاسا

نہ کس کے بھلے بھولنے کی خوش حالی
نہ پرواہ تحسین نا درد گالی
نہ چاہیں گرم لحاف نہ نرم نہالی
نہ دل میں ذرا کچ غم قحط سالی

ارے من اُسے کیا ہے دنیا کا جھانسا
لیا ہات میں بھیک کا جن نے کاسا

ہزاروں سوں پیوند کی گودڑی کر
رکھے نام اس کا گدا داق بستر
سمجھتے ہیں اس کوں بڑا کسوت[2] زر
نہ کس ٹھگ کا وسواس نہ چور کا ڈر

ارے من اُسے کیا ہے دنیا کا جھانسا
لیا ہات میں بھیک کا جن نے کاسا

---

۱ ۔ ج ۔ ہر ایک بار ہادی مددگار ہے رے
۲ ۔ د ۔ بھ از

Marfat.com

گدا کاسۂ بھیک جس وقت چڑھاویں
مٹے پرتگال نہ خاطر میں لاویں
بچھا کر مرگ[1] چھال شہنشاہ کلاویں
وو تکیہ نشین کہیں نہ آویں نہ جاویں

ارے من اُسے کیا ہے دنیا کا جھانسا
لیا ہات میں بھیک کا جن نے کاسا

کرم سوں گدا جس کا ہاتھ پکڑتے
بسر مفلسی تخت شاہی او چڑھتے
گدا کس سوں پر ہر گز نہ لڑتے جھگڑتے
نہ دنیا کی دولت کوں دیکھت اکڑتے

ارے من اُسے کیا ھے دنیا کا جھانسا
لیا ہات میں بھیک کا جن نے کاسا

جو دنیا میں ثابت[2] محب علی ھے
سدا اس کے حق میں فقیری بھلی ھے
گدائی کریں ہور کلا دین ولی ھے
اُسے جگ کی رسوائی میں کاملی ھے

ارے من اُسے کیا ھے دنیا کا جھانسا
لیا ہات میں بھیک کا جن نے کاسا

---

۱ ۔ ا ۔ مکمبر
۲ ۔ ج ۔ جو کوئی دل میں

Marfat.com

دیا آج سو اوچہ پھر دیوے گا کل
نکو ہو تو چپ کال کیے دھا کون سون بیکل
سمج کر سدا[1] بوریا فرش مخمل
تراب کا سخن جان ہر دم تو افضل[2]
ارے من اسے کیا ہے دنیا کا جھانسا
لیا ہات میں بھیک کا جن نے کاسا

کہیں بلبل زار کہیں سرو گلشن
کہیں نقش پا ہور کہیں من ہرن دھن
کہیں او محقق کہیں او برہمن
کہیں لیلۃ القدر کہیں روز[3] روشن
الکھ او نراکار نرگن نرنجن
کرے جیو جنتو سدا جس کی سمرن
اہے سب[4] میں او سب سوں دستا نرالا
اندھیارے میں کرتا ہمیشہ او اجالا
ہری رام[5] صاحب جمالہ جلالہ
نہ او سبز نا زرد نا سرخ کالا
الکھ او نراکار نرگن نرنجن
کرے جیو جنتو سدا جس کی سمرن

۱ ـ ب ـ گدا
۲ ـ ل ـ تراب کا سخن یہ سدا جان افضل
ـ تراب کا کہا جان ہر دم تو افضل [illegible]
۳ ـ ب شمع روشن
۴ ـ ج [illegible]
۵ ـ د ـ ام

Marfat.com

جدا سب سوں ہوکر او سب میں بھر یا ہے
حیات ابد کا جو پیالہ[1] پیا ہے
یو پر پنچ بہوت فانی سرا ہے
یہ سب کھل اوس نے ہی جگ میں کیا[2] ہے

الک اُو نرآکار نرگُن نرنجن
کرے جیو جنتو سدا جس کی سمرن

بندو دھیان سوں دھن اُو پرماتما کا
ہور سمرن اہے نام پرماتما[3] کا
سری رام ہے نام پرماتما کا
کرے بھاسکر دھیان پرماتما کا

الکھ او نرآکار نرگُن نرنجن
کرے جیو جیتو سدا جس کی سمرن

ہے پرجاپتی ہور رنجن کا داتا
داتا ابجو یوی سویم بھو کلاتا
پیمبر کا پیغام لاتا لے جاتا
اُو پرمیشور شیش شانی ہے داتا

الک او نرآکار نرگُن نرنجن
کرے جیو جنتو 'سدا جس کی سمرن

---

۱ - ب - امرت چڑھا ہے
۲ - ج - یہ سب کھیل اس کا چہ سارا کھڑا ہے
۳ - ج - وہی پاسکا ہے گھر آتما کا

Marfat.com

دیا روپ ، رس ، گند ، سبد اسپرس اُو
سونا کر دے آہن کو پل میں پارس اُو
دیا ونت داتار سب سے سرس اُو
جزا ہور سزا دیوے گا سب کو رب اُو

الک او نرآکار نرگُن نرنجن
کرے جیو جنتو سدا جس کی سمرن

شیشی ہور دیوا کر مہابل بنایا
اپی سب سوں نیارا ہو سب میں سمایا
نہ کس سوں جنا او نہ کس کا ہے جایا
وہی لم یلد و لم یولد کہہ سنایا

الک او نرآکار نرگُن نرنجن
کرے جیو جنتو سدا جس کی سمرن

نہ او کس کا بابا نہ ہی اس کے جائے
نہیں اس کی جات جاتیاں کیوں بتائے
ولے بھید یہ ست گرو بن نہ پائے
صحیح اس کوں پا اُست ہو تو سہائے

الک [illegible] نرگُن [illegible]
کرے جیو جنتو سدا جس کی سمرن

Marfat.com

ہے اقلیم چہارم کا راجہ دیوا کر
کر اقلیم اول کا سلطان[1] چندر
دیا ربع مسکوں کے تئیں زیب لشکر
اپی سب سوں نیارا ہے کس دھات[2] لشکر
الک او نرآکار نرگُن نرنجن
کرے جیو جنتو سدا جس کی سمرن

جدای سوں کیوں عبد و رب میں سمجھنا
او سے ہم ہری ہر سبب میں سمجھنا
بلاد یمن ہور عرب میں سمجھنا
بھمیں کس میں ہے ہور کس میں سمجھنا
الک او نرآکار نرگُن نرنجن
کرے جیو جنتو سدا جس کی سمرن

نراب کے رہو سنگ[3] اے رام داتا
دیو چت کوں وصلت سو آرام داتا
ہو ست گرو حسینی دل آرام داتا
ہے جس دھن کا دھن مج کوں سرام[4] داتا
الک او نرآکار نرگُن نرنجن
کرے جیو جنتو سدا جس کی سمرن

---

۱ ۔ ا ۔ حیدر
۲ ۔ ذ ۔ اپی سب سوں یارا گرو بات لشکر
۳ ۔ ب ۔ ساتھ
۴ ۔ ب ۔ سنگرام

Marfat.com

ڈٹا صحن وحدت میں اے یار گھوڑا
اے دارالفنا[1] سیتی مہمیز موڑا
ابے احدیت کی طرف دل کو جوڑا
بت کفر کوں مار یک پل میں توڑا

پرم پیارا زنار جس وقت توڑا
اُسی وقت تسبیح مصلیٰ کوں چھوڑا

مہا پرُس گیانی قلندر کہلاویں
لیکر ہاڈ کا شنکھ مکھ میں بجاویں
مچھی ہے سو دریا کے پانی میں نہاویں
سو کبھی ماس پُرباس ہرگز نہ[2] کھاویں

پرم پیارا زنار جس وقت توڑا
اُسی وقت تسبیح مصلیٰ کوں چھوڑا

نہ صوم صلوٰۃ کر کسی کو دکھاویں
نہ جھوٹی عبادت کی شیخی جتاویں
نہ کس دل دکھا کر میں دانا کہاویں
نہ کس کو نمازی کہا کر[3] ڈراویں

پرم پیارا زنار جس وقت توڑا
اُسی وقت تسبیح مصلیٰ کوں چھوڑا

---

۱ ـ ا ـ [illegible]
۲ ـ ج ـ گندی باس کا ماس [illegible]
۳ ـ ا ـ [illegible]

نہ دیول کا ہرگز پجاری کہلاؤں
نہ منج من کوں منٹے توں[1] کے جھگڑے میں بہاؤں
نہ جوگی ہوکر خاک تن کوں لگاؤں
نہ کاسی کو جاؤں نہ گنگا نہاؤں

برم پارا زنار جس وقت توڑا
اُسی وقت تسبیح مصلیٰ کون چھوڑا

مجے کام کیا دیو دیول ستی[2] اب
دسیا دیو دیول مرے تن منے اب
رہا نہیں یکایک جدا عبد ہور رب
دیکھت مج کوں عالم تو کہتا اہے[4] سب

برم پارا زنار جس وقت توڑا
اُسی[3] وقت تسبیح مصلیٰ کون چھوڑا

جلا[5] تن کوں اپنے بھیا ہوں سنیاسی
وطن چھوڑ پھرتا ہوں دائم اداسی
نہ کعبہ گیا ہوں نہ گیا ہوں کاسی
نہ حاجی ہوا پہن جبہ لباسی

برم پارا زنار جس وقت توڑا
اُسی وقت تسبیح مصلیٰ کون چھوڑا

---

۱ ۔ د ۔ مٹی پن
۲ ۔ ا ۔ تجے کام کیا دیر مسجد ستی اب
۳ ۔ ا ۔ دسیا دیو دیول تیرے تن منے سب
٤ ۔ ا ۔ ہے جب تب
٥ ۔ ا ۔ دل کو

Marfat.com

تراب کا کوئی بھید پاتا نہیں ہے
وو میں توں کے جھگڑے میں جاتا نہیں ہے
اپس کوں تو کس سوں ملاتا نہیں ہے
بڑا پاک زاہد کلاتا نہیں ہے

پرم بارا زنار جس وقت توڑا
اُسی وقت تسبیح مصلیٰ کوں چھوڑا

نہیں کچ اتہا جب اُجالا اندھیارا
ہمن تب کئے تھے او پرکاش سارا
دیکھو ترکٹی محل سنگھم سنوارا
دسیا پنچ بھوتان کا سارا پسارا[1]

گگن محل میں جان سے الاحد پکارا
وہاں شنکھ کہتا ہے کاں ہے تمارا

یہاں پردہ داری تو سارے جتاتے
کوئی جیین مت کوئی بدھ مت کلاتے[2]
بدھا مت کلا کوئی بیری جگاتے[3]
پڑھیں وید ہور بھید کچھ نہیں پاتے

گگن محل میں جان سے الاحد
وہاں شنکھ کہتا ہے کاں

۱ ـ ج ـ دسا اس میں پنچ بھوت کا سب پسارا
۲ ـ د ـ جمع مال دھن کرکیں تاجر کلاتے
۳ ـ د ـ بنا مشغلہ کوئی بیری جتاتے

Marfat.com

لگا کر اڑا تیڑا سیندور دو دھاری
کلا تے ہیں کیتے برہمن اچاری
لیکر بھیڑ میں ہیں نکالتے سواری
بھکاری ہوکر چپ بجاتے دوتاری
گگن محل میں جان سے الاحد پکارا[1]
وہاں شنکھ کہتا ہے کاں ہے تمارا[1]

بسر اُنگ اپنا پھریں باندھ دھوتر
اے کیسے نکالے ہو جھوٹے دواکشر
بتاؤ مجھے کوئی اے بھید آکر
پھروں باندھ دھوتر بجا شنکھ گھر گھر
گگن محل میں جان سے الاحد پکارا
وہاں شنکھ کہتا ہے کاں ہے[2] تمارا

ارے او برہمن میرے پاس آؤ
تماری تو پوتی کی جھڑتی بتاؤ
اپس کی تو بنکنٹ میں مج کوں[3] ملاؤ
بھی او بات کیا ہے سو جلدی[4] بتاؤ
گگن محل میں جان سے الاحد پکارا
وہاں شنکھ کہتا ہے کاں ہے تمارا

---

۱ ۔ یہ بند صرف جامع مسجد بمبئی کے مخطوطہ میں تحریر کیا ہوا ملتا ھے
۲ ۔ یہ بند صرف مخطوطہ و میں ھے
۳ ۔ ۱ ۔ تمہاری حقیقت تو ساری سناو
٤ ۔ ۱ ۔ تم ہی تو میری بات کو ڈھونڈ پاو

Marfat.com

تراب نے نہیں جھوٹ یہ بات بوجھا
مہادیو ہور رام میں نہیں ہے دوجا
اپس کا اپی آپ کرتا ہے پوجا
پوچھو رام داس ہور کیسوداس سوں جا
گگن محل میں جان سے الاحد پکارا
وہاں شنکہہ کہتا ہے کاں ہے تمہارا

———(۱۰)———

سوال طالب

★

یہی فکر رہتی ھے ہر روز ہر شب
مرے دل کے درمیان از بس کہ اغلب
گیا ہوش ہور گوش اپنا سبب سب
مرے سوں کہو سمجھا اے تراب اب
گرو جی کہو رام جی کاں اتھے تب
نہ تھا کچھ یو منڈان ہر بیچ کا جب[۱]

نہ آکاس نا تیج نہ پرتھوی جل
نہ تھا سور چندر برہس پت نہ منگل
نہ شکر ششی بدھ نہ وایو نہ بادل
نہ پاتال دوکھنڈ نہ ذوکرا جل
گرو جی کہو رام جی کاں اتھے تب
نہ تھا کچھ یو منڈان ہر بیچ کا جب

۲ ـ یہ بند صرف مخطوطہ ھ میں ہے

Marfat.com

نہ وشنو مہیش ہور نہ برہما نا اندر
نہ بھیس اوگ سب یوگ سورگ و پیتمبر
نہ آکار نہ اوکار نا ارد ماتر
نہ برہما نا اندر نا مہیشو سروتر

گرو جی کہو رام جی کاں اتھے تب
نہ تھا کچھ یو منڈان پر پنچ کا جب

نہ کند تھا نا رس تھا نہ تھا اسپرس سبد
نہ تھا روپ رس ہور نہ جہد نا عہد
نہ چھایا نہ مایا نہ تھا نیک نا بد
نہ تھا جن نا انس نہ دیو نہ دد

گرو جی کہو رام جی کاں اتھے جب
نہ تھا کچھ یو منڈان پر پنچ کا جب

نیستی نا جاگرت نہ تو سپن تھا
نہ سنکلپ نہ کلپ و نا اسپہرن تھا
جنم کا چکر تھا نہ آواگوان تھا
نا ششٹی ذرا تھا نہ کوئی مرن تھا

گرو جی کہو رام جی کاں اتھے جب
نہ تھا کچھ یو منڈان پر پنچ کا جب

Marfat.com

جواب

★

اگرچہ تفکر میں توں ھے گرفتار
یو سن داس سیوک مرے سون تو گفتار
اشارے میں کہتا ہوں تجکون سخن چار
او سی میں سمج لے مفصل کوں تکرار
اتھے رام جی تو نرآکار نردھار
ہوا کن سون سن اے یچہ سارا بستار

یون منڈان دستا سو پیدا نہ تھا جب
زمین آسمان کچ ہویدا نہ تھا جب
بھی کوئی حسن دلبر کا شیدا نہ تھا جب
نہ تھا ارد ہور کوئی پیدا نہ تھا جب
اتھے رام جی تو نرآکار نردھار
ہوا کن سون سن اے یچہ سارا بستارا

سوال طالب

★

گرو جی او شیونیہ کیوں اتھا سو بتاؤ
نرآکار نردھار نرگن تباؤ
مجھے نیر امرت جھوری کا پلاؤ
لیجا آسمان کے تو نند کاندھے چڑاؤ
مولا دھار کی راہ سیدھی اپنی جتاؤ
سودیش تہاں لے دیوتا سون ملاؤ

Marfat.com

جواب

★

او سن یوں تھا جیون کہ نقطہ قلم میں
بنا بات سوں جو اتھا رے عدم میں
ششی ہور دیوا کر اچھیں جیو کے کچھم میں
بھن شیو نیہ میں تھے ہور شیو نیہ تھا ہم میں
یو پرکاش سارا کیا سو کچھم میں
تیرا پنڈ جون بن گیا ایک دم میں

سوال طالب

★

گروجی اُو سو کچھم کا کچھہ بھید پاؤں
تمارے چرن کیے تو بلہار جاؤں
میں استوُت تمارا تو کاں لگ سراؤں
دیاونت داتا تمارا ہے ناوں
میرے پنڈ کا سب بتا دیو تہاوں
میں تو داس ستگرو کا سانچا کلاؤں

جواب

★

جو لکھنے میں نقطہ نکل بھار آیا
اوہی سو کچھم ارد ماتر کلایا
توں تھا پنڈ میں یوں کہ ماتا کا جایا
وہاں شونیہ یاں سو کچھم نام پایا
ہوا جمع پنچ بھوت کا سارا پسارا
النہکار کا بانک جو پھیر بھایا

Marfat.com

تجاور[1] میں جس روز ہوا آکو داخل
سنیا رام داس کی تو ہوتی ہے کامل[2]
گیا سن خوشی ستی دل کا کنول کھل
جواب اس کا کہنا ہوا شوق کامل[3]

ستونا مہاراج گنونت عاقل[4]
تیرے بید کا بھید پانی کرے دل

گرو[5] او تو پرتاب سنگھ کے کلاتے
سدا بامناں کو رسوئی کھلاتے
وو دانا تونت دان سب کوں دلاتے
نہیں من کوں مایا کیے جھانسے میں بھاتے

ستونا مہاراج گنونت عاقل
تیرے بید کا بھید پانی کرے دل

میں سمجھا ہوں اون کوں سچے رام داس
کہ سب میں اچھے ہور سب سدا ں نکہدار
اہیں او تجاور کے درمیاں دلدار
پران ہور پستک میں ہیں بہت ہوشیار

ستونا مہاراج گنونت عاقل
تیرے بید کا بھید پانی کرے دل

۱ ۔ یہ بند صرف مخطوطہ ج [illegible] میں تحریر [illegible]
۲ ۔ ج ۔ واصل
۳ ۔ جواب اس کا کہنا ہوا شوق کامل
٤ ۔ ج ۔ چاتر
٥ ۔ یہ بند صرف جامع مسجد بمبئی کے مخطوطہ [illegible]

Marfat.com

ستوبا کا سن نام اس دیس آیا
ولے اب تلک درس اون کا نہ پایا
جواب رام داس کے بچن کا نہ پایا
بھی کوئی ہور بوجھے گا نہ اس کا مایا

ستوبا مہاراج گنونت عاقل
تیرے بید کا بھید پانی کرے دل

کہاں رام داس ہور کیسو داس پاؤں
میرا درد و غم سب بیٹھا کر سناؤں
لیجا کر میرے اس بچن کو دکھاؤں
اگر نہیں تو بھیماسوامی پاس جاؤں

ستوبا مہاراج گنونت عاقل
تیرے بید کا بھید پانی کرے دل

آپس دل سوں مرنے کا جھگڑا بسارو
میرا حال سن کر سکل آہ مارو
اہیں رام داس ہور کیسو داس یارو
یہی جا کے سارے تو بارے پکارو

ستوبا مہاراج گنونت عاقل
تیرے بید کا بھید پانی کرے دل

Marfat.com

سمج کر ہندو راج آیا تجاور
سکل جگ کے درمیان دھرم راج سن کر
ولیکن مجھے کوئی بولایا نہیں گھر
سمج[1] کر کبیرا سا گیانی قلندر

ستوبا مہاراج گنونت عاقل
ترے بید کا بھید پانی کرے دل

بسر گرو دھن مال اوپر مست ماتے
بنا مشغلہ کوئی پیری جتاتے[2]
ذرا بھید اوس کا تو کچھ نئیں بتاتے
سب ہی دیکھ، کہتے نہیں بھید پاتے

ستوبا مہاراج گنونت عاقل
ترے بید کا بھید پانی کرے دل

سکل[3] ملک کے بیچ مرا ہے پھیرا
برت کا ابھے درد مج میں گھنیرا
بچن سن کے دیویں گے جب داد میرا
دیکھو تب کہلاؤں گا میں ان کا چیلا

ستوبا مہاراج گنونت ع...
ترے بید کا بھید پانی...

---

۱ ۔ ھ ۔ سمج کر کہ اکثر کہ او نئیں قلندر
۲ ۔ ھ جکاتے
۳ ۔ یہ بند صرف مخطوطہ و میں ہے

Marfat.com

میا[1] ہور دیا اب کرو اپنا بارے
لے کر رام نام آ نگر میں تمارے
چتر[2] ہوکے کیوں حال مرا بسارے
چلا ہول یوں کاوری کے کنارے
ستو با مہاراج گنونت عاقل
ترے بید کا بھید پانی کرے دل

ترا اب اس شہر سستی جلدی نکل توں
بہت دن رہیا اب اتا اٹھ کے چل توں
اول سدھ گنوا پھر نکو ہاتھ مل توں
ہوا اس زمانے منے بیر بل توں
ستو با مہاراج گنونت عاقل
ترے بید کا بھید پانی کرے دل

کیا ختم اب من کی پوتی کوں ساری
ترا اب عاشقی پا کے عاجز بھکاری
حسینی برہمن رہے نام داری
کہا ہے یہ رنگیں سخن یادگاری
ستو با مہاراج گنونت عاقل
ترے بید کا بھید پانی کرے دل

---

۱ - یہ بند بھی صرف مخطوطہ د ہی میں موجود ہے -

Marfat.com

فرہنگ

Marfat.com

Marfat.com

فرہنگ

پوتی - کتاب
بھی - اور
راکھا - رکھا
سوں - سے
وو - وہ
الکھ - بھگوان کی یہ ایک صفت کہ وہ دکھائی نہیں دیتا ۔
نرنجن - بھگوان کا ایک نام ۔ اس کے معنی ظاہر کئے ہیں ۔
نرآکار - جس کی کوئی خاص شکل و صورت نہ ہو ۔
نرگن - جو مادی صفات یا گن سے مبرا ہو ۔
پرمیسری - پرمیشور یا بھگوان
ستی - سے
بھار - باہر

بھایا - لایا
کنیا - کرشن
پرکاش - روشنی - اجالا - نور ۔
سدار - ہمیشہ رہنے والا - غیر فانی
منہدر - مندر
کرشن بھوگ - کرشن سے محبت کرنے والا ۔
ابھوگی - بھوگی کی ضد
اجوگی - جو جوگی نہ ہو ۔
بھن - نام
دیکھ - دیکھو
کول - [illegible]
لہیں - [illegible]
بدر - [illegible]
گھٹ - [illegible]
پرگھٹ - [illegible]

Marfat.com

سنگات ۔ ساتھ

کرود ۔ غصہ

کام ۔ محبت

اوپ ۔ حرص

مایا ۔ دنیا جو دھوکا اور سراب ہے

سورات ۔ طمع

سونچ ۔ سے ہی

اتھی ۔ تھی

دسی ۔ دکھائی دی

بسر ۔ بھول

کاسوچی زوپ ۔ کچھوے کی نیند
بے حسی ۔ اور غفلت
(یہ مرہٹی ترکیب ہے ۔ مرہٹی میں
کچھوے کو کاسو کہتے ہیں اور چی
کا مطلب کی ہوتا ہے زوپ کے معنی
نیند کے ہوتے ہیں ۔

یو ۔ یہ

پرپنچ ۔ دنیا ۔ سنسار ۔ بکھیڑا

منے ۔ میں

درس ۔ درشن ۔ جلوہ

جس کنے ۔ جس کے پاس

شیونیہ ۔ عدم ۔ خلاء ۔ کسی چیز کی
عدم موجودگی اس کو
شُنیہ بھی کہتے ہیں ۔

منڈان ۔ ظاہر ہونا ۔ ظہور میں آنا
روپ دکھانا ۔

کُن ۔ کُن فیکون

برہمانڈ ۔ برہمانڈ کے لفظی معنی
برہما کا انڈا یعنی برہما
کی تخلیق کے ہیں ۔ اس
سے مراد کائنات ہے
جو برہما نے بنائی ہے ۔

ہات ۔ ہاتھ

اودھر ۔ اُدھر

ایدھر ۔ ادھر

اہے ۔ ہے

سنو ۔ چھوڑو

گگن ۔ آسمان

اہیں ۔ ہیں

گوبند بھوگی ۔ بھگوان کے پریمی

چپی ۔ عبث

اگ ۔ تک

Marfat.com

کلاویں - کہلاویں

کتے - کہتے

اتا - ذرا

اپس - اپنی

بولانے - بلانے

اچپل - شوخ

ہمن ہیچ - ہم ہی کو

ویتاگ - مصیبت - تکلیف

سریجن - محبوب

کیُں - کیوں

سہاتے - زیب دیتے

کچ - کچھ

رہن ہار - رہنے والا

بورے - بُرے

اوچاتے - اٹھاتے - بناتے

سانتی - ساتھی

پسارا - سامان

نگر - شہر

دوجا - دوسرا

ٹھار - جگہ

سوجا - سوجھا

اپی - خود ہی

بوجا - بوجھا

ٹھارتا - ٹھورتا

اوداسی - اُداسی بمعنی غمزدگی

بھنور - بھنور

مجے - مجھے

موئے پر - مرنے کے بعد

ککر - کہہ کر

جیو - جی

ماٹی - مٹی

سکل - سب - سارا - تمام

جال - دھوکا

بھانت - طرح - قسم

گھالنا - ڈالنا

گنونت - اچھی صفات رکھنے والا

چاتر - عقل مند

ترجانا - نجات پانا

دود - دودھ

جن نے - جس نے

Marfat.com

روپا - روپیہ - چاندی

دیکھت - دیکھ کر

بین - بہن

زرتار - زرین

پتیانہ - اعتماد کرنا

جترب - حرص

اکیلاچہ - اکیلا ہی

سگے سودھرے - عزیز و اقارب

مل کو - مل کر

بچھانا - بچھونا

پنچ بہوت - پانچ عناصر یا عناصر خمسہ یعنی ہوا - پانی آگ - مٹی - اور روشنی

اوتانا - دیوانہ - نادیدہ

گھابرا - پریشان

نپٹ - خالص - صرف - بالکل

سمدور - سمندر

جوت - روشنی - نور - جلوہ

اس کاچ - اُس کا ہی

رخن - رخ سے رخن بنالیا ہے بمعنی چہرہ

نین - آنکھ

سرن - شرن بمعنی پناہ -

سکت - زور - طاقت

ست گرو - سچا گرو - رہبر کامل

چرن - قدم

بھانا - ڈالتا

نکو - نہیں

مٹ - گھر - مکان

اوداسا - اُداس ہوکر

آسا - آشا - آرزو

آکاسا - آکاش - آسمان

کاسا - کاسہ - کٹورہ

مہاپرش - عظیم انسان

داسا - داس غلام - شاگرد

ترکٹی - پہاڑ

سورگ - جنت

اپروپ - نایاب - نادر

رام مارگ - رام کا راستہ

Marfat.com

مولادھار چکر۔ یوگی مانتے ہیں کہ انسانی جسم میں آٹھ مختلف چکر ہیں۔ مولادھار چکر پہلا چکر ہے جس کا مقام شتگاہ بتایا جاتا ہے ان آٹھ چکروں کو پران کنڈلی بھی کہتے ہیں۔ کیونکہ ایک ایک چکر میں ایک ایک پران ہوتی ہے۔

اپان۔ ایک پران کا نام ہے۔ یوگی کا یہ تصور ہوتا ہے کہ انسانی جسم میں مختلف مقامات پر پانچ پران ہیں۔

سمان۔ سمان بھی ایک پران کا نام ہے۔ ان پانچ پرانوں کے نام یہ ہیں (۱) اپان (۲) سمان (۳) اودان (۴) ویان پران۔

ہردے چکر۔ اس چکر سے مراد ہے جو ہردے یا دل کے قریب واقع ہوتا ہے۔

پران۔ پران بھی پانچ پرانوں کی ایک پران کا نام ہے۔

ویان۔ ویان بھی جیسا کہ بتایا جاچکا ہے ایک پران کا نام ہے۔

کنٹھ۔ حلق۔

سوداش اٹھان۔ سوداش اٹھان چکر انسانی جسم کا دوسرا چکر ہے جو مولادھار چکر کے بعد آتا ہے۔

رجوگن۔ رجس روحانی خواہشات کو کہتے ہیں اور اس کو پرش آتم کہتے ہیں۔

برہما۔ سوداش اٹھان چکر سے منسوب ہیں اسی طرح شاستروں کے فلسفے میں ایک ایک چکر ایک ایک دیوتا سے منسوب ہوتا ہے

ستوگن۔ ستوگن یا ساتوک [illegible] پرانی روحا[illegible] ادھیاتمک [illegible] وید انتہ [illegible] کہتے ہیں۔

Marfat.com

تـموگن - جسمانی خواہشات سے مراد ہے -

چمکار - چمک -

جیو جنتو - جاندار مخلوقات -

دلو - آسمان کا گیارھواں برج -

جدی - ایک برج کا نام -

کیوان - ایک بہت اونچے ستارے کا نام - ساتواں آسمان -

برجیس - اس کو مشتری بھی کہتے ہیں - یہ چھٹے آسمان میں ہوتا ہے -

قوس - آسمان کے نویں برج کا نام

حوت - بارہواں برج -

حمل - پہلا برج -

عقرب - آٹھواں برج -

بہرام - پانچویں آسمان پر ایک ستارہ

ثور - دوسرا برج جو بشکل نرگاؤ قرار دیا گیا ہے -

میزان - ایک برج کا نام -

زہرا - ایک ستارہ جو تیسرے آسمان پر ہوتا ہے -

عطارد - دوسرے آسمان کا ایک ستارہ جسے منشی فلک بھی کہتے ہیں -

سنبلہ - آسمان کا چھٹا برج -

جوزا - تیسرا برج آسمانی جو دو ننگے پشت سے جڑواں لڑکوں کی شکل کا قرار دیا گیا ہے -

اسد - آسمان کا ایک برج جسکی شکل شیر کے مشابہ ہوتی ہے -

سرطان - چوتھا برج -

چند - چاند -

اے - یہ -

سنگھاسن - تخت شاہی -

پری من او پاسی - پری یعنی بھگوان کے دھیان میں رکھنے والا -

تسبی - تسبیح

منکیاں - منکے

خُد - خود

Marfat.com

دودھ دھاری - صرف دودھ پر
زندگی بسر کرنے
والا جو گوشت
وغیرہ نہ کھائے

اپواسی - برت رکھنے والا -

بن - بغیر

مارگ - راستہ

کھٹ پٹ - جھگڑا

بڑ - بڑی

ارد ماتر - لاہوت

آکار - ناسوت

مکھ - منہ

لگن - محبت - لگاؤ

بچن - بات - قول

سانتی - سلامتی

کلکت - حرص

[illegible] - [illegible]

شبد - لفظ - [illegible]
[illegible]

[illegible] - پھنس [illegible]

[illegible] - [illegible]

پہن - پہن کر

بڑے پن - عظمت

سکھدارے - سکھ دینے والے

ڈولارے - جھولا

ہتی - ہاتھی

مولنا - خریدنا

اندھیارے - اندھیرے

ہاتی - ہاتھی

کوڑا - کوڑا

کنوال - دو [illegible]

کروڑا - کروڑوں روپیہ رکھنے والا

[illegible] - [illegible]

[illegible] - [illegible]

[illegible] - [illegible]

[illegible] - [illegible]

[illegible] - ہمیشہ

[illegible] - [illegible]

Marfat.com

سجن - محبوب
سمیٹنا - اٹھا لینا
نزد - نزدیک
رپٹنا - دوڑنا
کپٹ - بغض
بچارو - سوچو
چھانسا - دھوکا
باٹ - راستہ
کاس - کوڑی
ہو - ہر
ہزاران - ہزاروں
مرگ چھال - ہرن کی چھال جو اکثر سنیاسی استعمال کرتے ہیں -
کاملی - کامل ہونا
دھاکون - اندیشوں
دھن - عورت
سمرن - تسبیح
اوجالا - اُجلا

برماتما - بھگوان
بھاسکر - مشہور سنیاسی گذرے ہیں
پرجاپتی - برہما
رنجن - رنجن کو نارد بھی کہتے ہیں یہ برہما کی تخلیق سمجھی جاتی ہے اور کہا جاتا ہے کہ یہ برہما کا پیامبر ہے -
ابجویونی - ابج کے معنی کنول کے ہیں - برہما کنول سے پیدا ہوئے تھے -
سویم بھو - جو خود بخود پیدا ہو گیا
سامب بارن
شیش شائی - شیش ناگ کو کہتے ہیں اور شائی کے معنی سونے اور آرام کرنے کے ہیں شیش شائی مطلب ناگ پر سونے والے کے ہیں وشنو کی یہ خصوصیت تھی کہ وہ سانپ پر سوتے تھے -
رس - ذائقہ
گندھ - شامہ

Marfat.com

شبد - سامعہ

اسپرس - لامسہ

پرس - پارس

دیاونت - مہربان

سرس - بڑا - عظیم

مہابل - طاقتور - بھگوان

جایا - بیٹا

جات - ذات

است - جو ست یا سچ نہ ہو -

ربع مسکون - دنیا کے چاروں کونے

چت - دل

پرم پارا - پرم پرا - روایات

گیانی - عالم

ہاڈ - ہڈی

شنکھ - ایک قسم کی ہڈی جو دریائی جانور کی ہڈی سے بنائی جاتی ہے [illegible] اس جو [illegible] دو ([illegible]) [illegible] ہیں - شنکھ اکثر وغیرہ اور سنیاسی بجاتے ہیں

مچھی - مچھلی

ماس - گوشت

پرباس - بو سے بھری ہوئی - بدبودار

بھیا - ہوا

کاسی - کاشی

کان - کہاں

اچاریہ - گیانی - ودوان

دوتاری - دو تار والا باجا جیسے کہ ستار ہوتا ہے

سنگت - جماعت - گروہ

تیج - روشنی

پرتھوی - زمین

جل - پانی

سوری - سورج

برہسپت - [illegible] نام جس [illegible] بھگتی کا ایک حصہ [illegible] ہے

منگل - [illegible]

شکر - ایک [illegible]

شنی - [illegible]

[illegible]

Marfat.com

محمد قبال مجددی ذخیرہ

پاتال ۔ زمین کا نچلا حصہ
تحت الثری

نوکھنڈ ۔ خشکی کا حصہ

ڈونگرا ۔ پہاڑ

یوگ ۔ عہد زمانہ

پیتمبر ۔ پیلے کپڑے پہننے والے
کرشن جی

دد ۔ شیطان

سپتھ ۔ نیستی ۔ عدم

جاگرت شعور

سپن ۔ سپنا ۔ خواب

سنکلپ ۔ تصورات

مکپ ۔ جنم

آواگوان ۔ تناسخ

شثتی ۔ بقا

مرن ۔ فنا

سیوک ۔ خادم

نرنھار ۔ جس کے رہنے کی کوئی
جگہ نہ ہو یعنی جو ہر جگہ
موجود ہو

نیر ۔ پانی

دیواکر ۔ سورج

اچھین ۔ رہین

پنڈ ۔ جسم

بلہار ۔ قربان

استُوت ۔ تعریف ۔ خوبیاں ۔ صفات

ناؤن ۔ نام

ٹھاؤن ۔ جگہ

سانچا ۔ سچا

ماتا ۔ ماں

اہنکار ۔ انانیت

ہانک ۔ پکار ۔ نعرہ

بستار ۔ وسعت

ہنکار ۔ پکار ۔ آواز

پرماتما ۔ (جو جیو آتما یعنی انسان
کا خالق ہے)

تجاور ۔ تنجور ۔ جنوبی ہند کا ایک
مشہور مقام

باہمنان ۔ برہمن کی جمع

رسوئی ۔ کھانا

Marfat.com

دان ـ خیرات
گنونت ـ اچھے گن والا
بید ـ وید
پستک ـ کتاب
بہوت ـ بہت
پرت ـ پریت ـ محبت

گھونیرا ـ گہرا
میا ـ محبت ـ خلوص
دیا ـ مہربانی
چتُر ـ ہوشیار
رہیا ـ رہا
نکو ـ مت

Marfat.com

MUNSUMJHAWAN

BY

Dr. SYEDA JAFFER

ABUL KALAM AZAD ORIENTAL RESEARCH INSTITUTE.
HYDERABAD-A. P.

2489

Marfat.com